وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

در مطبع احمدی باهتمام آمون خان طبع شد

فی المذہب تھے بڑی بڑی سعیان اور کوششین کرکر ماین طور کہ کوی حدیث اور آیہ اونسی پوشیدہ نہیں
رہی مسایل دین کی قران اور حدیث اور اجماع اور قیاس سی نکالکر مذہب مقرر کی بعض مسایل مین
متفق ہوی اور بعض مین مختلف بسبب اختلاف اصول اور قواعد استخراج اور انبساط کی فقط پس ان
ہہ نی جبکہ اس طور پر مسایل دین قران اور حدیث اور اجماع اور قیاس سی نکال کر لوگون کی آگے
لہی تو سب لوگ کہ صاحب اہل سنت و جماعت ہونیکی رکھتی تی اونہون نی قبول کیا ماین
طور کہ بعضی ایمن سی حنیفہ ہوی اور بعضی اونمین سی مالکیہ اور بعضی شافعیہ اور بعضی حنبلیہ جیساکہ
دل علماء دین ہ بہ قال الحنفیۃ وبہ قال المالکیۃ وبہ قال الشافعیہ وبہ قال الحنبلیۃ
اس بات پر شاہد منصف ہی صاحب انصاف کو اور بعضی لوگ جو اپنی ہوای نفس کے تابع تی یہہ قید اونکے
نفسون نے قبول نہ کی اور اونہون نی طرح طرح سے پیشے و کلام کرنا اور لوگون کو بہکانا اور ڈرانا
شروع کیا سو علماء ربانیون نی یہہ حال دیکھہ کر کمر ہمت باندہ کر ہمیشہ رد کرتی رہی اسی طرح ان ایام
مین بعضی لوگون نی اپنی بدعت اور عناد اور حسد کی رو سی لوگون کو بہکانا اور اپنی ہوای نفس کے
طرف بلانا شروع کیا اور ربانی ائمہ کی حق مین اور اونکی اتباع کی حق مین کرنی شروع کی اور طرح طرح کے
پیشے کرنی لگی اور چند سال گذری مین کہ مینی بچشم خود دیکھا تہا کہ مولینا واولینا ومرشدنا واستاذنا
خاتم المحدثین مولنا اسحاق صاحب رحمہ اللہ علیہ امام اعظم رحمہ اللہ کے طعن کرنیوالون پر خفا
ہوتی تی کہ رنگ آپکا سرخ ہوجاتا تہا اور فرماتی تی کہ بدون تقلید مذہب ایک امام کی بنتی ہی نہین اور آپ حنفی
المذہب تھے سو اس فقیر نی ایسا ایسا حال دیکھہ کر اور سنکر موجب حدیث الدین النصح لکل مسلم چاہا کہ ایک
رسالہ واسطی تایید حق کی لکہون کہ مشتمل ہو اور اثبات تقلید کی مع جوابدون شبہون کی کہ یہہ
کرتی ہین اوپر اور بیچ بیان اون مسایل کی کہ یہہ لوگ اونپر بڑی بڑی شبہے کرتی ہین ساتہہ رفع
کرنی اون کی شبہون کی ساتہہ حدیثون صحیحہ کی تاکہ معلوم ہوجاوی کہ جبکہ بڑی شبہون کا یہہ
حال ہے رفع ہونی مین تو اور شبہون کا کیا ذکر ہی سو مینی ایک رسالہ بعد کرنی استخارہ مسنونہ کے
لکہا اور نام اوسکا تنویر الحق رکہا لیکن جو کہ تہا وہ رسالہ خاص فہم تو چاہا مینی کہ ایک رسالہ فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ اللعالمین
وعلی الہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وعلی ائمۃ المسلمین وسائر المومنین الی یوم الدین امابعد
الدین سب بھائی مسلمانون سے کہ یہ کتاب ہے مشتمل ایک مقدمہ اور دو مقاصد اور ایک خاتمہ پر مقدمہ
بیچ بیان سبب تالیف کے ہے اور مقصد اول بیچ بیان وجوب تقلید معین کے اور مقصد دوسرا
بیچ بیان ترجیح مذہب اہلحدیث کے اور خاتمہ بیچ بیان مضامین خاتمہ کے مقدمہ بیچ بیان
سبب تالیف کی بیان اوسکا یہ ہے کہ بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اہل اسلام متفرق ہو
کئی تہتر فرقون پر بلکہ زیادہ سب فروع کی اور ہر ایک نے تمسک قرآن و حدیث سے اپنی اپنی فہم کی موافق
ایکہ مذہب مقرر کیا اور ہر ایک نے دعوی حقیت کا کر کے اپنی طرف لوگون کو کھینچنا شروع کیا اسوقت
ائمہ دین کہ قرون مفضلہ مین سے ہے اور ملقب بائمہ اربعہ مین یہ حال دیکھکر بمقتضای اس حدیث شریف
کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم الحدیث
متفق علیہ چاہا کہ مسایل دین کی قرآن اور حدیث اور اجماع اور قیاس سے نکالکر مذہب مقرر کرین تو لوگ
لوگ اسپر عمل کرین اور اپنی اپنی فہم کی موافق نہ چلین کیونکہ ہر زمانہ کی لوگ تنزل مین ہین موجب
حدیث شریف مذکور کی سو ہر ایک امام نی ائمہ اربعہ مین سے مع جماعت شاگردون اپنی اپنی کی کہ

یہہ تلفیق اور تتبع رخص مذاہب کا تو اوسکی حرمت جہان سی اور ہوجاویگا اجماع اور براہ
لغو اور غلط کی اور یہہ امر باطل ہی ساتھہ قول اللہ تعالی کی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنی اور جو تابع ہو سوا رستی مومنون کی حوالہ کرین
وہی طرف جو اوسنی پکڑی اور داخل کرین کی اوسکو جہنم مین اور بری ہی وہ جگہہ پہرجانی کی پس
باطل ہوی تلفیق مذاہب کے اور ثابت ہوی تعین مذہب واحد کی ان دونون اجماعون سی اس
لی کہ یہہ تعین ضد ہی تلفیق کی پس جبکہ باطل ہوی تلفیق ان دونون اجماعون سے تو ثابت
ہوجاوی کی نقیض اوس کی ساتھہ دونون اجماعون کی یعنی ثابت ہوی تعین مذہب واحد
کی ساتھہ دونون اجماعون کی اور دلیل دوسرے یہہ ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے قران شریف مین
انما النسیء زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما یعنی
سوای اسکی نہین کہ تاخیر کرنا بڑہانا ہی کفر مین کمراہ کیی جاتی ہین بسبب اوسکی وہ لوک کہ کافر
ہوی حلال جانتی ہین اوسکو ایک سال اور حرام جانتی ہین اوسکو ایک سال پس یہہ ایت صریح
ہی بیچ مذمت اوس شخص کے کہ کبہی اعتقاد کری حلت کا ایک چیز مین اور کبہی اعتقاد کری حرمت
کا اوسی چیز مین پس جبکہ معلوم ہوا یہہ تو کہتی ہین ہم کہ مسایل دین کی یا تو اجماعیہ ہون کی یا خلافیہ
پس اگر ہون اجماعیہ تو اتباع اونکا واجب بالاجماع ہی اور اگر ہون اختلافیہ تو مقلد
بعد اختیار کرنی مذہب واحد کی دوامر سی خالی نہین یا تو دور کریگا اس طرح کہ انتقال کریے
حلت سی طرف حرمت کے اور حرمت سے طرف حلت کے باستمرار یعنی ہمیشگی کریگا اوسپر پس
اگر ہوا امر اول تو یہہ باطل ہے ساتھہ آیہ مذکورہ کی اور اگر ہوا مر ثانی یعنی استمرار تو تعین مذہب
واحد کی لازم و واجب ہوی ساتھہ مقتضای آیہ مذکورہ کی اور دلیل تیسرے یہہ ہی کہ کہا جمہور
نے ان المجتہد قد یخطی وقد یصیب جیسکہ تصریح کی ہی ملا علی قاری نی اپنی رسالہ مین
اور دلیل اونکی یہہ ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اذا حکم الحاکم فاجتہد فاصاب
فلہ اجران واذا حکم فاجتہد فاخطاء فلہ اجر واحد متفق علیہ اور اسپر اجماع اہل

مسئلہ تقلید مین بطور اختصار کی عام فہم ہو تو بہتری سو وہ رسالہ یہہ ہی اور نام اسکا توفیر الحق رکھا ہے امید
اسکی کہ اللہ تعالی وافر در عام کری فایدہ اسکا ہو خاص و عام کو واللہ الموفق والمعین والیہ الہدایۃ والتکلان

مقصد پہلا ج بیان وجوب تقلید مذہب واحد کی ساتھہ چند دلیلون کے دلیل پہلی یہہ ہی کہ کہا
شیخ ابن ہمام حنفی نے تحریر الاصولیین اور شیخ جان محشی مختصر الاصولیین اور قاضی عضد الدین نے مختصر الاصولیین اور صاحب
درمختار نے درمختار مین ان الرجوع عن التقلید بعد العمل ممنوع بالاتفاق یعنی رجوع کرنا
تقلید سے بعد عمل کرنی کی منع ہی بالاتفاق اور کہا صاحب بحر الرائق نے رسایل زینیہ مین تو جب علی
مقلد ابی حنیفۃ العمل بہ ولا یجوز لہ العمل بقول غیرہ لما نقل الشیخ قاسم فی تصحیحہ
عن جمیع الاصولیین انہ لا یصح الرجوع عن التقلید بعد العمل بالاتفاق انتہے
پس واجب ہے ابوحنیفہ کی مقلد پر عمل کرنا اونکی قول پر اور نہین جایز ہی اوسکو عمل کرنا اونکی غیر کے
قول پر اس لئی کہ نقل کیا شیخ قاسم نی اپنی تصحیح مین سب اصولیون سی یہہ کہ بلاشبہ نہین
صحیح ہی رجوع کرنا تقلید سی بعد عمل کرنی کی بالاتفاق اور کہا ابن عبد البر مالکی نی ان تتبع
رخص المذاہب غیر جایز بالاجماع ذکر کیا ہی اسکو مسلم الثبوت وغیرہ مین یعنی نہو مذاہب حلال
حلال اور جایز جایز چیزون کا مذاہب سے غیر جایزی بالاجماع پس جبکہ معلوم ہوی یہہ دونون اجماع
تو کہتی ہین ہم کہ تلفیق مذاہب کے یعنی جمع کرنا دو مذہبون کا باطل ہوی اور ثابت ہوی یقین
ایک مذہب کے اور بیان اسکا یہہ ہی کہ تلفیق یا تو تلفیق کریگا پہلی عمل کرنیکی یا پچھی عمل کرنیکی پس اگر تلفیق کریگا پچھی عمل کرنیکی
تو یہہ شق باطل ہے ساتھہ اجماع ہونیکی اوپر منع ہونی رجوع کی تقلید سے بعد عمل کرنیکی پس باطل
ہوی یہہ شق اس اجماع مذکور سی اور اگر تلفیق کری پہلی عمل کرنیکی تو یہہ شق باطل ہی ساتھہ اجماع
ہونی کی اوپر منع ہونی تتبع کی رخص مذاہب کے اس لئی کہ اگر جایز ہو تلفیق مذاہب کے تو اس مین
تتبع رخص مذاہب کا اور تتبع رخص مذاہب کا غیر جایزی ہی بالاجماع اور یہی باطل ہے ساتھہ اجماع
امت کے اور بیان اسکا یہہ ہی کہ سب مجتہدین جمع ہوی ہین مسایل اجتہادیہ اختلافیہ مین اور اعتقاد
اور قول کی بایں طور کہ یہہ حلال اور جایزی اور یہہ حرام غیر جایزی پس اگر جایز رکہی جاوے

فی الجملة بناء علی ان المجتهد قد یخطی وقد یصیب وقال بعضهم کل مجتهد مصیب
والحق هو الاول وهو المعتمد عندنا وعلیه جمهور العلماء انتهی یعنی اسی واسطے کہا
علمائی کہ لایق ہی یہہ کہ اعتقاد رکھی ہر مقلد امام کا اماموں مین سی کہ تحقیق امام میرا مصیب ہے اور غیر
امام میرا کا خطا پر ہی غالبا اور کہا بعض علمائی کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہی اور حق اول ہی ہی اور یہی معتمد
ہی نزدیک ہمارے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا پس ثابت ہوا ان دلیلون سی وجوب مذہب
واحد کا بطریق استمرار کی اسی واسطے کہا علمائی واجب ہوا تقلید معین کا کہا ملا علی قاری نے
رسالہ اپنی مین کہ تالیف کیا ہی فقال فی جواب من قال وجب علیه ان یعین مذهبا من هذه المذاهب
اما مذهب الشافعی فی جمیع الفروع والوقایع واما مذهب مالك واما مذهب ابی
حنیفة وغیرهم ولیس له ان یتحول من مذهب الشافعی مثلا الی مذهب ابی حنیفة ومن مذهب
ابی حنیفة ومایرضی به لانا لو جوزنا ذلك لادی الی التخیط والخروج عن
الضبط حاصله یرجع الی نفی التکلیف لان من مذهبه الشافعی اذا اقتضی تحریم
الشئ ومذهب ابی حنیفة مثلا اباحة ذلك الشئ بعینه او عکس ذلك فهو الشاء
مال الی الحلال وان شاء مال الی الحرام فلا یتحقق الحلة والحرمة وفی ذلك
اعدام التکلیف وابطال فائدته واستبصال فاعلمه وذلك باطل انتهی اور کہا
ملا علی قاری نی شرح عین العلم مین فلو التزم احد مذهبا کابی حنیفة او الشافعی فلزم علیه
الاستمرار فلا یقلد غیره فی مسئلة من المسائل انتهی اور کہا ملا جیون استاد بادشاہ عالم
گیر کی نی تفسیر احمدی مین اذا التزم مذهبا یجب علیه ان یدوم علی مذهبه التزمه ولا ینتقل
عنه الی مذهب اخر انتهی اور کہا کسی مفتی مالکیہ نے الیوم من یتعقل من مذهبه فلیس
ماصنع انتهی ذکر کیا اسکو سیوطی نی جزیل المواہب مین کہا صاحب ہدایہ نی بیع باب وتر
کی واذا علم المقتدی منه ما یزعم فساد صلوته کالفصد ونحوه لا یجوز به الاقتداء
انتهی اور کہا طحطاوی نی شرح درمختار مین بیع بحث شفعہ کے قال صاحب الهدایة فی التخییر

اسلام کا کہا امام نووی نی شرح صحیح مسلم مین تحت اسی حدیث مذکور کی قال العلماء اجمع المسلمون
علی ان ذلک الحدیث فی حاکم عالم اهل الحکم فان اجتهد فاصاب فله اجران اجر
باجتهاده و اجر باصابته و ان اجتهد فاخطاء فله اجر باجتهاده انتهی اور یہی مذہب
چارون امامون کا ہی جیسا کہ کہا مسلم الثبوت مین هذا هو الصحیح عند الائمة الاربعة انتہی
یعنی یہی صحیح ہی نزدیک چارون امامون کی یعنی امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کے
پس اس سی معلوم ہوا کہ جو شخص کہتا ہی کہ ہر مجتہد مصیب ہے یہہ قول اوسکا باطل و فاسد ہے کیونکہ
مخالف حدیث متفق علیہ اور اجماع امت اور ائمہ اربعہ کی ہی پس جو کچھہ کہ بنا کیا جاوی اس قول فاسد
پر وہ بھی فاسد ہوا کیونکہ بنا فاسد کی اوپر فاسد کی ہی اور بنا فاسد کی فاسد پر باطل و فاسد ہی پس
تمسک پکڑنا ساتھہ ان نفریات کی کہ متفرع ہین اس قول فاسد پر اثبات لامذہبی من بھی فاسد ہوا کیونکہ بنا
فاسد کی فاسد پر ہی پس جبکہ معلوم ہوا یہہ مذکور تو کہتی ہین ہم کہ مسایل دین یا تو اجماعیہ ہین یا مختلف
فیہ پس اگر مسایل دین کی اجماعی ہین تو اتباع فرض ہوا بالاجماع اور اگر ہون مسایل دین مختلف فیہ
تو مقلد نی جبکہ اختیار کیا ایک امام کا مذہب در بابت مسائل حلت و حرمت کی تو دوامی پر یہہ تقلد خالی نہین ہے
یا تو یہہ ہی کہ اعتقاد اور عمل کریگا ساتھہ حلت و حرمت دوران کی مذاہب مین یا اعتقاد و عمل کریگا ساتھہ
حرمت دوران کی پس اگر ہوا مر اول تو لازم آویگا اجماع نقیضین کا اعتقاد مین اس لئے کہ حرام
و حلال کا اعتقاد رکھا ان واحد مین اور یہہ باطل ہی اور اگر ہوا مر ثانی تو تعین مذہب واحد کے
واجب ہوی اور واجب ہے اوپر استمرار دوام اس لئی کہ جبکہ اختیار کیا مذہب واحد کی مسایل
کو قسم حلت و حرمت سے اور اعتقاد اور عمل کیا ساتھہ حرمت دوران کی تو ہوگا پھرنا اس اعتقاد اور
عمل سی ممنوع ساتھہ اوس اجماع کی کہ منعقد ہوا ہی اوپر منع ہونی رجوع کی تقلید سے بعد عمل کے جیسا
کہ گذرا بیان اس اجماع کا بہت سندون سی اور ممنوع ہوا یہہ رجوع ساتھہ آیہ مذکورہ کی کہ لکھی گئی
دلیل ثانی مین اسی لئی کہا علمانی جیسا کہ تصریح کی ہی ملا علی قاری نی اپنی رسالہ مین بیچ جواب قول سے
وبذا قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد اماما من الائمة ان امامه مصیب وغیره مخطی

جواهر الخلاطی انتہی اور مثل اس عبارت کی فتاوی برہنہ مین بہی موجود ہی اور تحقیق
معلوم ہی بیان کرنی سبب تالیف عالمگیری کی سی یہہ بات کہ بتحقیق عالمگیر بادشاہ چونکہ تہا عالی ہمت
امور دین مین تو اہتمام کیا یہہ کہ عمل کرین لوگ ساتہہ مسایل مفتی بہا کی پس حکم کیا اوس عالی ہمت نے
مشاہیر علماء ہند کو ساتہہ جمع کرنی مسایل مفتی بہا کی پاس فتاوی مین اور کہا بہ ترصیع کی بحث تجمیع
مین لا تختیر فی ان یکون حنفیا فی بعض المسائل و شافعیا فی بعض اخر
کما عرف فی مسائل التقلید انتہی اور اسپر مین مہرین علماء حرمین شریفین کی اون مین سی عبد
اللہ بن سراج ہین کہ جو سردار ہین مکی کی مدرسون کی اور مولوی سید عبد اللہ کہ وہ مفتی ہی مکی کی اور
سید عثمان کہ وہ مدرس ہی مکہ کی اور شیخ مصطفی کہ وہ حنفی للامون کی سردار ہی اور شیخ محمد
عابد سندہی کہ وہ مدینہ کی بڑی مدرس ہی مصنف طوالع الانوار حاشیہ در مختار اور شیخ صالح کہ وہ
مدینہ کی مدرس ہی اور شیخ محمد ابو السعادات کہ وہ مسجد نبوی کی امام ہی اور شیخ عبد القادر اور سید
محمد اور شیخ محمد محی الدین اور سید علی اور شیخ عبد اللہ اور مولوی امکی اور علماء مکہ اور مدینہ کی نی اہیر
مہرین کین اور کہا ابو بکر رازی نی شرح آثار طحاوی مین و اصحابنا لما شاهدوا الضرورة
استحسنوا ان ینصبوا القاضی نائبا شافعیا او مالکیا لیحکم علی وفق مذهبه
یعنی کردہ حنفیہ وقت ضرورۃ کی نہین فتوی دیتی ہین ساتہہ مذہب غیر کی مگر اس حیلہ سی کہ مقرر کرتی
ہین قاضی نایب شافعی یا مالکی تاکہ حکم کری موافق مذہب اپنی کی باوجود اسکی کہ قاعدہ الضرورات تبیح
المحظورات مجمع علیہ ہی چاہتا ہی اسکو کہ وقت ضرورۃ کی فتوی ساتہہ مذہب غیر کی مباح ہو جیسا کہ
فرمایا اللہ تعالی فی فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیه حاصل اسکا یہہ کہ اگرچہ ضرورۃ
مباح کردیتی ہی ممنوع کو بالاجماع بدلیل اس آیہ مذکورہ کی لیکن اصحاب ہماری نی استخراج کیا ہی دلیل
استحسانی سی یہہ کہ نہ کیا جاوی خلاف مذہب کی وقت ضرورۃ کی بہی مگر اس حیلہ مذکورہ سی اور دلیل
استحسانی ایک دلیل ہی ادلہ حنفیون کی جیسکہ استصحاب دلیل ہی دلیلون شافعیہ کی سی
اور مصالح مرسلہ دلیل ہی ادلہ مالکیون کی جیسی اور کہا حمزوی نی شرح اشباہ و النظایر مین وفی

الواجب عندے ان يقضي بقول ابي حنيفة على كل حال انتہی اور وارد کیا ہی طحطاوی نے اس
عبارة کو واسطے رد کرنی قول صاحب در مختار کی باب شفق مین اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ
کہ کہا صاحب طحطاوی نی ابتدا کتاب اپنی مین جایزہ ہونا عمل کرنیکا غیر مذہب کی مسئلہ پر سوا اوس سے
مراد جواز مع الکراہة ہی اور یہہ ایسا ہی کہ جب کہتی ہین ہم الصلوة خلف کل بر و فاجر جایزة
حال انکہ صلوة پیچھی فاجر و فاسق کی مکروہ ہے اور کہا قہستانی نی جامع الرموز مین و فی وتر النہایة
انها غیر جایزة کما قال صدر الاسلام فالاحوط ان لا یصلی خلفه کذا فی الجواهر
هذا اذا علم بالاحتراز عن موضع الخلاف فلو شك فی الاحتراز لم یجز به الاقتداء
انتہی اور کہا صاحب در مختار نی در المختار مین باب الامامة مین زاد ابن عبد الملک نے و خالف
کالشافعی لکن فی وتر البحر ان یتیقن المراعات لم یکره و علمها لم یصح و ان شك
کره انتہی اور کہا طحطاوی نی اسکی شرح مین والظاهر ان الکراهة للتحریم و ان راعی فیها ادنی
السنن لا یترك الاقتداء لانه واجب علی ارجح الاقوال و مراعاة الواجب مقدمة علی
ترك السنن کذا فی البحر الذی تفقها انتہی اور کہا صاحب بحر الرایق نی بحر مین اما الصلوة خلف
الشافعیة فحاصل ما فی المجتبی انه ان کان مراعیا للشرایط والارکان عندنا
فالاقتداء صحیحة والا فلا یصح و لا خصوصیة للشافعیة بل الصلوة خلف
کل مخالف لمذهبك کذلك انتہی اور کہا صاحب بحر الرایق نی رسالہ زینیہ مین فوجب علی مقلد
ابی حنیفة ان یعمل به و لا یجوز له العمل بقول غیره انتہی اور کہا شیخ ابن الہمام
نی فتح القدیر مین فبهذا ظهر ان الصواب ما ذهب الیه ابو حنیفة و ان العمل علی مقابله
واجب و الافتاء بغیره لا یجوز لهم انتہی و کر کیا اسکو رسایل زینیہ مین اور کہا فتاوی عالمگیری
مین هذا کله فی فاضی المجتهد و اما المقلد فانما و الله یحکم بمذهب ابی حنیفة فقط
فلا یملك المخالفة فیکون معذورا بالنسبة الی ذلك الحاکم هکذا فی فتح القدیر
انتہی اور کہا فتاوی عالمگیری مین باب التعزیر مین حنفی اذا تحول الی مذهب الشافعی یعزر کذا فی

للوجوب یعنی امر واسطی فرض کے ہی پس جو شخص کہ واقف ہو کا اس اصطلاح پر دہو کا نہین
کہا وی کا اور نا واقف جو چاہی سو سمجھی سو وہ ہمپر حجت نہین اگرچہ وہ عالم نامی ہی ہو اور
بیشک ہی اس بات کو چاہتی ہی اور یہی معلوم ہوا اسی مذکور سے جو قول مذکور ہی کتابون مین
المختار الجواز صحیح مقابلہ منع کی ہی معنی اوسکی المختار عدم المنع اور یہہ نہین مستلزم ہی عدم
کراہت کو اور یہہ بہت ہی کتب مین اور جیسا کہ قول سنت جماعت کا اِنَّ الصَّلٰوۃَ خَلْفَ
کُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ جَائِزَۃٌ باوجود اسکی کہ نماز فاسق و فاجر کی پیچھے مکروہ ہی نزدیک اوسکی اور اسی
طرح کی عبارتین کتب مین بہت ہین جیسا کہ نہین پوشیدہ ہی ماہر کتب پر وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ
اور مقصد دوسرا بیان ترجیح مذہب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے
ساتھہ وجہون صحیحہ کے **وجہ اول** یہہ ہی کہ روایت ہی ابوہریرہ سی کہ کہا فرمایا رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء فارس
رواہ مسلم فی باب فضل فارس اور کہا شیخ جلال الدین شافعی نی تبییض الصحیفہ فی مناقب
ابی حنیفہ کی بشرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفہ فی حدیث اخرجہ
ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی
الالقاب عن قیس بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان
العلم بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس واخرج البخاری والمسلم فی
صحیحہما حدیث ابوھریرۃ بلفظ لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال
من فارس و فی لفظ مسلم لو کان الدین عند الثریا لذھب بہ رجل من ابناء
فارس حتی یتناولہ و فی معجم الطبرانی عن ابن مسعود قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان الدین معلقا بالثریا لتناولہ ناس من

الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب الى مذهب بالاجتهاد والبرهان التزم بستوجب
التعدد بمجرد اجتهاد وبرهان اولی انتہی اور کہا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نی صراط المستقیم
میں کہ شرح ہی سفر السعادۃ کی وخانہ این دین چہارمذہب است ہرکہ راہی ازین مذاہب وری ازین دریم اختیار
نمود وہ براہ دیگر رفتن ودری دیگر کردن فتن عبث وبیہودی باشد وکارخانہ عمل را ازضبط وربط بیرون
افگند واز راہ مصلحت بیرون افتادن است واگر قصد سلوک طریق ورع واحتیاط دارد ہم از
مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش اصح واقوی وفائدہ اش اعم واتم راضابط دران اکثر واوفر
اختیار کند وبراہ رخصت ومساہلت وحیلہ اندوزی نرود واین طریق متاخران است وشکی نیست
کہ این طریقہ محکم تر ومضبوط تر است وگویند کہ طریقہ پیشینیان برخلاف این بود وایشان بتعین
مذہب واتباع مجتہد واحد از واجبات نمیدانستند انتہی پس یہ کلام شیخ کا صریح دلالت کرتا ہی اس پر
کہ علمای متاخرین التزام مذہب کو واجبات سی جانتی ہوں نہ متقدمین اور جای شیخ مرحوم نی کہا
مذکور میں فرمایا ہی قرار داد علماء متاخرین برین است وسوالمختار وفیہ الخیر انتہی اور کہا قہستانی
نی جامع نقایہ شرح مختصر وقایہ کی کتاب القضا میں قال ابوبکر الرازی لو قضی الحنفی
مع العلم لہ یجز فی قولہم جمیعا انتہی اور کہا صاحب درمختار نی درمختار میں جامع کتاب
القضا کی وفی الوہبانیۃ قضی من لیس مجتہدا کحنفیۃ زماننا لخلاف ما علیہ
عامۃ الاصحاب اتفاقا انتہی پس معلوم ہوا اس مذکوری یہہ کہ جو کچھہ کہ ذکر کیا گیا ہی کتب اصول میں
اختلاف اس بات میں ان التقلد اذا التزم مذہبا ہل وجب علیہ الاستمرار امرہ
فقال البعض نعم وقال البعض لا خروجا لانہ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ وتحریق
ذلک سو وہ اختلاف بیچ اوس وجوب کی ہی کہ جو معنی فرض کے ہی نہ اوس وجوب میں کہ ترک
اوسکا مکروہ تحریمی ہی جو مصطلح حنفیون کا ہی اور یہی معلوم ہوتی ہی یہی بات اس دلیل سے
کہ یہی بحث مذکور ہی بیچ کتابون اصول شافعیہ اور مالکیہ کے بھی اور اونکی ان فرض اور واجب
ایک ہی چیز ہی بلکہ حنفیہ بھی اس اصطلاح پر کلام کرتی ہین اور کہتی ہین بیچ کتب اصول اپنی کی الامر

شرح خلاصہ کیدانی مین والسلام علی ابی حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ الذی جاھد فی اللہ
تعالی فاخلص اجتہادہ وجادہ وعلی اصحابہ الفائقین علی غیرھم بفضل کاھنار
زیادتہ انتہی اور کہا وہ رمختار مین قال الامام الشافعی رحمہ اللہ من اراد الفقہ فلیلزم اصحاب
ابی حنیفہ فان المعانی قد تیسرت لھم واللہ ما صرت فقیہا الا بکتب محمد بن حسن انتہی
اور کہا ابن حجر مکی شافعی فی قلائد العقیان مین قال سفیان بن عیینہ من اراد الفقہ فعلیہ بالکوفہ
فلیلزم اصحاب ابی حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ انتہی اور کہا شیخ عبد الحق محدث دہلوی
فی صراط المستقیم مین ای امام شافعی را ببینید کہ چہ مدح وی ومدح اصحاب وی میکند ومیگوید کہ الناس کلھم
عیال علی فقہ ابی حنیفۃ ودر شان محمد بن حسن شیبانی کہ شاگرد ابو حنیفہ است فرمودہ اگر ال
کتاب از یہود ونصاری تصانیف امام محمد را ببینند البتہ اختیار ایمان آرند وامام محمد شش کتاب تالیف کردہ
کہ ہر یکی ازان ششصت مجلد وہفتاد مجلد بلکہ بیشتر است وامام احمد اکثر مسایل وقیق از کتب امام محمد نقل بے
کرد ودران کتب نظر میکرد وازان استفادہ می نمود وانچنانکہ تقلید واتباع امام ابو حنیفہ احادیث
واقوال صحابہ است دیگر براینست انتہی اور کہا شیخ فی کتاب مذکور مین قبل اسکی وچون احادیث کہ امام
شافعی بدان اخذ کردہ وتمسک نمودہ امام ابو حنیفہ بدان تمسک نمودہ واخذ نکردہ مردم گمان کردہ
اند کہ مذہب او مخالف احادیث است وحال انکہ درینجا احادیث دیگر است صحیحہ وقویتر از انکہ وی رضی
اللہ عنہ اخذ کردہ وتمسک نمودہ انتہی **وجہ دوسری** یہہ ہی کہ روایت ہی عمران بن حصین سے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین
یلونھم الحدیث متفق علیہ اور یہہ حدیث کتب احادیث مین بہت طرق سی مذکور ہی یہان تک
کہ مضمون اسکا مشہور ہی پس یہہ حدیث صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ خیریت تابعین سے زیادہ
ہے خیریت تبع تابعین کی سی اور امام ابو حنیفہ تابعین مین سی ہین دیکھا اونہون
نی ایک جماعت صحابہ کی کو ایک اونمین سی عبد اللہ بن ابی اوفی اصحابی ہین اور ابو حنیفہ نے یہہ
حدیث اونسی سنی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی للہ مسجدا

ابناء فارس فهذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة والفضیلة انتهی کلامه

جلال الدین السیوطی الشافعی ذکر کیا اسکو طحطاوی فی شرح درمختار مین پس وارد ہوین حدیثین اس باب
مین ساتھہ لفظ جمع کی اور مفرد کی پس لفظ جمع کا ذکر کیا گیا باعتبار اتباع کی اور لفظ مفرد کا وارد کیا گیا
بہ اعتبار اصل کے کہ وہ متبوع ہین بیان اتباع کی اور اختیار کرنا خبر دینی مین اس طریق کو اشارہ ہے
اسپر کہ اتباع اس شخص کی مثل اوسی کی افضل ہونگی غیرون پر مصیب ہونی مین اور قول اوس کا

فهذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة والفضیلة صریح ہی اسمین کہ یہہ حدیثین صحیح ہین
یہہ حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ تحقیق دین اور علم اور ایمان اگر ہوتا ثریا کی پاس تو البتہ جاکر لیتی
اوسکا یہہ شخص کہ ابناء فارس مین سی ہی اور یہہ کلام بطور نہایت مبالغہ کی ہی بیچ مدح مصیب ہونے
اوپر پہنچنی حق کی اور وں کی بہ نسبت پس ان حدیثون صحیحہ نے دلالت کیا اسپر کہ شخص نہایت
مرتبہ مصیب ہونیکا رکھتا ہی مسایل اختلافیہ مین باین نظر کہ جب جاویگا طرف دین اور ایمان اور علم کے
تو جا پہنچیگا اوسکو لیکن باقی رہی یہہ بات کہ یہہ شخص کون ہی سو کہتی ہین ہم جبکہ اجماع منعقد ہوا اوپر
نہ کرنی اوس عمل کی کہ وہ مخالف ہو ائمہ اربعہ کی تو ہوا مدار دین کا قیامت تک اوپر مذاہب ائمہ
اربعہ کی اور نہ رہا کوئی ان ائمہ اربعہ کا ابناء فارس ہی سوای ابوحنیفہ کے تو دلالت کیا ان حدیثون نے
ساتھہ اجماع کی ملکر اسپر کہ یہہ شخص مذکور ابوحنیفہ ہین اور کفایت کرتا ہی قول جلال الدین سیوطی کا بیچ
وارد کرنی ان حدیثون کی بیچ فضیلت اور بشارت ابوحنیفہ کی کیونکہ وہ اکابر محدثین اور اجلہ
ائمہ شافعیہ مین سی ہی پس دلالت کی ان حدیثون صحیحہ نے ساتھہ اجماع کی ملکر اسپر کہ امام اعظم ابوحنیفہ
سب سے بڑی اور زائد تر ہین در باب اصابت اور پہنچنی حق کی مسائل اختلافیہ اور اجتہادیہ مین سے
لئی کہا امام شافعی نے الناس کلهم عیال ابی حنیفة فی الفقه اور یہہ قول امام شافعی کا بہت
مشہور ہے اور سند ہین اسکی بہت ہین چنانچہ ائی اوپر ذکر اسکا بہر پوشیدہ نہ رہی کسی پر یہہ خبر دینا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھہ طریق مذکور کی اگاہ کرنا ہی اسپر کہ اتباع اس شخص کی مثل اوسکے
فرایق مین بیچ بارہ مصیب ہونیکی اسی لئی کہا سید شریف نے کہ محقق اور مدقق ہین اصول و فروع

خادمون ہی مین سی ہین پس معلوم ہوا یہہ قول کہتی ہین ہم کہ جب ہوا اجماع اوپر نکرنی اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہوا یمہ اربعہ کی اور امام ابوحنیفہ مین تابعین مین سی عقل اور نقل سی تو ہوی خبرت ابو حنیفہ کی بیچ باب مصیب ہونی کی مسایل اختلافیہ مین زیادہ اور بڑہ کر ایمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل سی ساتہہ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے پس ثابت ہوا افضل ہونا ابوحنیفہ کا اوپر ان ایمہ مذکورین کی ساتہہ اوس حدیث صحیح متفق علیہ مشہور کے **اور وجہ تیسری** یہہ ہی کہ روایت ہی عبد اللہ بن عمر سی انہ قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال یا ایھا الناس انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم تفشوا الکذب الحدیث رواہ الترمذی اور کہا ترمذی نی ہذا حدیث حسن صحیح انتہی پس یہہ حدیث صحیح صریح دلالت کرتی ہی اسپر کہ وصیت کی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ کہ لیا جاوی دین ان لوگون سے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے بشرط اس ترتیب کور کی جیسا کہ مقتضا لفظ ثم کا ہے کہ جو مذکور ہی حدیث مین یعنی لیا جاوی دین ان لوگون ہی بشرط اس ترتیب سے لیا جاوی دین صحابہ ہی جب تک کہ پایا جاوی پہر تابعین سے جب تک پایا جاوی پہر تبع تابعین سے جب تک پایا جاوے یہہ مقتضا حدیث صحیح کا ہی پس کاہ کہ نہوا کوی مذہب معتبر اہل سنت وجماعت سے قرن صحابہ ہی لیکر تبع تابعین تک سوای مذاہب ایمہ اربعہ کی اور منعقد ہوا اجماع اوپر نکرنی اوس عمل کے کہ وہ مخالف ہوا ائمہ اربعہ کی اور تہی ابوحنیفہ تابعین مین سے نہ ایمہ ثلاثہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل تو دلالت کی اس حدیث صحیح نی ساتہہ اس اجماع کی ملکر اسپر کہ مذہب امام اعظم کا لازم پکڑا جاوی جبتک کہ پایا جاوی واسطی عمل کرنی کی اس حدیث صحیح پر **اور وجہ چوتہی** یہہ کہ کہا امام شافعی نے الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ انتہی ذکر کیا اسکو ابن حجر مکی نی کہ وہ اجلہ شافعیون مین سی ہین پس ہوا فلاد العقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان کی **اور** صاحب سیرت شامی محمد ابن یوسف شامی

بی اللہ لہ بیعا فی الجنۃ اور ابو حنیفہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی ایک ہی شہر کوفہ کی رہنے
والی تھی اور وفات پای عبد اللہ بن اوفی نی شہر کوفہ مین ۸۷ھ مین بالاتفاق اور تھی عمر ابو حنیفہ
کی دن وفات عبد اللہ بن ابی اوفی کی سات برس کی بالاتفاق پس عقل کرنا چاہی کہ یہہ دونون
ایک ہی شہر مین ہون اور امام کی عمر سات برس کی ہو اور وفات عبد اللہ کے کوفی ہی مین ہو اور پھر ملاقات
نکرین آپسمین عقل کیونکر قبول کرین وجود صحابی کا عزیز تھا جہان جہان لوگ سنتی تھی اونکی ملاقات کے
لئی آتی تھی تابعی ہونیکی لئی اور یہہ نعمت عظمی اوسی شہر مین ہو اور پھر ملاقات نکرین بعید از عقل ہی یہہ
حال تو عقل کا ہی اب سنو اونکی حال نقل کا کچھہ تھوڑا سا کہا جلال الدین سیوطی شافعی نی تبیض الصحیفہ
فی مناقب ابی حنیفہ من قد الفہ الامام عبد الکریم الشافعی جزء انی ما یروی الامام ابو حنیفہ
عن الصحابۃ انتہی ذکر کیا اسکو طحطاوی نی شرح در مختار مین اور جزء اہل حدیث کی اصطلاح مین اوس
کتاب کو کہتی ہین کہ اوسمین مروبات ایک شخص کے ہون خواہ تابعی ہو خواہ صحابی خواہ تبع تابعی
جیسا کہ کہا جاتا ہی یہہ جزو احادیث ابی بکر کا ہی اور یہہ جزو احادیث مالک کا ہی اسی طرح کہا مولینا
عبد العزیز رحمہ اللہ نی اپنی رسالہ مین کہ اصول حدیث مین ہی اور کہا در المختار مین وسمع ابا
حنیفۃ سمع الاحادیث من سبعۃ من الصحابۃ کما بسط فی اول الخزینۃ المصلی
وادرک بالسن عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء انتہی اور کہا خواندمیر نی تبع
سند امام کی قد روی ابو حنیفۃ عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وان العلماء اتفقوا علی ذلک لکنہم اختلفوا فی العدد انتہی ذکر کیا اس کلام خواندمیر
کو طحطاوی مین اور کہا ملا علی قاری نی تبع رسالہ جواب قفال کی فاتہ من بین الائمۃ المجتہدین
مختص بکونہ من التابعین دون غیرہ باتفاق العلماء المعتبرین انتہی اور تحقیق ثابت
اور مقرر ی علم اصول مین کہ مثبت مقدم ہوتا ہی اوپر نافی کی اور یہی مقتضای عقل نی پس ثابت ہوا
عقل اور نقل سی ہونا امام اعظم ابو حنیفہ کا تابعین مین سی اور متعصبین کے کچھہ وہاں نہین ہے
کیا نہین دیکھتی ہو طرف انکار کرنی روافض کے تبع خلافت ابو بکر اور عمر کے اور امام اعظم تو اونکی

ابیحنیفة قال ابو یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفة وقال
ابو یوسف ما رأیت احدا اعلم بتفسیر الحدیث من ابیحنیفة وقال سفیان
الثوری کنا بین یدی ابیحنیفة کالصغار بین یدی الکبار وان اباحنیفة کسبا
العلماء وقال علی بن عاصم لو وزن علم ابیحنیفة بعلم اهل زمانه لرجح
علمهم قال محمد بن الحسن بناظره اصحابه فی المقاس حتی اذا استحسن
شیئا لم یلحقه احد منهم فی الاستحسان قال بن یدین هارون کتبت علی
الف شیخ حملت عنهم العلم فما رأیت والله فیهم اشد ورعا من ابیحنیفة ولا
احفظ لسانا منه ولا فی عظم عقله وقال علی بن عاصم لو وزن عقله بعقل
نصف اهل الارض لرجح عقلهم وقد صنف العلامة مصنف
کتاب الضخیم المسمی بسبیل الهدی والرشاد المشهور بسیرت الشامی
محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی الشافعی المذهب کتابا فی
مناقب ابیحنیفة سماه عقود الجمان فی مناقب النعمان وعندی
بنذة منه وهو انه کان ابوحنیفة رضی الله تعالی عنه اخذ العلم
باوفر نصیب اما علم الکلام فقد تقدم انه بلغ فیه مبلغا یشار
الیه بالاصابع وناهیک به انه سلم الیه علم النظر والقیاس واصابت
الرای حتی قالوا فیه ابوحنیفة امام اهل الرای فیه انتهی کلام ابن
حجر اھ پس یہہ کلام صریح ہی اس بات مین کہ اصابت رای ابوحنیفہ کی سلم ہی نزدیک علما کی اور کہا
ابن حجر نی کتاب مذکور مین ومدح المشایخ له بالعلم والفقه والورع والامانة اکثر
من ان یحصی واظهر من ان یخفی انتہی اور کہا در المختار مین ومناقبه
اکثر من ان تحصر وصنف فیها ثبت ابن الجوزی مجلدین
کبیرین وسماه الانتصار الامام الائمة الامصار وصنف

نی کہ وہ اکابر شافعیون مین سی ہی ہے عقود الجمان فی مناقب النعمان کی اور ابوبکر خطیب
بغدادی نی کہ وہ ایمہ حدث سی ہی ہے تاریخ بغداد کی اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف
ثانی نی ہے مکتوبات اپنی کی جلد ثانی مین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی ہے صراط
المستقیم کے اور صاحب الختار نی ہے در المختار کی اور خوارزمی نی ہے مسند امام اعظم کے
اور سوای انکی اور بہت لوگون نی یہان تک کہ یہ قول امام شافعی کا مشہور ہے کہا خوارزمی نے
مسند امام اعظم مین والدلیل علیه ما اشتهر واستفاض عن الشافعی رض الله قال
الناس عیال علی ابی حنیفة فی الفقه انتہی اور کہا صاحب بحر الرایق نی اشباہ
مین قال الامام للشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقه فلینظر الی کتب ابی حنیفة کما
نقله ابن وهبان عن حرملة انتہی اور کہا حموی نی شرح اشباہ مین وذکر الحافظ ابو نعیم
فی کتابه المسمی بالصحیفة فی مناقب فقیه الوقت ابی حنیفة ان المزنی
روی عن الامام الشافعی هذا الذی رواه حرملة وقال ایضا فی کتابه المذکور
قال عبد الله بن المبارک ان الناس قد عرفت وان احتیج الی الرای فرای مالک وسفیان
وابو حنیفة وابی حنیفة احسنهم واد قهم فطنه واغوصهم علی الفقه وهو
افقه الثلاثة انتہی کلام الحموی اور کہا ابن حجر مکی شافعی نی کتاب مذکور مین قال عبد
الله بن المبارک وناهیک ما رایت فی الفقه مثله ورایت مسعر فی
حلقته جالسا بین یدیه یسأله ویستفیده منه ما رایت احدا قط تکلم
فی الفقه احسن منه قال عبد الله بن المبارک کان ابو حنیفة افقه من
اهل زمانه ولقیت الف رجل من العلماء فلو کانا فی لقیت ابا حنیفة لکنت
من الفاضلین قال معمر ما اعرف رجلا تکلم فی الفقه احسن معرفة من
ابی حنیفة وقال وکیع ما رایت احدا افقه ولا احسن من ابی حنیفة وقال
ابراهیم اوستاد شافعی بن علکمه ما رایت احدا ورع ولا افقه من

على فهمه وفراسته كه امام شافعي رحمه از نقاهت او عليه الرضوان دريافت كه گفت كه
الفقهاء كلهم عيال ابي حنيفة في الفقه بواسطه همين مناسبت كه روح الدر دارد و
تواند بود انچه خواجه محمد پارسا رحمة الله عليه در فصول ستة نوشته است عيسى على نبينا وعليه الصلوة
والسلام بعد از نزول بمذهب امام ابو حنيفه حكم وعمل خواهد كرد بى شائبه تكلف وتعصب گفته مى شود
كه نورانيت مذهب حنفي بنظر كشفي در رنگ دريائى عظيم مى نمايد وساير مذاهب بيك حياض وجداول
نظر مى آيد ناقصان چند احاديث را ياد گرفته اند واحكام شرعيه را دران منحصر ساخته اورا معلوم
خود را نفي مى نمايند بيت هران كرمى كه در سنگى نهان است * زمين واسمان او همان است
واى هزار واى از تعصبهاى باريك ايشان واز نظرهاى فاسد ايشان باقى فقه ابو حنيفه است وسته
حصه فقه اورا مسلم داشته اند ودر ربع باقى همه شركت دارند ودر فقه صاحبخانه اوست و
ودیگران همه عيال وى اند انتهى كلام الربانى اورا واسطى اسى ترجيحات مذكوره كى رہى جسمهو
اہل اسلام كے اوپر مذہب امام اعظم رح كى اور بعض باقى اوپر باقى مذاہب اہل اسلام كے جيسا كه
تصريح كى ہى سابقہ اسكى ملا على قارى نى اپنى رسالہ مين كه تاليف كيا ہى قفال كے جواب مين
عبارت اوس كے يہہ ہى واما اتباع ابي حنيفة قديما وحديثا ففي الاد يا
في جميع البلاد سيما في بلاد الروم وما وراء النهر وولاية
الهند والسند واكثر اهل خراسان وعراق مع وجود
كثيرين في بلاد العرب بالاتفاق واظن انهم يكونون
ثلثي المسلمين بل اكثر عند المهندسين بالاتفاق
پہر كہا ملا على قارى نى اسى رسالہ مين بعد ذكر كرنى رجوع سلطان محمود كے طرف مذہب شافعى كے
ويكفينا من السلاطين ابراهيم بن ادهم المتلمذ لامامنا في
العلم والعمل واعراضه من الدنيا واقباله على العقبى والخصوص
مع المولى مع ان السلاطين في كل زمان ومكان ثابتون على مذهب

غیرہ الذی من ذلک القسم انتہی پس یہہ مختصر مناقب ہین امام صاحب کے اور معلوم ہوی ان اقوال ائمہ
دین کی ہی ترجیح امام اعظم کی اوپر غیرون کی اور بیان اسکا یہہ ہے کہ تحقیق قول امام شافعی کا
الناس کلھم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ مشہور و معروف ہی اور بہت سندون سے
ثابت ہی جیسا کہ گذرا اور اوامون سے جو اقوال مذکورہ مین سب موید اس قول کی ہین پس ثابت
ہوا اس سی فقیہ ہونا امام صاحب کا سب سے بڑہ کر اور فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
فی من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین متفق علیہ پس دلالت کی اس حدیث متفق
علیہ سے کہ فقیہ ہونا دین مین سب سی بہتری نزدیک اللہ تعالی کے پس امام اعظم سب سے
بہتر ہوی دین مین نزدیک اللہ تعالی کے ساتہہ ان اقوال ائمہ دین اور حدیث صحیح
متفق علیہ کے اسیواسطی اختیار کیا امام شافعی نے امام اعظم کے کتب فقہ کو اور کہا
من اراد الفقہ فلیلزم اصحاب ابی حنیفۃ فان المعانی قد تیسرت لھم
واللہ ما صرت فقیھا الا بکتب محمد بن الحسن ذکر کیا اوسکو در المختار مین اور کتابین
امام محمد کے بڑے بڑی ہین چھہ کتابین کہ ز خامت ہر ایک کے ساتہہ جزون سی کم نہین
جیسا کہ تصریح کے شیخ عبد الحق نی ساتہہ اسکی اور گذر چکا اوپر بیان اسکا اور پوشیدہ ہر
کسی شخص پر کہ جو شخص کہتا ہے کہ فقیہ ہونیسی تعریف ثابت نہین ہوتی ہی بلکہ اعلم بالکتاب
والسنۃ ہیتر ہوتا ہی فقیہ سی سو یہہ قول مردود ہی ساتہہ اس حدیث متفق علیہ کے اب کہنا
بہری بکنی والا جو چاہی کا ہی یہہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوسکی بکواس کے رد مین پس
ثابت ہوی ان وجوہ مذکورہ سی ترجیح امام اعظم رح کی مذہب کی اسی لئی فرمایا ہی حضرت شیخ احمد سہرندی
مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نی اپنی مکتوبات کی جلد ثانی مین مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بر
ورع و تقوی و دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم
او عاجز اند و مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند و او را اصحاب الرای
پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ و درایتہ و عدم الاطلاع

کہا یحیی بن معین نے کہ وہ امام ائمہ حدیث کی ہین اور مع تابعین مین ہین اور وہ صحاح ستہ والون کے اساتذہ مین سی ہین اور ہین امام جرح اور تعدیل کے جیسا کہ تصریح کی ہے صاحب فتح الباری شارح بخاری نے ابن حجر عسقلانی نے یحیی بن معین ثقہ حافظ فقیہ امام الجرح والتعدیل ولد سنۃ ثلث وثلثین ومائۃ وتوفی سنۃ اثنتین وسبعین ومائتین عندی قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ہذا ادرکت الناس انتہی یہہ عبارت تاریخ ابن خلکان اور تاریخ خطیب محدث بغدادی مین ہی اور پسندیدہ نزدیک ہے کہ جو لوگ زمانہ یحیی بن معین مین تھی وہ تابعین اور متبع تابعین تھی اور قول یحیی بن معین کا علی ہذا ادرکت الناس سابقہ تقدیم طرف کی فائدہ حصر کا دیتا ہی کیونکہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہی جو شی کہ حق اوسکا تاخیر ہو وہ وقت تقدیم کی فائدہ حصر کا دیتا ہی جیسا کہ ایاک نعبد وایاک نستعین پس یہہ کلام یحیی بن معین کا دلالت کرتا ہی اسپر کہ تابعین اور متبع تابعین فقہ ابی حنیفہ کو بہترین فقہ جانتی تھی اور اوسپر عمل کرتی تھی چنانچہ تائید کرتی ہی اسکی عبارت رد المحتار شرح در المختار کی قولہ من زمنہ ہذہ الایام فالدولۃ العباسیۃ وان کان مذہبہم مذہب جدہم فالاکثر قضاتہا ومشایخ اسلامہا حنفیۃ یظہر ذلک لمن تصفح کتب التواریخ وکان مدۃ ملکہم خمسا وثمانیۃ سنۃ تقریبا انتہی اور کہا ملا علی قاری رح فی واما اتباع ابی حنیفۃ قدیما وحدیثا ففی الاکثر زیادۃ فی جمیع البلاد سیما فی بلاد الروم وما وراء النہر وولایۃ الہند والاکثر اہل الخراسان وعراق مع وجود کثیرین فی بلاد الغرب بالاتفاق وانظن انہم یکونون ثلثی المسلمین بل الاکثر عند المہندسین بالاتفاق مع ان سلاطین فی کل زمان ومکان ثابتون علی مذہب النعمان کسلاطین الروم رحمہم اللہ عن الحوادث والدوران وسلاطین ما وراء النہر فی کل عصر ودہر وسلاطین الہند والسند فی البر والبحر انتہی اور جانا چاہیے کہ ہونا لوگون کا عیال فقہ ابی حنیفہ کا اور ہونا تابعین اور تبع تابعین اور جمہور اہل اسلام کا مذہب ابی حنیفہ پر اور ہونا قیاس ابی حنیفہ کا مسلم الاصابۃ جیسا کہ کذری نقل اوسکی صاحب سیرت شامی شافعی المذہب سے اور قول علیہ السلام کا اتبعوا السواد الاعظم اور قول حضرت کا لو کان الدین عند الثریا لذہب بہ رجل من ابناء فارس حتی یتناولہ دلیل روشن ہے اسپر کہ مذہب عیسی علیہ السلام کا موافق مذہب ابی حنیفہ کی ہوگا اور مذہب ابی حنیفہ کا سب مذاہب سے آخر تک ہوگا جیسا کہ کہا اہل کشف نے تصریح کی اسکی امام عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین وقال فی در المختار بعد

النعمان کسلاطین روم حفظهم الله من الحوادث والدوران وسلاطین
ماوراء النهر فی کل دهر وعصر وسلاطین الهند والسند
فی الایالی والبحار اور کفایت کرتا ہی ہمکو ابراہیم بن ادہم کہ جو شاگرد ہین ہماری امام
کی علم اور عمل مین اور موہنہ موڑنی مین اوسکی دنیا سی اور متوجہ ہونی اوسکی مین طرف
عقبی کے اور حضور مین باوجود اسکی بادشاہ ہر زمانی اور مکان مین ثابت ہین اوپر مذہب
نعمان یعنی ابحنیفہ کے مانند بادشاہون روم کے نگاہ رکہی اون کو الحاد حادثون اور
گردشون سی اور مانند بادشاہون ماوراالنہر کے ہر زمانہ اور عصر کے اور مانند بادشاہون
ہند وسند کے بر و بحر مین ولعل حکمة ذلك ان ابا حنيفة من ذرية
کسری الملقب بنوشیروان العادل فحیث عدل الامام
عن الدنیا واقبل علی العقبی جعل الله سلاطین الاسلام
واساطین الانام من العلماء الاعلام الی یوم القیام حتی
روی ان المهدی علیه السلام انما یحکم علی وفق مذهبه علیه
الرضوان لما روی الحسن بن سلیمان فی تفسیر حدیث لا
تقوم الساعة حتی یظهر العلم وهو علم الامام ابی حنیفة
رضی الله تعالی عنه من الاحکام انتہی کلام القاری پس یہہ
جملہ اخیرہ مثل اوس جملہ کے ہی کہ تصریح کے ہی ساتہہ اوس کے امام ربانی اور خواجہ
محمد پارسائی اور وہ عبارت اوپر گذر چکی ہی اور ساتہہ اسی کے تصریح کے ہی صاحب
درمختار نے درالمختار مین اور عبارت اوسکی یہہ ہی حسبك من مناقبة اشتهاء
مذهبه ما قال قوله الا واخذ به امام من الائمة الاعلام
وجعل الله تعالی الحکم لاصحابه واتباعه من زمنه الی هذا
الاوان الی ان یحکم بمذهبه عیسی علیه السلام انتہی

LB043

مسئلہ سنہ لتباب وان ہذا الشی عجاب مختصر کلام یہہ ہی کہ جناب مولانا مولوی محمد اسحاق مرحوم نے اپنہ مسائل مین
لکہا ہی کہ جو مذاہب اربعہ کو بدعت کہی نماز نفل اونکی کچہہ مقبول نہوگی اور سب ہیچ منثورا ہوجاوینگے
من شاء فلیطالع فیہ فی جواب سوال ستین و ثلث اور یہہ چراغ دین محمدی قدیمی روشن ہے اسکو کوئی
بجہا نہین سکتا ولنعم ما قیل ؎ چراغی راکہ ایزد برفروزد ۔ ہر انکس تف زند ریشش بسوزد
لاریب یہہ رسالہ مسمی بہ توفیر الحق المعروف بالقول السدید فی وجوب التقلید مولفہ میری اوستاد بزرگوار
کا یعنی جناب مولانا محمد قطب الدین سلمہم اللہ تعالی کا من اولہ الی آخرہ حق و صحیح و درست قابل قبول والعمل
فماذا بعد الحق الا الضلال اور کسی کج فہم کی یہہ خیال مین نہ گذری کہ صاحب مخالف حضرت مجدد و خواجہ محمد
پارسا و ملا علی قاری وغیرہم رحمہ اللہ علیہم نے جو لکہا کہ عیسی علیہ السلام مذہب ابحنیفہ رح پر عمل کرینگی تو یہہ بات
کیونکر ہوسکی کہ وہ نبی اور مجتہدین اور تقلید مجتہد کے مجتہد کو حرام ہے بالاجماع اسواسطی کہ معنی اون عبارتون کے
کے یہہ نہین جو یہہ شخص سمجہتا ہی بلکہ معنی یہہ ہین کہ عیسی ع عمل کرینگی باین طور کہ ہوگا اجتہاد اونکا موافق
مذہب ابو حنیفہ رح کی فقط واللہ اعلم بالصواب حررہ عبدہ المسکین نجم ضیاء الدین
مسکین رسالہ ہذا را من اولہ الی آخرہ بنظر تعمق مطالعہ نمود موافق مذہب اہل سنت و جماعۃ یافت و الحق کہ لکل
مسالک مذہب واحد بر صراط مستقیم است خصوصا بر مذہب حنفی کہ معتمد علیہ سواد اعظم است کہ اکثر از ائمہ
اسلام متبع ابحنیفہ گذشتہ اند علیہم الرضوان و در اصول و فروع بر صایب مذاہب فوقیت دارد ایا نمی بینی
کہ امام اعظم رح در اتباع سنت سنیہ علیہ الصلوۃ والسلام از ہمہ ائمہ مقدم است کہ احادیث مرسل و
قول صحابی بواسطہ بزرگی صحبت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام برای خود مقدم دارد بر خلاف دیگر ائمہ رح
کہ بر قیاس خود قول صحابی را تقدیم نمی دہند عجب مے آید بران کسان کہ باوجود این احتیاط از ائمہ اصحاب
رای می دانند و کلام ناشایستہ و بی ادبانہ بنسبت آن بزرگان می رانند حالانکہ جم غفیر از پیشینیان بر
کمال فضل و علم و ورع و تقوی او مقر اند اللہ تعالی این ہمارا براہ راست آرد کہ این چنین رئیس دین را
آزار نرسانند و متبعان از اکہ سواد اعظم اند بضلالت نہ نمایند و داخل انجماعہ نباشند کہ در شان
آن آیہ کریمہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواہہم واقع است چرا کہ بزعم فاسد خود ایشان را اصحاب رای می پندارند

وقد اتبعه على هذا كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بتبات المجاهدة وركض في ميدان المشاهدة
كابراهيم ابن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابي يزيد البسطامي وفضيل بن عياض وداود الطائي
وابي حامد اللقاف وخلف ابن ايوب وعبد الله بن المبارك ووكيع ابن الجراح وابي بكر الوراق وغيرهم
ممن لا يحصى لبعده ان يستقصى انتهى وقال الشامي في رد المختار في شرح الدر المختار عزوله اشتهار مذهبه
اي في عامة بلاد الاسلام بل في كثير من الاقاليم والبلاد لا يعرف الا مذهبه كبلاد الروم والهند والسند
وما وراء النهر ومصر قند الخ ثم قال وقوله الى ان تحاكم بمذهبه عيسى عليه السلام ينبغي فيه التفصيل
وكانه اخذه مما ذكره اهل الكشف ان مذهبه آخر المذاهب انقطاعا هذا وقال الامام الشعراني في الميزان
ما نصه قد تقدم ان الله تعالى لما من علي بالاطلاع على عين الشريعة رايت المذاهب كلها متصلة
بها ورايت مذاهب الائمة الاربعة تجري جدا ولها كلها اورايت جميع المذاهب
التي اندرست قد استحالت حجارة ورايت اطول الائمة جدولا الامام ابا حنيفة ويليه الامام مالك
ويليه الامام الشافعي ويليه الامام احمد وانصرهم جدولا الامام داود وقد انقرض في القرن الخامس
فاوقات ذلك يطول زمن العمل بمذاهبهم ومصره فكما كان مذهب الامام ابي حنيفة اول المذاهب
المدونة فكذلك يكون آخرها انقراضا وبذلك قال اهل الكشف انتهى والله اعلم وعلمه احكم
ذلك كله حق والاعتقاد والعمل به صحيح تؤيد الحق لصحة الاعتقاد والعمل يفيد ولي لمن لم يعمل به وعنه بحيد

رقيمة الحافظ عبد المجيد

يہہ رسالہ توفیر الحق معنی حر فاحر فا مطالعہ کیا اللہ تعالی
مصنف کو جزای خیر دی اور سلف سی ایسا ہی دیکھا کیا کہ سب علما مذہب کے تاکید مین چلی آتی ہین چنانچہ پہلی الی
ایک مرتبہ شہر مجاہا اوسکی وقع کرنی مین مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب نے بڑی کوشش کی تھی اور رسالہ عدم رفع
الیدین اور منع قرات خلف الامام واختفار آمین مین تالیف کیا تہا اور وہ دونون رسالہ مولوی صاحب کے
میری پاس موجود ہین اور یہی ایسا پایا استاد مولوی نذیر حسین صاحب کیکو فقیہہ اجل عالم باعمل والدی جد نانا جناب
مولوی محمد عبد الخالق مرحوم کہ اونہون نی تبیہ الضالین مین تحریر کر کر مہر اپنی کی ہی من شاء فلینظر الیہ

یہہ رسالہ من اولہ الی آخرہ مینی دیکہا واقع کتاب بی نظیری اور عوام و خواص کے دل پذیری مارایت ومما

نظام الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

کیا جواب دیتے ہو تم ای علمائے دین واران سوالون کا اللہ تعالی تمپر رحمت کری

پہلا سوال حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہاتھہ اوٹھاتی ہین اسپر کیا دلیل ہی **جواب** حدیث ہی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۲۴۸ صفحہ مین عن مالک بن الحویرث رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بہما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بہما اذنیہ متفق علیہ روایت ہی مالک ابن حویرث رضہ سی کہا کہ تہی رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب تکبیر کہتی اوٹھاتی اپنی دونون ہاتون کو یہان تک کہ برابر کرتی اوٹھاتی دونون ہاتون کو اپنی دونون کانون کی اور ایک روایت مین ہی یہان تک کہ مقابل کرتی دونون ہاتون سی اپنی دونو کانون کی لہرون کو بخاری اور مسلم نی روایت کی وفی المشکوۃ وفتح القدیر وجامع الاصول وتسہیل الوصول عن وائل بن حجر انہ ابصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی کانتا بحیال منکبیہ وحاذی ابہامیہ اذنیہ ثم کبر وفی روایۃ یرفع ابہامیہ الی شحمۃ اذنیہ ادسی مشکوۃ کی ۷۵۱

رسالہ تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوۃ والسلام علی رسول رب العالمین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اس سب مسلمانون کی واسطے کہ جانتے ہین کی اللہ کی اور اسکے رسول کی اطاعت کرنی واجب ہی اور اسکی مخالفت سی ڈرنا واجب ہی اس ملک مین شریف اور وضیع اور عالم اور جاہل

و تابع کتاب سنت نمی شمارند حالانکه تارک کتاب و سنت ضال و مبتدع است بلکه از احاطه اسلام خارج است این اعتقاد فاسد نمی کنند مگر جاهلی که مقصودش ابطال نصف دین باشد تا قصی اضداد احادیث را ایده کرده امر و بزعم ناقص خود احکام شرعیه را در ان منحصر دانسته و ماسوا را معلوم خود را معدوم انگاشته و بر تقصیر علم فهم خود قایل نگشته و الکه نزد او ثابت نشده است از امتثال سلقته و زبان طعن گشاده مثل فرقه خوارج در رد فحص نکته **قطعه** قاصری کز کند این طایفه را طعن قصور حاش لهد که برآرم بزبان این کله را همه شیران جهان بسته این سلسله اند روبه از حیله چه سان بگسلد این سلسله را ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا و هب لنا من لدنک رحمة انک انت الوهاب حرره سنه خمس و ثلثین و مائتین و الف

بر محمل مسعود تفسیل

صحیحنامه رساله توفیر الحق

صفحه	سطر	غلط	صفحه	سطر	صحیح	صفحه	سطر	
۲	۲	ایمة المسلمین	۸	۱۹	مین هذا	۱۶	۲۱	ابراهیم بن علیه
۳	۳	انبساط	۸	۲۰	انی ذلک	۱۷	۲۰	ثبت
۴	۵	یعنی رجوع	۹	۳	تو اراده کیا	۱۷	۲۱	الامام الائمة
۴	۱۵	کہ تفیق	۱۰	۱۰	مذہب کو	۱۸	۱۱	صرف
۴	۱۸	متبع کی رخصت	۱۱	۵	مین اور جیسا کہ	۱۸	۱۲	ساٹھہ جزو نسے
۴	۱۸	ایضاً	۱۲	۶	صحیح کل	۱۹	۸	باقے
۴	۲۱	حرام غیر جائز	۱۳	۱۲	و دیکر	۲۰	۱۱	الاعلام الیوم
۵	۳	کرین ہی	۱۴	۵	کریں			
۶	۱۴	اجماع	۱۴	۱۳	بینة المفتی			
۸	۸	عبد الملک نے	۱۵	۸	یفتو الکذب			
۸	۱۵	رسالہ	۱۵	۱۳	و ابو حنیفہ و محمد			

دلیل ہی **جواب** مشکوۃ شریف کے ۲۶ صفحہ مین حدیث ہی عن انس
رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر کان
یفتتحون الصلوۃ بالحمد للہ رب العلمین اخرجہ مسلم انس رض
نی کہا مقرر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رض شروع کرتی تھی
نماز الحمد رب العالمین سی نکالا اسکو مسلم نے اور تیسیر الوصول کی ۲۱۹ صفحہ
مین انس ہی روایت ہی عن انس رض قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منہم یقرء
بسم اللہ الرحمن الرحیم اخرجہ السنۃ روایت ہی انس رض سی کہا نماز پڑہے
مینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رض کی ساتھہ نہین سنا
مینی اون مین سی کسی کو کہ پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم نکالا اسکو بخاری اور مسلم اور
ترمذی اور ابو داود اور مالک اور نسای نی اور کافی مین ہی قولہ علیہ السلام ثلث
یخفیھن الامام التعوذ والتسمیۃ وآمین فرمایا علیہ السلام نی تین چیزین
ہین کہ آہستہ انہین کہیگا امام تعوذ اور تسمیہ اور امین ودروی ابن مسعود رض
اللہ عنہ ما جہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتسمیۃ فی صلوۃ
مکتوبۃ اور روایت کیا ابن مسعود رض نی نہین پکار کر کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی بسم اللہ کو فرض کی نمازین اور شرح مختصر الوقایہ مین ملا علی قاری
سی وفی لفظ مسلم فکان یستفتحون القراءۃ بالحمد للہ رب العلمین
لا یذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم وفی روایۃ فلم اسمع احدا
منہم یجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم ورواہ النسائی والدارقطنی و
احمد وابن حبان فکانوا لا یجہرون ببسم اللہ الرحمن الرحیم

صفحہ مین اور فتح القدیر اور اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول مین ہی دلیل ہے بحمدہی
مقرر دیکھا اونہون نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کھڑی ہوی نماز کو اوٹھای آپ نے
اپنی ہاتھہ یہان تک کہ ہوی وہ برابر اونکی مونڈھون کی اور برابر کی اپنی انگوٹھون کو اپنی
کانون کی پھر تکبیر کہی اور ایک روایت مین ہی کہ اوٹھاتی تھی اپنی انگوٹھی اپنی کانون
کی لوتک اور اوسی مضمون کی حدیث ہدایہ اور کافی اور تبیین الحقایق اور لمعات التنقیح
اور بحر الرایق مین ہی لیکن مضمون مین کچھہ اختلاف ہی طولت کی خوف سی ہر ایک
کتاب کی عبارت بالتفصیل نہین لکھی گئی **دوسرا سوال** حنفی جو ہاتھہ
کی پنجی ہاتھہ باندھتے ہین اسپر کیا دلیل ہی **جواب تیسیر الوصول** کی ۲۱۶
صفحہ مین حدیث ہی عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ رض اَنَّ عَلِیًّا رض قَالَ اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ
الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ اخرجہ رزین
روایت ہی ابی جحیفہ رض ہی مقرر علی رضی نی فرمایا سنت ہی ہاتھہ رکھنا نماز مین اور
رکھنا اوسکا پنجی ہاتھہ کی اوپر احمد اور ابوداود اور دار قطنی اور بیہقی کی روایت
مین ہی حضرت علی رضہ ہی کہ فرمایا اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ تَحْتَ السُّرَّۃِ
یعنی سنت ہی رکھنا ہاتھہ کا اوسری ہاتھہ پر پنجی ناف کی اور ہدایہ اور بحر الرایق
اور کفایہ اور عنایہ اور نہایہ اور کافی مین ہی اسی مضمون کی حدیث ہی صرف لفظ مین
اختلاف ہی اور معنی مین اتفاق اور بحر الرایق مین ہی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ ثَلٰثٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ وَذَکَرَ مِنْ جُمْلَتِہَا
وَضْعُ الْیُمْنٰی عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی تین چیزین ہین پیغمبرون کے
سنت سے اور بیان کیا ان مین سی رکھنا داہنی ہاتھہ کا بائین ہاتھہ پر پنجی ناف کے
تیسرا سوال حنفی جو پکار کی نماز مین بسم اللہ نہین پڑہتی بلکہ آہستہ اسکی کیا

روایت ہی ابوہریرہ رضی سے کہا فرمایا رسول صلعم نی مقرر ٹہرایا کیا ہی امام اس لیے
کہ پیروی کیجاوی اُسکی سو جب وہ تکبیر کہی تم تکبیر کہو اور جب وہ قرآن پڑہی تو تم چپ
رہو روایت کیا اسکو ابوداود اور نسای اور ابن ماجہ نی اور جامع الاصول اور
مالک کی موطا اور امام محمد کی موطا مین بہی اس مضمون کی حدیثین ہین اور مسند
امام ابوحنیفہ مین اور لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور شرح مختصر الوقایہ
اور فتح القدیر مین ہی عن جابر رض اَنَّ رَجُلًا قَرَءَ خَلْفَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الظُّہْرِ اَوِ الْعَصْرِ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ رَجُلٌ فَنَہَاہُ
فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَتَنْہَانِیْ اَنْ اَقْرَءَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ
الْاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ جابر سی روایت ہی کہ قرات کیا یعنی کوی سورہ پڑہا ایک شخص
نی پیچہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر کی نماز یا عصر کی نماز مین اور اشارہ کیا اوسکی
طرف ایک آدمی نی سو منع کیا اوسکو پہر جب پڑہ چکا کیا اوسنی منع اسکو پہر جب پڑہ
چکا کہا اوسنی کیا منع کیا تو نی مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیچہی قرآن پڑہنے
سی سو بحث ہوی اون مین اور وہ سماعت مین پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سو فرمایا رسول صلعم نی جس کسی کا امام ہو تو قرات اوسکی امام کی اوس کی
لیی قرات ہی یعنی قرات امام کی مقتدی کی لیی کافی ہی اور شیخ عبدالحق نے
مشکوٰۃ کی ترجمی مین لکہا ہی کہ یہہ حدیث صحیح ہی اور بخاری اور مسلم کی سوا اب
نی اسکو روایت کیا ہی اور شرح مختصر الوقایہ مین اور جامع الاصول اور فتح
القدیر مین ہی عن ابن عمر رض اَنَّہٗ کَانَ اِذَا سُئِلَ ہَلْ یَقْرَءُ اَحَدٌ مَعَ

وفی آثار الطحاوی ومعجم الطبرانی وحلیۃ ابن نعیم ومختصر ابن خزیمۃ فکانوا یسرون بسم اللہ الرحمن الرحیم اور مسلم کی عبارت مین ہی شروع کرتی تہی اصحاب نبی کی نماز کو الحمد للہ رب العالمین کے ساتہہ نہ کہتی تہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور ایک روایت مین ہی نہین سنا یعنی اونہین سی کسیکو کہ پکار کر پڑہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور روایت کیا اسکو نسای اور دار قطنی اور احمد اور ابن حبان نی سو ہتی وہ کہ پکار کر نہین پڑہتی بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آثار طحاوی اور معجم طبرانی اور حلیہ ابن نعیم اور مختصر ابن خزیمہ مین ہی کہ آہستہ کہتی تہی اصحاب نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور لمعات المستفیع اور فتح القدیر مین ہی قد روی الطحاوی عن ابن عباس رض لم یجہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالبسملۃ حتی مات روایت کی طحاوی نی ابن عباس رض سی پکار کر نہین کہا ہی نی صلعم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو یہان تک کہ وفات پائی **چوتہا سوال** حنفی نماز مین امام کی پیچہی سورہ فاتحہ نہین پڑہتی اسکے کیا دلیل ہے **جواب** تیسیر الوصول کے ۲۱۵ صفحہ مین حدیث ہی عن جابر رض قال من صلی رکعۃ لم یقرء فیہا بام القرآن فلم یصل الا وراء الامام اخرجہ مالک والترمذی جابر رض سی ہی جسنی نماز پڑہی ایک رکعت اور نہ پڑہی اوس مین سورہ فاتحہ تو نہ پڑہی اوسنی نماز مگر امام کی پیچہی یعنی امام کی پیچہی یہہ حکم نہین ہی اور بہلی جلد مشکوہ شریف کے ۲۰۰ صفحہ مین ہی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا رواہ ابوداود والنسای وابن ماجۃ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَا تَقْرَءْ خَلْفَ الْاِمَامِ اِنْ جَهَرَ وَلَا اِنْ خَافَتَ وَعَنِ

ابن مسعود رض نحو عبد اللہ بن عمر اور زید ابن ثابت اور جابر بن عبد اللہ رض

نی فرمایا کہ قران مت پڑہ بیچی امام کی کسی نماز مین اور جابر نی کہا ہی نہ پڑہ تو قرآن

بیچی امام کی پکار کر پڑہی امام یا چپکی اور عبد اللہ بن مسعود رض سی بہی اس طرح کے

روایت ہی **پانچوان سوال** حنفی جو نماز مین امین پکار کہ کی نہین پڑہتی اوس

کی کیا دلیل ہے **جواب** دار قطنی نی اپنی سنن مین اور حاکم نی مستدرک

مین جو حدیث کی معتبر اور مشہور کتابین ہین لکہا ہی عَنْ وَائِل رض اَنَّهُ صَلَّى

اللّٰه عليه وآله وسلم لَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ

قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ اَحْمَد وَاَبُوْدَاوٗد وَدر روایت ہی وائل رض سی

مقرر ہی صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچی غیر المغضوب علیہم ولا الضالین تک کہا امین

اور پوشیدہ کی اپنی اواز اور مختصر الوقایہ مین مصنف سی عبد الرزاق محدث کی اور

بحر الرائق مین ابن ابی شیبہ سی اور ابراہیم نخعی رض کی روایت کو لکہا ہی قَالَ اَرْبَعٌ

يُخْفِيْهِنَّ الْاِمَامُ اَلتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ وَاَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَ

اٰمِيْنَ کہا چار چیزین ہین کہ پوشیدہ کہی اوہنہین امام اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور اللہم

ربنا لک الحمد اور امین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح نی مشکوہ شریف کی

شرح حربی اور شرح سفر السعادت مین لکہا ہی عن عمر بن الخطاب رض اَنَّهٗ

قَالَ يُخْفِى الْاِمَامُ اَرْبَعَةَ اَشْيَاءَ اَلتَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَةَ وَاٰمِيْنَ وَسُبْحَانَكَ

اَللّٰهُمَّ وعن ابن مسعود رض مِثْلُهٗ روایت ہی عمر بن الخطاب سی مقرر

فرمایا اوہنون نی کہ پوشیدہ پڑہی امام چار چیزین اعوذ باللہ اور بسم اور سبحانک

اللہم اور عبد اللہ بن مسعود رض بہی اسی طرح کی روایت کی وفی الہدایۃ لقولہ

الامام قال اذا صلى احدكم مع الامام فحسبه قراءة الامام واذا صلى
وحده فليقرء ابن عمر رض سی روایت ہی جب سوال کیا اونسی کیا قران پڑہی کوئی
امام کی ساتھہ فرمایا جب پڑہی کوی تم مین سی نماز امام کی ساتھہ تو کفایت کرتا ہی اوسکو
امام کا قران پڑہنا اور جب اکیلا نماز پڑہی تو چاہی کہ قران پڑہی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی رُوِیَ مُحَمَّدٌ فِی مُوَطَّاهُ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رض عَنِ الْقِرَاءَةِ
خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اَنْصِتْ وَيَكْفِيْكَ الْاِمَامُ روایت کیا امام محمد نی اپنی موطا مین
سوال کیا عبداللہ ابن مسعود کو قران پڑہنی کی مقتدی مین امام کی پیچہی فرمایا چپ رہہ اور بس ہی
تجکو امام کا قران پڑہنا اور کفایہ اور کافی اور عنایہ اور نہایہ مین ہی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ تَمَّ صَلٰوتُهٗ فِیْ فِيْهِ جَمْرَةٌ وَفِی الْكِفَايَةِ وَالْكَافِیْ
قَالَ عَلِیٌّ رض مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَخْطَاَ الْفِطْرَةَ فرمایا نبی صلعم
نے جو قران پڑہی پیچہی امام کی بہرا بی وہ اپنی موہنہ مین چنگاری اگ کی اور کفایہ اور کافی
مین ہی فرمایا علی رض نی جسنی قران پڑہا پیچہی امام کی سفر اوسنی چہوڑ دی قدیم چال اور عن
سعید ابن ابی وقاص وزید ابن ثابت مَنْ قَرَءَ خَلْفَ الْاِمَامِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ
سعید ابن ابی وقاص اور زید ابن ثابت رض سی روایت ہی کہ جسنی قران پڑہا
پیچہی امام کی اوسکی نماز درست نہین اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح مختصر
الوقایہ اور عنایہ مین ہی وَمَنَعَ الْمُفْتِیْ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَا ثَوْرٌ مِنْ ثَمَانِيْنَ
نَفَرًا مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ ممنوع ہوا مقتدی کا قران پڑہنی سی روایت ہی اسکی
اسی اومیون بڑی اصحابون مین سی اور فتح القدیر اور لمعات التنقیح اور شرح مختصر
الوقایہ مین ہی عن عبداللہ بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن
عبداللہ قالوا لا تقرء خلف الامام فی شیء من الصلوٰة و

الحقایق قال ابن مسعود رض صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ کہا ابن
مسعود رض نی نماز پڑی مینی نبی صلعم کی ساتھہ اور ابو بکر اور عمر رض کے
سو نہ اونہای اونھون نی اپنی ہاتھہ مگر نماز کی شروع مین وفی الکفایۃ
والکافی والعنایۃ والنہایۃ قال ابن عباس رض ان العشرۃ مبشرۃ
بالجنۃ رضی اللہ عنہم ما کانوا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ
اور کہا ابن عباس رض نی مقرر عشرہ مبشرہ یعنی دس اصحاب بہشتی رض نہ اونہاتی
تہی وہ اپنی ہاتھہ مگر نماز کی شروع مین وفی شرح مختصر الوقایۃ عن براء بن
عازب رض قال کان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر
لافتتاح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یکون ابہاماہ قریبا من شحمتی
اذنیہ ثم لا یعود روایت براء بن عازب رض سی کہا تہی نبی صلعم جب
تکبیر کہتی شروع نماز مین اونہاتی اپنی ہاتہ یہان تک کہ پہنچی دونون انگوٹہی
اونکی دونون کانون کی لہہ تک پہر نہ دہراتی اور جامع الاصول اور بحر الرائق
اور تبیین الحقایق مین ہی قال جابر رض رایت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لا یرفعہما
حتی انصرف اخرجہ ابو داود اور کہا جابر نی دیکہا مینی رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کو کہ بلند کئی حضرت نی اپنی ہاتون کو شروع نماز کی وقت پہر
نہ اونہای اونکو جبتک کہ پہرہ چکی نماز نکالا اسکو ابو داود نی وروی
الطحاوی والطبرانی باسنادہ الی ابن عمر وابن عباس رض ان النبی
صلعم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰۃ

ابن مسعود رض اربع یخفیهن الامام وذکر منها التعوذ والتسمیة
والتامین ہدایہ مین لکہا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض کی روایت سی چار چیزین ہین کہ
پوشیدہ کہی اونکو امام اور بیان کیا اونہین سی اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور امین اور
تخریج احادیث الہدایہ اور فتح القدیر مین ہی کہ احمد اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی
اور طبرانی اور دار قطنی اور حاکم نی روایت کی وائل سی اوراوسی اپنی باپ سی انہ
صلے اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین
واخفی بہا صوتہ مقررہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پہنچی غیر المغضوب علیہم ولا
الضالین تک فرماتی امین اور پوشیدہ کرتی اوسکی ساتہہ اپنی اواز کو چھٹا سوال
حنفی جو سوای شروع کی تکبیر کی وقت ہر ہاتہہ نہین اوٹہاتی اسکی کیا دلیل ہے
جواب تیسیر الوصول کی ۱۱۵ صفحہ اور جامع الاصول مین ہی عن براء قال رایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیہ الی قریب
من اذنیہ ثم لا یعود اخرجہ ابو داود روایت ہی براء رض سی کہا دیکہا
مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شروع کرتی نماز باندہ کرتی ہاتون کو اپنی کانون
کی نزدیک تک پہر نہ دہراتی نکالا اوسکو ابو داود نی اور تیسیر الوصول کی اوسے
۱۱۶ صفحہ مین ہی عن علقمة رض قال قال لنا ابن مسعود رض یوما الا
اصلی بکم صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ
الا مرة واحدة مع تکبیرة الافتتاح اخرجہ اصحاب السنن روایت
ہی علقمہ رض سی کہا فرمایا مجکو عبد اللہ ابن مسعود رض نی ایکدن بتاتا ہون مین تمکو
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہر نماز پڑہی اور نہائی اپنی ہاتہہ مگر ایک دفعہ
شروع کی تکبیر کی ساتہہ نکالا اسکو ترمذی اور نسای اور ابو داود نی وفی الباب

سخت سے وار بکڑو نماز مین یعنی حرکت مت کرو نماز مین اور نہایت سے، وحین رای النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اقواما یرفعون ایدیہم فی الصلوۃ عند الرکوع وعند رفع الراس
من الرکوع فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذنا ب خیل شمس
اسکنوا فی الصلوۃ وفی روایۃ کفوا فی الصلوۃ جب دیکہا نبی صلعم
نی کہ اوہٹاتی ہین اپنی ہاتون کو نماز مین رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوہٹانی کے
وقت تو فرمایا کیا وجہ ہی کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوہٹانیوالی ہاتون کو اپنی گویا
دم کہوڑون کی جو سخت ہی قرار پکڑو نماز مین اور دوسری روایت مین نہیر ہے
رہو نماز مین یعنی ہاتون کو حرکت مت دو **سائوان سوال** حنفی جو صبح کی
نماز مین دعای قنوت نہین پڑہتی اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی ہندی ترجمہ کی پہلی جلد مشکوۃ شریف کی ۳۰۳ صفحہ مین عن انس رض
ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قنت شہرا ثم ترکہ رواہ ابو
داود والنسائی روایت ہی انس رضہ سی مقرر نبی صلعم نی قنوت پڑہی مہینی بہر پہر
چہوڑ دیا اسکو نکالا اسکو ابو داود اور نسای نی اور اسی کی ۳۰۴ صفحہ مین ہے
عن ابی مالک الاشجعی رض قال قلت لابی یا ابت انک قد صلیت
خلف رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر وعثمان وعلی
ہہنا بالکوفۃ نحوا من خمس سنین اکانوا یقنتون قال ای
بنی محدث اخرجہ الترمذی والنسای وابن ماجۃ روایت ہی
ابی مالک اشجعی رض سی کہا پوچہا مینی اپنی باپ سی البتہ نماز پڑہی تمنی رسول اللہ
صلعم اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رض کی ہان کوفہ مین قریب پانچ
برس کی کیا قنوت پڑہتی تہی وہ کہا او بیٹی ای میری لڑکی یہہ بدعت ہی نکالا اسکو

وَفِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ الْحَدِيث روایت کیا ہی طحاوی
نی اور طبرانی نی جو دونون کتابین معتبر حدیث کی ہین اپنی سندی کہ ابن عمر اور ابن
عباس کے طرف ملتی ہی مقرر نبی صلعم نی فرمایا کہ نہ اوٹھائی جاوین ہاتہہ مگر سات
جگہون مین نماز کی شروع مین اور قنوت کی تکبیر جو وتر مین ہی اور عیدین کی نماز
مین آخر حدیث تک اور مسند امام ابوحنیفہ مین ابراہیم نخعی سی ہی بعینہ یہہ حدیث
مروی ہی اور کفایہ اور نہایہ اور کافی جو فقہ کی معتبر اور مشہور کتابین ہین اونمین
لکہا ہی من قول ابن مسعود رض رَفَعَ النَّبِيُّ صلعم فَرَفَعْنَاهُ وَتَرَكَ فَتَرَكْنَاهُ
فرمایا ابن مسعود رض نی اوٹھائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی ہاتہہ تو اوٹھائی ہمنی اور
چہوڑدیا حضرت نی تو چہوڑدیا ہمنی اوس سی اونہایہ اور عنایہ مین جو ہدایہ کی شرح ہے
لکہا ہی اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ زُبَيْرٍ رض رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَيَرْفَعُ
يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّاْسِ مِنْهُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لَهُ
لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم فَتَرَكَ لَهُ عبداللہ
ابن زبیر رضی اللہ عنہ نی دیکہا ایک شخص کو نماز پڑہتی ہوی مسجد الحرام مین اور وہ اوٹھاتا
تہا اپنی ہاتہہ رکوع کی وقت اور رکوع سی سر اوٹھانیکی وقت پہر جب وہ چکا نماز کہا
اوسکو مقرر یہہ ایک چیز ہی کہ کیا تہا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی پہر
چہوڑدیا اسکو اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ مین ہی وان جابر بن سمرہ
قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِي اَرَاكُمْ رَافِعِي
اَيْدِيكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ شُمْسٌ اَيْ صَعْبٌ
جابر ابن سمرہ رض نی کہا آئی ہماری سامنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہر فرمایا
کیا سبب ہے کہ دیکہتا ہون مین تمکو اوٹھانی والی ہاتون کو اپنی گویا دم کہوڑون کے

رسول اللہ صلعم نی اپنا بائیان پاؤن اور اوبھایا اپنا ہاتھہ اپنی بائین ران پر اور
اوکہڑا کیا دانا ہاتون اور اسی کتاب کی ۲۲۴ صفحہ مین ہی عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ اَیْ ابْنِ عُمَرَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ
تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْیُمْنٰی وَتَثْنِیَ الْیُسْرٰی اخرجه البخاری ومالك والنسائی
روایت ہی عبداللہ عمر رض کی پوتی سی کہا ابن عمر نی سنت نماز مین یہی ہی کہ کہڑا
رکہی تو اپنا داہنا پاؤن اور بچھاوی بائیان نکالا اسکو بخاری اور مالک اور نسائی
وَفِی رِوَایَةِ النَّسَائِیِّ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْیُمْنٰی وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا
الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَی الْیُسْرٰی اور ایک روایت مین نسای کی سنت یہ
کہڑا کرنا داہنی قدم کو اور برابر رکہنی اوسکی انگلیونکو قبلہ کی طرف اور بیٹہنا بائین
قدم پر **نوان سوال** حنفی نماز مین جو سجدہ کرنیکی وقت پہلی کہٹنون کو
زمین پر ٹیکتی ہین بعد اوسکی ہاتون کو اور سجدہ سی اوٹہتی وقت پہلی ہاتون کو
زمین سی اوٹہاتی ہین بعد اوسکی کہٹنون کو اسکی کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
ہی تیسر الوصول کی ۲۲۱ صفحہ مین عن وایل بن حجر رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ
صلعم اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُکْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ
قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ اخرجه اصحاب السنن وفی اخری لابی داؤد واِذَا نَهَضَ
نَهَضَ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ وَاعْتَمَدَ عَلٰی فَخِذَیْهِ روایت ہی وائل رض سی کہا ہی
نبی صلعم جب سجدہ کرتی رکہتی اپنی کہٹنون کو پہلی اپنی ہاتون کی اور جب کہڑی
ہوتی اوٹہاتی اپنی ہاتہہ پہلی اپنی گہٹنون کی نکالا اسکو اصحاب سنن یعنی
ترمذی نسای ابو داود نی اور دوسری روایت مین ابو داود کی اور جب
اوٹہتی حضرت اوہتی اپنی کہٹنون پر اور زور دیتی ہاتون کا اپنی زانونپر اوراوسے

ترمذی اور نسای اور ابن ماجہ نی اور تیسر الوصول کی ۲۲۲ صفحہ مین ہی قنت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم شہرا بعد الرکوع فی صلوۃ الصبح وفی روایۃ
ابی داود والنسای قنت شہرا ثم ترکہ قنوت پڑہی رسول صلعم نی مہینہ بہر
بعد رکوع کی صبح کی نماز مین اور روایت مین ابو داود اور نسای کی ہی کہ قنوت پڑہی
حضرت نی ایک مہینہ بہر چہوڑ دیا اوسکو **اٹہوان سوال** حنفی جو نماز مین دہنا پانو
اوٹہا کر بانیان پانون بچہا کر بیہتی ہین اس کے کیا دلیل ہی **جواب** حدیث
مشکوۃ شریف کی ۲۴۵ صفحہ مین عن عایشہ رض قالت کان رسول اللہ صلعم
یفرش رجلہ الیسری ویقعد علی رجلہ الیمنی رواہ مسلم روایت ہے عایشہ
رض سی کہ بچہاتی ہی رسول اللہ صلعم بانیان پانون اپنا اور کہڑا رکہتی دہنا
پانون اپنا کہڑا اسکو مسلم نی اور تیسر الوصول کی ۲۲۳ صفحہ مین ہی عن علی ابن
عبد الرحمن قال صلیت الی جنب ابن عمر رض فقلبت الحصی فقال
لی لا تقلب الحصی وافعل کما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم یفعل قلت وکیف رایت رسول اللہ صلعم یفعل قال
ھکذا وقعد الیمنی واضجع الیسری الحدیث روایت ہی علی ابن عبد الرحمن
سی کہا نماز پڑہی مین ابن عمر کی پہلو کی طرف سو سر کانپر مین کنکریان کہا مجکو ابن
عمر نی نہ سر کا کنکریان اور کر تو جیسا دیکہا مین نی رسول اللہ صلعم کو کرتی پوچہا مین
کس طرح دیکہا تم نی رسول اللہ صلعم کو کرتی کہا اس طرح اور کہڑا کیا دہنی پانون کو
اور بچہایا بائین کو آخر حدیث تک اور اوسی صفحہ مین ہی عن وائل ابن حجر رض
قال افاتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلہ الیسری ورفع یدہ
علی فخذہ الیسری ونصب الیمنی روایت ہی وایل ابن حجر رض سی کہا بچہایا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھضون فی الصلوٰۃ علی صدورِ اقدامھم ولخرج
النعمان بن ابی عیاش ان ادرکت ثنین واحد من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فکان اذا رفع راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ
الاولیٰ والثالثۃ نھض کما ھو ولم یجلس نکالا ابن ابی شیبہ نی ابن مسعودؓ
سی مقررہ اوٹھتی نہی نمازمین اپنی پیرون کی اونکلیون کی جڑپر اور نہ بیٹھتی ہے
اور نکالا ایسا ہی علی رض سی اور ایسا ہی ابن عمر اور ابن زبیر اور عمر رض سی اور
نکالا نعمان ابن عیاش نی بابا میںنی بہت سے اصحابون کو رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی موجب اونہانی اپنا سر دوسری سجدے سی پہلی رکعت اور تیسرے
رکعت مین اوٹھتی جس حال مین ہتی اور نہ بیٹھتی **گیارہوان سوال** حنفی
جو رمضان مبارک مین تراویح کی نماز مین بیس رکعت نماز پڑہتی ہین اسکی کیا
دلیل ہی **جواب** ماثبت بالسنۃ مین لکھا ہی بیہقی نی روایت کی سند
صحیح سی انھم یقومون علی عھد عمر رض بعشرین رکعۃ وفی عھد عثمان
وعلی رض مثلہ یعنی صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام کرتی ہتی یعنی پڑہتی
ہتی حضرت عمر رض کی خلافت مین بیس رکعت اور حضرت عثمان اور حضرت علی کے
وقت مین بہی اسی طرح اور علمای حرمین یعنی مکی اور مدینی کی عالمون کا بہی ہمیشہ
سی اسی طور پر عمل چلا آتا ہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نی شرح فارسی مین
مشکوۃ شریف کی جو لکھا ہی اوسکا ترجمہ یہہ ہی اور ابن شیبہ نی ابن عباسؓ
سی روایت کی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی جو نماز پڑہی بیس
رکعت تہی اور بعد حضرت کے عمر رض کی خلافت تک اسی طور پر حال کذا
کہ ہر کوی گہر مین اپنی پڑہتا یا مسجد مین اور جب کچہ زمانہ حضرت عمر رض

فی بعض المسائل الفقھیۃ — او بعض العلوم وفی — عمدۃ الکلام بشرح جمع — الجوامع فلجزء — من لیس فیہ اھلیۃ — الاجتھاد التقلید انہ — وروی عن ابی یوسف — ح انہ ولیجب العامی — الاقتداء بالفقھاء لعلمہ بالاحادیث — فی حنفہ الی معرفۃ الاحادیث — ومعانیھا ذاوالا کھا وناسخھا — ومنسوخھا وخاصھا وعامھا — ومحکمھا ومتشابھھا فمن — لم یعلم ذالک ففی عامی غنیۃ — عن العامۃ وھملھا بالغا غاتنا — الی من اللہ تعالیٰ من الضلال

خلاصہ ترجمہ کا کیا جاوے
اوس شخص کی لئی جسکو قوت
اجتہاد کی ہو اور شرطین
اجتہاد کی اوس مین پای جاوین
اور فقہا کی اقوال کو نجانی بیہ
بات کی کسی مجتہد کی ان چار
مجتہدون مین سی تقلید کرے
بلکہ ایک مذہب مین سی ایک کی

ان چار مذہب مین سی ایک کی تقلید کرے موافق ہو اور نہی بری مخالف ہو تو البتہ کام علما کا ہو گی تو یہون کی اوران جاہل کی سوا اور کی نہیں ہوا اور عام ہے نیچے

صفحہ مین ہی عن ابن عمر رض قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ان یعتمد الرجل علی یدیہ اذا نھض من الصلوۃ منع فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نی کہ بوجہ دی آدمی اپنی ہاتون پر کہڑی ہونی کی وقت نماز مین اور
مشکوۃ کی شرح فارسی مین شیخ عبد الحق دہلوی نی جو لکہا ہی اوسکا ترجمہ یہہ ہے
ابن خزیمہ کی صحیح مین ہی کہ جب حضرت سجدی مین جاتی تہی کہٹنون سی شروع کرتے
اور ابن ابی وقاص اور ابو سعد حذری کی حدیث مین آیا ہی کہ ہم رکہتی تہی ہاتون
کو پہلی کہٹنون کی پہر حکم ہوا کہ رکہین اپنی کہٹنون کو پہلی ہاتون کی

سوال حنفی نماز مین جو پہلی رکعت اور تیسری رکعت کی سجدی کی بعد بغیر
بیٹہنے اور بدون ٹیک لگای ہاتون سی زمین پر اوٹہتی ہین اسکی کیا دلیل ہے

جواب حدیث ہی تیسیر الوصول اور لمعاۃ التنقیح مین عن ابی ہریرہ رض
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہض فی الصلوۃ علی
صدور قدمیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوٹہتی تہی نماز مین ہیرون کی سرون
پر یعنی اونگلیون کی جڑ پر یعنی بغیر بیٹہنی اور بدون ٹیک لگای ہاتون سی زمین پر
اور کافی مین ہی ان النبی علیہ السلام کان اذا رفع راسہ من السجود فی
رکعۃ الاولی والثالثۃ نہض علی صدور قدمیہ جب سر اوٹہاتی حضرت
اپنا سجدی سی پہلی اور تیسری رکعت مین اوٹہتی ہیرون کی اونگلیون کے جڑ پر اور فتح
القدیر اور شرح مختصر الوقایہ اور لمعاۃ التنقیح مین ہی اخرج ابن ابی شیبۃ
عن ابن مسعود رض انہ کان ینہض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ
ولم یجلس واخرج نحوہ عن علی رض وکذا عن ابن عمر وابن زبیر
وعن عمر رض واخرج عن الشعبی کان عمر وعلی واصحاب رسول

اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کو بڑا اشتوق نماز پڑہنی مین رمضان کی راتونکو
کوی اونمین سی سو رکعت پڑہتا اور کوی زیادہ اور اسی طرح زمانی مین ابوبکرؓ
کی پڑہنی رہی پہر جب سستی ظاہر ہوی عمر رض کی زمانہ مین ٹوری اس سنت کی
جہوٹنی سی تب اصحابون نی عمر کی ساتہہ اتفاق کیا اسبات پر کہ تراویح کے
نماز کو جماعت سے پڑہین اور مسجد کو قندیلون سی آرایش کرین اور اوسوقت حضرت
علی حاضر تہی پہر جب اونہون نی جماعت اور قندیلین دیکہین فرمایا اللہ تعالے
قایم رکہی عمر کی کامون کو جیسا اونہون نی قایم کیا ہماری نبی کی سنت کو پس
ثابت اور صحیح ہوا کہ حضرت نی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑہی اور حجت جو کتاب
معتبری اوسمین لکہا ہی کہ تراویح سنت موکدہ ہی صحابہ کی اجماع سے اور ترک
کرنیوالا اوسکا بدعتی کواہی اوسکی قبول نہو کی اور وہ سنت ہی مردون اور عورتون
کی حق مین جب خلفای راشدین نی اس نماز تراویح مین اہتمام اور التزام کیا تو
ہر شخص کے حق وہ سنت موکدہ ہوگئی کہ جیسی سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
امت پر سنت ہے ویسی ہی سنت خلفای راشدین کی ہر کسی کے حق مین سنت ہے
جیسا کہ مشکوہ کی باب الاعتصام مین لکہا ہی عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ
الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ لازم پکڑو میری اپنی
اوپر + سنت ہماری اور سنت ہماری سب خلیفون کی کہ رشد اور ہدایت پای
ہوی ہین اور چنگل مارو ان سب سنتون پر اور سخت پکڑو ان سبکو دانتونسی
اپنی بارہوان سوال حنفی جو وتر کی نماز مین تین رکعت پڑہتی ہین
اسکی کیا دلیل ہی جواب حدیث ہی تیسر الوصول کی فصل صلوٰۃ الوتر
یُوتِرُ وعن عبد العزیز بن الجریج قال سَأَلْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

ATIONS
BRARY
INDIA

مسئلہ الثانی عشر

هل يجوز للمقلد اذا وصل
الى الحديث ظاهر المخالف
ذلك المقلد ان يترك مذهبه
ويعمل على ظاهر الحديث وان
لم يعلم ان ذلك الحديث ما
او منسوخ او مصروف عن
ظاهره او صحيح او ضعيف
ومن ذلك

الجواب

الله لا يخفى انه ذكر في
التقرير شرح التحرير
في بحث الجمل بلس
للعامي الاخذ بظاهر
الحديث بجواز توهم
خصوصه عن ظاهره
او نسخ بخلافه
ترجيح الاقتضاء
لعدم الاقتداء

کی خلافت کا کہ ذرا تب انہوں نی لوگون کو جمع کروایا یعنی اسی بیس رکعت کو جماعت
سی پڑہنی کو حکم فرمایا اور نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سی منقول ہی کہ التراویح
مؤکدۃ ومن لم یرہا سنۃ مؤکدۃ فھو رافضی یقاتل کمن لا یری
الجماعۃ قال اھل السنۃ والجماعۃ انھا سنۃ رسول اللہ صلعم صلاھا
لیلتین وقد صلاھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ بغیر
تسلیمات ثم ترک خشیۃ ان تجب وکان لرسول اللہ صلعم واصحابہ حرص
فی قیام اللیل کان الرجل منھم یصلی مائۃ رکعۃ والاثر ولذا فی
زمن ابی بکر رض فلما ظھر الکسل فی زمن عمر رض خاف ان
ینام رسرق الصحابہ اتفقوا معہ علی ان یصلوا بجماعۃ وزینوا
المساجد بالقنادیل ولم یکن علی رض حاضرا فلما رای الجماعۃ
والقنادیل قال اقام اللہ امور عمر کما اقام سنۃ نبیہا فقلت
وصح ان النبی صلعم صلاھا عشرین رکعۃ وفی الحجۃ سنۃ
مؤکدۃ باجماع الصحابۃ تارکھا مبتدع غیر مقبول الشھادۃ وھی
سنۃ للرجال والنساء یعنی نہایۃ المراد مین جامع الجوامع سی جو حدیث کے
معتبر کتاب ہی منقول ہی کہ نماز تراویح سنت موکدہ ہی اور جو کوی اسکو سنت موکدہ
اعتقاد نکری تو وہ رافضی ہی مقاتلہ کیا جاویگا اوسکی ساتھہ جیسا جماعت کو سنت
موکدہ پنجانی والی کی ساتھہ اور اہل سنت وجماعت نی کہا ہی کہ یہہ تراویح سنت
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پڑہا تہا حضرت نی اوسکو دو رات اور بی شبہ
حضرت نی تراویح پڑہی بیس رکعت دس تسلیمات سی پہر چہوڑ دیا اوسکو خوف ہی واجب
جانی کی یعنی اگر واجب ہو جاتی تو امت پر مشکل پڑ جاتی گی اور تہا رسول اللہ صلی

یا ایہا الکافرون اور تیسرے مین قل ہو اللہ احد اور رکوع کے پہلی دعا قنوت پڑہنے

اور اسی طرح بحر الرائق مین بہی لکہا ہی **تیرہوان سوال** حنفی علما کی نزدیک

وہ سب حدیثین جو اوپر کی جوابون مین لکہی گئی ہین نماز کی افعال کی دوسرے

حدیثون کی بہ نسبت جو دوسرے مجتہدون کی مذہب کے موافق ہین حدیث کے راویون

اور اون کی تحقیقات کی رو سی صحیح اور غیر منسوخ ہین یا نہین **جواب** یہہ سب

حدیثین جو اوپر لکہی گئی ہین حدیث کی معتبر کتابون سی منقول ہین اور اون کے

جمع کرنیوالون نی اپنی اوپر یہہ لازم کرلیا ہی کہ جو حدیث صحیح پای اوسیکو اپنے

کتاب مین لکہا پہر دوسرے علما اور محدثین اور فقہای معتبرین نی بہی اون

حدیثون کو جو تحقیق کیا تو صحیح اور معتبر پایا پہر اسی واسطی ان حدیثون کو فقہ

کی کتابون مین بہی داخل کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اون حدیثون کو دلیل کہڑا کیا جنہا

جتنی حدیثین کہ سابق مذکور ہوی ہین ہر ایک کتاب حدیث اور فقہ کی سند

اور تعیین مقام کی ساتہہ لکہا گیا ہی جسکو شبہہ ہو تو ان کتابون سی ملا لی مثلا

امام زیلعی نی تخریج احادیث الہدایہ مین لکہا کہی روایت کیا ہی حدیث انتہای

آمین کو امام احمد حنبل اور ابو داود اور طیالسی اور ابو یعلی نی اپنی مسندین اور طبرانی

نی اپنی معجم مین اور دار قطنی نی اپنی سنن مین اور حاکم نی مستدرک مین انہ صلے

اللہ علیہ وسلم لما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

قال امین واخفی بہا صوتہ اور کہا کہ یہہ حدیث صحیح الاسناد ہی بلکہ جو حدیث

کہ امین بکار کر کہنی مین وارد ہی اور امام شافعی رح اوسی دلیل لاتی ہین اوسکو

یحیی ابن معین نے کہ سردار محدثون کی اور شیخ اور استاد ہین امام بخاری

کی جیسا کہ تیسیر الوصول کے خطبہ مین لکہا ہی ضعیف کہا ہی جیسا کہ امام زیلعی

معرفة الوضع من اللغات ومعرفة الفصیح والردی ومعرفة المفرد والشاذ والمهمل ومعرفة الشواذ والنوادر ومعرفة المستعمل والمهمل ومعرفة المعرب ومعرفة تعارض بعض اللغة ومعرفة اشتقاق اللغة ومعرفة الحقیقة والمجاز فی اللغة ومعرفة المشترک ومعرفة الاضداد ومعرفة المطلق والمقید ومعرفة الابدال والقلب وغیر ذلک هذا کله یتعلق بعلم اللغة والجاهل بها کالعامی فضلا عن

ومن ترک روایته فی اللغة بقبول روایته ومعرفة طرق النقل والاسناد ومعرفة المتواتر منها والآحاد ومعرفة المرسل والمنقطع ومعرفة من یعتمد فی نقله ومعرفة الصحیح والضعیف ومعرفة ما یحتج به منها وما لا یحتج به ومعرفة الصحیح فی اللغة وما روی منها بالاسناد الصحیح وما لا یصح ومعرفة ناقلی اللغة العدل والضابط فیها

ان بلغ مجتهدا او من

اراد بعض مشائخنا

الله فقط طاع لازم

للسیوطی وبظنه

فیه ملهی الفرض

هذا ان شرطان

یکون مضغوط فی

الفرد والنحو انتهی

بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ کَانَ
یَقْرَءُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ
وَفِی الثَّالِثَۃِ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ اَخْرَجَہُ اَصْحَابُ السُّنَنِ
عبد العزیز بن جریج نے کہا کہ سوال کیا میں حضرت عائشہ رضی سے کہ کن سورتوں سے
وتر پڑھتی تھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تب عائشہ رض نے فرمایا کہ حضرت پڑھتی تھے
وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلے اور دوسری میں قل یا ایہا
الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب
الناس نکالا اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور ابوداود نے اور اوسی تیسیر الوصول
میں ہی وعن عائشۃ رضی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسلم فی
رکعتی الوتر اخرجہ النسائی حضرت عائشہ رض سی روایت ہی کہ پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سلام نہیں پھیرتی تھی وتر کی دو رکعت میں یعنی وتر کی نماز میں دو رکعت
کی بعد سلام نہیں پھیرتی بلکہ تینوں رکعتوں کو ایک ساتھ پڑھتی تھی اور ہدایہ اور تبیین
الحقایق اور سفر السعادت میں ہی روت عائشۃ رض النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کان یوتر بثلاث وحکی الحسن رہ اجماع السلف علی الثلث روایت
ہی عائشہ رض کہ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتی تھی تین رکعت اور حسن بصری سے
حکایت ہے کہ اگلی لوگوں کا اجماع ہے وتر کی تین رکعت ہونی پر اور تبیین الحقائق
میں ہی اَنَّہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ یَقْرَءُ فِی
الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَۃِ بِقُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ وَفِی الثَّا
بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ پیغمبر خدا علیہ السلام وتر پڑھتی تھے
تین رکعت پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری میں قل

کی منسوخ ہی جیسا کہ عنایہ اور نہایہ اور کفایہ مین کہ ہر شہر مین مسلمانون کے
مشہور ہی اور بڑی معتبر کتابین ہین لکہا ہی قال عبد اللہ بن مسعود
رض ترک الناس الجہر بالتامین وما ترکوا الا لعلمہم بالنسخ یعنی
لوگون نی مشور کی امین کہنا چہوڑ دیا اور نہین چہوڑا اوسکو مگر جبکہ یقین حاصل
ہوا اونکو اوسکی منسوخ ہونی پر اور اسی طرح سی حدیث رفع یدین کی بہی منسوخ
ہی جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نی شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہی اور
ہدایہ اور فتح القدیر اور کفایہ اور کافی اور نہایہ اور عنایہ مین ابن زبیر رض روایت
ہی کہ قال مہ یا ہذا فان ہذا شئ فعلہ النبی صلعم ثم ترکہ
یعنی مکر رفع یدین ای فلانی کیونکہ اس رفع یدین کو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نی پہلی کیا تہا پہر چہوڑ دیا اور کفایہ اور نہایہ اور کافی اور شرح سفر السعادۃ
مین عبد اللہ ابن مسعود رض سی روایت ہی رفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرفعناہ وترکہ فترکناہ یعنی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جب رفع یدین
کیا تہا ہم نی بہی کیا تہا اوسی اور جب چہوڑ دیا ہمنی بہی چہوڑ دیا اوسی ++++

چودہوان سوال اگر کوی ظاہر مین حنفی کہلاوی اور حقیقت مین
کسی امام کا مقلد نہو پہر وہ ان حدیثون کی برخلاف عمل کری اور اونکو صحیح
سنجانی اور دوسرے حنفیونکو برخلاف اونکی سکہاوی اور دوسرے حدیثونکو
اون حدیثون کی بہ نسبت صحیح غیر منسوخ سمجہی اور دوسرونکو سمجہاوی
اور لوگونکو فقہ کی کتابون سی بد اعتقاد کراوی اور یون کہی کہ قرآن اور
حدیث مین جو پاوے عمل کرو فقہ کی بات نہ سنو اور تقلید کسی کی خصوصا مذہب
حنفی کی نکرو اور حنفی علما کی فتوی اور اتفاق کو نہ مانو اور اوسکی سبب لوگون

فی تبیین الحقایق مین لکهای قال الشافعی یجهر بها عند الجهر بالقراءة
بالمدینة واصل انه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم انه قال
امین ومدلها صوته ومارواه ضعفه یحیی ابن معین فلا یلزم
حجة اور شیخ ابن همام نی که تمام محدثون کی نزدیک معتمد علیه مین فتح القدیر مین
اس حدیث کو معلول کهای اور اسی طرح سے وه حدیث جس مین مذکور ہے که
حضرت نبی صلی الله علیه وسلم نی صرف پهلی تکبیر مین رفع یدین کیا پهر اور تکبیرون
کی وقت نهین بلکه ارسال فرمایا ترمذی وغیره نی اسی حسن کهای جیسا که شیخ عبد
الحق دهلوی نی مشکوه شریف کی ترجمه اور سفر السعادت مین لکهای ہی که ترمذی
گفت حدیث ابن مسعود حسن است اور اسی طرح بڑی بڑی محدث علماؤن نے اس
حدیث کو روایت اور تصحیح کی ہی جیسا که ابو داود نی اور امام محمد نی موطا مین
اور دار قطنی نی اپنی مسند مین اور طبرانی نی اور امام احمد نے اور طیالسی نے اور ابو یعلی
نی اور حاکم نی اور اگر کسی شافعی المذهب نے اپنی تحقیق کی روسی یا اپنی مذهب کے تعا
سی یا تعصب سے یا اس وجه سے که جس سے اونسی سنا نهاا یا جسکی وسیله سی اوسکو
پهنچا تهاوه راوی معتبر نه تها اس سبب سے اوسکو ضعیف کها هو تو یه کهنا اوسکا
کچه معتبر نهین ہی اگر هو تو اوسکی حق مین اور اوسکی زعم مین ضعیف هوگا اسواسطے
که اوستاد اوسکا ضعیف تها همارے علماے محدثین اور فقهای محققین
کی نزدیک تو معتبر اور صحیح اور ثابت ہی کیونکه اون کی استاد جس سے اونهون
نی سنا تهاوه سب عادل اور فقیه تهی اور سب علما حنفی کا ان سب حدیثون
عمل ہے پس بے شک ان کی نزدیک یهه حدیثین غیر منسوخ هین اسواسطے که
منسوخ پر عمل کرنا جایز نهین بلکه علما حنفی کی نزدیک حدیث پکار کر آمین کهنی

والا نہیں اولیلین اسکی آتی ہین **پندرھوان سوال** اس کردہ
کا یہہ حال ہی کہ حنفیون کی جماعت سی دور رہتی ہین اور جن جن مسجدون مین
تیسری بہاری جماعت حنفیون کی ہوتی ہی حاضر نہین ہوتی خصوصا جس مسجد مین
کہ حنفی علما حاضر ہون نہین جاتی اور اون کی اقتدا نہین کرتی بلکہ اوس جماعت
کو چھوڑکر اپنی کردہ کی ساتہہ ہوکر دوسرے جماعت کرتی ہین اور لوگون کو بہی
اسی طرح سمجہاتی ہین اور ائمہ حنفیہ کو برا کہتی ہین اور اونکی اور اونکی کتابون
کی حقارت کرتی ہین اور دوسرون سی بہی کرواتی ہین اور اونکی مقلدون کو برا جانتے
ہین اور اکثر مسایل مین فقہ کی خلاف کرتی ہین اور حنفیون کو اونکی خلاف مذہب
کی باتین سکہلاتی ہین اور اونکی مذہب کی اہانت اور فقہ کی مسایل کی حقارت
اور اپنی زعم کی موافق اعتراضات کرتی ہین اور اونکو علمای حنفی اور کتاب حنفی
سی بداعتقاد کرواتی ہین اور اون سی اور دوسرے حنفیون سی لڑواتی ہین
اور اونکی آپسمین خلاف اور جدال اور فتنہ اور فساد ڈالتی ہین اور عداوت اور
کینہ اونکی اقربا اور دوستون مین ڈلواتی ہین یہان تک کہ اونکی آپسمین بہنیا اور
کہانا اور پینا اور ایک جماعت مین نماز پڑہنی بالکل موقوف ہوجاتی ہی اور علما جب
اونکو وعظ اور نصیحت کرتی ہین کہ ایسی فتنہ اور فساد کو چھوڑو اور ایسی افعال سے
باز آؤ تو وہ کردہ ہرگز اس سی نہین پہرتی بلکہ اور زیادہ ضد اور تکرار کرتی ہین
اسی طور کی بہت سی کفتگو مین کرتی ہین اور بہت سے کام کرتی ہین کہ تفصیل کو
اونکی ایک دفتر چاہی بلکہ متعذر ہی تو یہہ سب افعال اور اقوال اون کی شرع
شریف قبیح اور برا اور وہ لوگ مفسد ٹہیری اور قران اور حدیث مین ایسی
افعال اور اقوال کی مذمت اور برای مذکور ہی یا نہین اور جسکو قوت اور قدرت

حافظہ ہو اور ہو ذرہ

اور اگر کسی کی

کی ردی کی راوی

کی جرح کرکی یا تعدیل

کری تو وہ جنفی

ہین مقلد ہین

یا مجتہد اتنو یا ہو

سخت اختلاف اور بڑی لڑای پڑی اور آپسمین ایک دوسرے کی توہین اور تحقیر
کری بلکہ اکثر علما حنفی اور کتب حنفی کی اہانت کری اور اونکی حق مین کلمہ حقارت کا
کہی تو وہ حقیقت مین اکثر حنفی علما کا بلکہ تینون اماموں کا مخالف ہوا اور اون
بڑی علما کو بہ نسبت اپنی بی علم اور بی سمجھہ اور حقیر سمجھا یا نہین اور ایسی حرکت سے
اوسکی یہہ جو سینکڑون برس سی علماؤن نی دین محمدی مین چار مذہب حقہ قرار دکر
متفق ہوگئی ہی اور جمعیت باندہی تہی اوسنی اس اتفاق اور جمعیت کو توڑکر لوگون
کو خصوص عوام مسلمانون کو ہدایت سے بازرکہا اور گمراہ بنایا یا نہین **جواب**
تیرہوین سوال کے جواب سی ظاہر ہی کہ وہ سب حدیثین علما حنفی کی نزدیک صحیح اور
غیر منسوخ ہین پس جو کوی انکو غلط سمجہی اور صحیح غیر منسوخ نجانی اور اون پر عمل نکری
وہ شخص البتہ علما حنفی کا مخالف ہوا پہر جب وہ مقلد کسی کا نہوا تو بی شبہہ سب کا مخالف
ٹہیرا اور ظاہر ہی کہ جب وہ کسی امام کی تقلید نہین کرتا اور اون حدیثون کو صحیح اور
غیر منسوخ نہین سمجہتا بلکہ اپنی گمان مین خلاف اوس کی پوجہتا ہی بلکہ وہ اور
حنفیون کو اون حدیثون پر عمل کرنیسی باز رکہتا ہی اور برخلاف اوس کے سمجہاتا
ہی اور ترغیب دیتا ہی اور اونسی بداعتقاد کرواتا ہی تو بی شک اون بڑے
علما کو اپنی بہ نسبت بی علم اور بی سمجہہ اور حقیر جانتا ہی اور بے شبہہ مسلمانون کے
جمعیت اور اتفاق کو توڑتا ہی اور لوگون کی دل مین شک اور تردد ڈالتا ہے
اور عوام کو اس راہ مستقیم سی بہتر ہی اور اون علما سی بداعتقاد کرواتا ہی اور
جب عوام اوس کی ایسی باتون اور حرکتون سی اور برخلاف سمجہانیسی علمای
حنفی اور اونکی کتابون کو برا کہنی اور اون کی حقارت کرتی ہین اور اون کے
تقلید کو برا جانتی ہین تو بیشک وہ لوگون کو ہدایت سے بازرکہنی والا ہوا اور گمراہ بنانے

وسلم کو منبر پر خطبہ پڑہتی سو فرمایا حضرت نی نزدیک ہے کہ میری پیچھی بری چال
پہلی گی سو جسکو دیکہو تم کہ وہ جدا ہوا جماعت ہی یا وہ ارادہ کہتا ہی تفرقہ ڈالنی
کا محمد کی امت مین جو کوی ہو مارڈالو تم اوسکو کیونکہ بی شک اللہ کا ہاتہہ ہی جماعت
پر اور مقرر شیطان ساتہہ ہی جدا ہونی والی کی ہتو کرتا ہوا لیکن اسقدر
جانا چاہی کہ ایسی شخص کو مارڈالنا حاکم کو پہنچتا ہی دوسری کو نہین کیونکہ
اس مین فساد اور زیادہ ہو گا اور مشکوۃ باب الاعتصام مین وعن ابن عمر
رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اتبعوا السواد الاعظم
فان من شذ شذ فی النار روایت ہی ابن عمر رض سی کہا فرمایا پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی یعنی اکثر علما جس
طرف ہون اون کی بتبعیت کرو کیونکہ جو شخص دور رہا جماعت سی اور نکلا
اجماع سی جمہور علما کی توڈالا جاویگا وہ جہنم کی آگ مین وعن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی
ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار یعنی کہا ابن عمر
نی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ بی شک خدا تعالی نہین جمع کرتا ہی میرے
امت کو گمراہی پر یعنی ہماری امت جس بات پر اتفاق کریگی وہ حق اور ثواب ہوگا
خدا کا ہاتہہ جماعت پر ہی یعنی اللہ تعالی جماعت کا نگہبان اور مدد کار ہی جو
کوئی جماعت سی نکلی گا اور اونکی طریقہ کو چہوڑیگا پڑیگا یا ڈالا جاویگا جہنم
کی آگ مین اور مشکوۃ کی باب الامر بالمعروف مین ہی عن ابن سعید ن
الخدری رض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم
فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ

الیات الا کل کلات بین
للناس لعلہم یتفکرون
ویعلمہم ینکم من
فمن لم یکن کذلک
اصلا من کل ما یحتاج الیہ ان یتعلا
کل ما منبہ او رایتہ فمن
فالمعنی القصد الی
ربی لنفسہ اصلیۃ وہو
کجعلہ عنہا کان کا عنہا وہ
اعلم ایا من یکلف احد ہنہا
من الوقوع فی مضرۃ فتکون سببا
لہ الحکم الصحیح من الوقوع فیہا
تعالی اللہ امین یہ سکا کیا
لہا لک امین کو تقلید کرنا لازم
ہی عالمی کو اجتہاد
خصوص کسکو اجتہاد

۴۵

قوت ہو اور وہ بین اجتہاد
کی شرطین ہی پائی جاوین
اور وہ فضہا کی اقوال سے
واقف ہو

باب

ظاہر ہی کہ اللہ تعالی نے
بکو حکم کیا ہی کہ حسن بات کی بکو
علم ہو تو پوچہین ہم اوپر ذکر
ہوا اور مراد اوسکی
وہ بخش
قلم ہو اور اوسکی
کون کی بہتر
اور اوسکی فضلا رہا
تاویل اور اشارات
اوسکی بتارہا ہی
فی دربار نور

ہو جیسا حاکم یا نایب اوسکا تو ایسی مفسدون کو سزا دینی اور جسکو اس قدر طاقت نہو
تو ایسی شخص کو نصیحت کرنی اور جسکو اسکی بہی قدرت نہو تو ایسی شخص سے احتراز کرنا
اور کناری رہنا اور ویسی برا جاننا لازم ہی یا نہین **جواب** اون لوکون کا
جب یہہ سب احوال ہی تو بیشک سب افعال اور اقوال اون کی قبیح اور شنیع اور
وہ لوک دین مین مفسد ہین اور قران اور حدیث مین اس طرح کی افعال اور
اعمال کی بہت مذمت آئی ہی اور بادشاہ اور نایب کو اوسکی سزا دینی اون لوکونکو
اور جسکو قدرت ہو تو اونکو نصیحت کرنی اور باقی مسلمانون کو ایسی کروہ ہی سے احتراز
اور کنارہ کرنا اور اونکی صحبت ترکہنی اور اونکو ویسی برا جاننا لازم اور واجب
ہی جیسا کہ اللہ تعالی نی قران شریف مین تیرہوین سپارہ کی نوین رکوع مین فرمایا ہی
قال وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ لِلَى اخرہ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ یعنی جو لوک فساد ڈالتی ہین ملک مین ایسی لوک اونپر
لعنت ہی اور اونکو ہی برا گہر اور بیسوین سپارہ کی کیارہوین رکوع مین لکہا ہی قال اللہ
تعالی وَلَا يُحِبُّ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ یعنی اور نہ چاہتا ہی
ملک مین مقرر اللہ نہین دوست رکہتا ہی فساد ڈالنی والون کو اور دوسرے سپارہ
کی نوین رکوع مین ہی وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور اللہ تعالی دوست نہین رکہتا
فساد کو اور جامع الاصول مین ہی عن عرفجۃ رض قال رایت رسول اللہ
صلعم علی المنبر یخطب الناس فقال انها ستکون بعدی هنات هنات
فمن رایتموہ فارق الجماعۃ او یرید ان یفرق امۃ محمد کائنا من کان
فاقتلوہ فان ید اللہ علی الجماعۃ وان الشیطان مع الفارق الجماعۃ
یکثر اخرجہ مسلم روایت ہی عرفجہ سی کہا دیکہا مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

واما الشواهد فی انه یجوز للعامی تقلید من شاء
لہ ممکنہ الاجتہاد والعجز
فیہ نہ ربط الاجتہاد اقوال الفقہاء
اقوال الفقہاء
عنہ بانہ لا یجب ان یعلم
من یذکر بعلم ویتحقق
فی کتاب اللہ وتفسیر
معانیہ وتاویلہ یعلم
فی بحار فقہ عالم
والاحاطۃ بہ وورد
السنۃ المتعبد
جاء عن العلماء
الرضیۃ بالدلیل
قال تعالی فی قرآن

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالَ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہی ابی ثعلبہ سی ظہر مین اس آیت کی علیکم انفسکم سو کہا
ابی ثعلبہ نی سن رکہو قسم خدا کی مقرر مینی پوچہا ہی اس ایت سی پیمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیا چہوڑ دین ہم اس آیت کی لحاظ سی امر معروف اور نہی منکر
کرنا فرمایا حضرت نی نچہوڑو بلکہ لوگون کو اچہی باتین بتاؤ اور بری باتون سی باز رکہو
یہان تک کہ دیکہی تو ای سنے والی بخل کی صفت کو آدمیون مین کہ اوسکی اتباع
کی جاتی ہی اور دیکہی تو خواہش نفس کو کہ اوسکی پیروی کی جاتی ہی اور دیکہی تو دنیا
کو کہ اختیار کی جاتی ہی آخرۃ پر اور دیکہی تو اچہا جاننا اور بہتر سمجہنی ہر ایک سمجہ
والی کو اپنی سمجہ اور اپنا مذہب اور رجوع نکرنا عالمون کی طرف بلکہ آپ ہی فتوا
اپنی خاطر خواہ اور اپنی سمجہ کے موافق دینا اور دیکہی تو ایسی کام کو کہ جسمین
تو الک نہین ہو سکتا یعنی ایسا کوی کام برا لوگون مین رواج پایا ہو کہ اگر تو کوی
رضا اختیار کری تو بی اختیار ریزی طبیعت ادہر رجوع کری اور اوس مین جاثری
یا مطلب یہ ہی کہ ایک کام ضروری تجہی درپیش ہو کہ جسکی تجکو احتیاج ہی اور اوسکو
چہوڑنا مشکل ہی سو اگر امر اور نہی لوگون کو کری تو اوسمین خلل واقع ہوتا ہی یا مراد
یہ ہی کہ تجکو کچہ چارہ اور اختیار اوسپر نہو یعنی تو لوگون کو منع نکر سکتا ہو پس
ان باتون پر لحاظ کر کی اپنی تئین سنبہال اور بچا رکہہ آپ کو بری کامون سی اور
چہوڑ دی عوام لوگون کو اور الک ہو جا اونسی اور اونکی کامون کی پکڑ نکر کیونکہ
مقرر آخری زمانی مین ایسی دن تمہاری سامنی آنی والی ہین کہ جسمین تمکو صبر کرنا
چاہی انا للہ وانا الیہ راجعون پہر جسنی صبر کیا اون دنون مین کو یا اوسنے
اک کی چنگاریان ہاتہہ مین لین ایسی وقت مین شریعت کی حکم پہ چلنی والے

وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ پھر خدا علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو کوئی
تم مین سی دیکھی بری کام کو تو چاہی کہ تغیر دیوی اوسکو اور باز رکہی اوسکو اپنے
ہاتہہ سی یعنی مارنی اور توڑنی اور کرنی سی جس طرح سی ہو سکی اگر قدرت کہے
ہو سکی پہر اگر ہاتہہ سی قدرت نرکہی تو زبان سی تغیر دی یعنی منع کری اور ڈانٹے
اور سخت کہی اگر اوسکی قدرت رکہی پہر اگر قدرت رکہی پہر اگر زبان سی بہی طاقت
نرکہی تو دل سی اوسکو تغیر دیوی یعنی دل سی اوسکو برا جانی اور اوس سی دور
رہی اور اوس سی صحبت نرکہی اور خالی دل سی برا جانا ضعیف تر ایمان کا ہی
یعنی ادنی درجہ ایمان کا یہہ ہی کہ دل سی تو برا جانی اور اسی بات مین ابو بکر صدیق
رض سی روایت ہی کہ فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نی مَامِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ
فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا يُوْشِكُ
اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ یعنی نہین ہی کوی قوم کہ کی جاوین اونکی درمیان بے
کام پہر وہ قوم قدرت رکہین دفع کرنی پر اوسکی پہر اوسکی ساتہہ اوسکو دفع نکرین
تو نزدیک ہی کہ کہیر لیوی ان سب کو عذاب خدا کا اور مشکوۃ کی جلد رابع کی ۱۹۲
صفحہ مین باب الامر بالمعروف مین لکہا وعن ابی ثعلبة فی قوله تعالٰی عَلَيْكُمْ
اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ
سَاَلْتُ عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنَاهَوْا
عَنِ الْمُنْكَرِ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً
وَاِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَاْيٍ بِرَاْيِهٖ وَرَاَيْتَ اَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ
وَدَعْ اَمْرَ الْعَوَامِّ فَاِنَّ وَرَاءَكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيْهِنَّ كَانَ كَمَنْ
قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيْهِنَّ اَجْرُ خَمْسِيْنَ رَجُلًا يَعْمَلُوْنَ مِثْلَ عَمَلِهٖ قَالُوْا

کذوہ اپنی تئین مکر اور فریب سی عالمون اور زبردکون اور نیک کارون اور واعظون
کی صورت بناکر لوگون مین ظاہر ہونگی تاکہ اپنی جہوٹہ کو ملک مین پہلاوین اور
لوگون کو جہوٹی مذہب اور بری سبیہہ کے طرف بلاوین اور لاتی ہین تمہارے
پاس حدیثین کہ نہ تم نی سنی انہین نہ تمہارے باپ دادا نی اور مراد اون حدیثون
سی یا حدیثین پیغمبر خدا صلعم کی ہین یا عام ہی دوسری ادمیون کی کہی باتون کو
سو دور رکہو تم اپ کو اون سی اور دور رکہواونکو اپ سی اس لئی کہ کہین گمراہ
نکرین تمکو اور فتنہ اور فساد مین نہ ڈالدین تمکو مراد اس سی یہہ ہی کہ دین کی مسایل
سیکہنی مین خوب احتیاط کرو اور نئی مذہب والون سی اور جن باتون پر اکلی اہے
سب مسلمان نہون اونسی الگ رہو خصوصا ان لوگون سی جو ادمیون کو بہکا
کرنیکی فریب سی اپنی طرف جہکاتی ہین مثلا سنت کے بہانہ سی بری طریقی کی طرف دعوت
کرتی ہین مثنوی مولوی روم قدس سرہ **نظم** چون بسی ابلیس آدم روی ہست
پس بہر دستی نباید داد دست + حرف درویشان بدزد مرد دون + تا نجوا
برغرہی آن فسون + اکی صیاد آورد بانگ صفیر + تا فریبد مرغ ران مرغ گیر +
یہہ ترجمہ فارسی شرح مشکوہ کا ہی اور مشکوہ کی کتاب العلم مین ہی عن
علی رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی
علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن
الا رسمہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدی علماءہم شر
من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود
رواہ البیہقی یعنی قریب ہی کہ اوسکا ادمیون پر ایک زمانہ کہ باقی نہین
رہیگا اسلام سی مگر نام اوسکا اور باقی نہین رہیگا قرآن سی مگر لفظ اور خط اوسکا

فی نسخۃ الساداد
فی بعض النسخ

کو پچاس آدمیوں کی برابر ثواب ملی کا جو اوسکی عمل کے برابر عمل کرتی ہیں اور
اس امت میں بہتیں ہیں اور اس زمانی میں نہیں ہیں عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ
اوس شخص کو کیا ثواب ملیگا پچاس آدمیوں کا جو اونمیں سے ہیں فرمایا نہیں بلکہ
پچاس آدمیوں کا ثواب جو تم میں سے ہیں روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابن
ماجہ نے یہہ عبارت فارسی شرح سے شیخ عبد الحق دہلوی کی ترجمہ کیا کیا ہی اور جو اتے
جلد شرح فارسی مشکوہ شریف کی باب اشراط الساعہ میں ۳۳ صفحہ کی درمیان
یہہ حدیث ہی عن جابر بن سمرۃ رض قال سمعت النبی صلعم
إن بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم روایت ہی جابر سے کہا سنا
میں نی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھی مقرر پیدا ہونگی قیامت کی قریب جھوٹی
لوک سو بچو تم اون کی برائیوں سے اور مراد جھوٹوں سے یا وہ لوک ہیں جو حدیثیں
نئی نکالتی ہیں اور بناتی ہیں یا وہ لوک ہیں جو دعوی پیمبری کا کرتی ہیں یا وہ
لوک ہیں جو نئی باتیں دین میں ظاہر کرتی ہیں اور اپنی خواہش اور بری اعتقاد کو
اصحابوں سے اور اگلی بزرگوں سے نسبت دیکر اپنی دل میں گمان کرتی ہیں کہ
راہ حق اور سنت کا طریق یہی ہی اللہ پناہ میں رکھی ہمکو الیسوا میں یہہ ترجمہ ہے
شیخ عبد الحق دہلوی کی فارسی شرح مشکوۃ شریف کا اور پہلی جلد باب الاعتصام
میں ہی عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الأحادیث بما لم
تسمعوا أنتم ولا آباؤکم فإیاکم وإیاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم
رواہ مسلم روایت ہی ابو ہریرہ رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نی ہونگی آخری زمانہ میں فریب کرنیوالی جھوٹی یعنی ایک کردہ ہونگی

نجاوی علم دین کی واسطی اور شریعت کی حکمون کی پھیلانی کی اور اللہ تعالی
کی جناب مین نزدیکی حاصل کرنیکی لئی بلکہ دنیا سمیٹنی کو اور عزت اور نام بڑہانی کو
اور دنیا کی سردارون سی ملاپ کرنیکو اور تابعداری کری مرد اپنی عورت کی ایسی
بات مین جس مین دین کی مصلحت نہو اور نہ اللہ تعالی کی فرمودہ کی موافق اور
دکھہ دیوی آدمی بی وجہ شرعی کی اپنی ماکو اور ملاپ رکہی اپنی آشنا سی اور
کنارہ پکڑی اپنی باپ سی اور ظاہر ہوین اوازین اور بیہودہ باتین مسجدون مین
جیسا اس زمانی مین رایج ہوای اور سرداری اپنی کروہ کا وہ شخص جو اونمین
بدکار ہو اور کاروباری اور معتمد بنی اپنی قوم کا کہ لوک سب اپنی کامون مین اسکے
طرف حاجت لیجاوین جو اونمین کمینہ ہو اور بزرگی اور تعظیم کی جاوی کسی کی
کی اوسکی برای کی ڈرسی مثلا ایک ظالم بدکار حکومت پاوی اور غالب ہو جاوی پھر
لوک لاچار ہو کر اوسکی ڈرسی تعظیم کرین اور اوسکی تابعداری بجالاوین اور
علانیہ بڑی بہرین لوکون مین کالی دالی عورتین اور اون مین ملجاوین اور ظاہر
ہون بجانیکی چیزین جیسی دہولک طنبورہ ستار وغیرہ اور پی جاوی شراب اور نشہ
کی چیزین اور لعنت کرین اوس امت کی پچھلی لوک اگلون پر یعنی پچھلی اگلون
پر طعن کرین اور اونکو بد کہین اور کلمہ حقارت کا کہین اور اوسکی پیروی سے
انکار کرین اور اونکی تقلید کو برا جانین اور اوسکو عار سمجھین جب ایسا کیا تو گویا
لون پر لعنت بہیجی جیسا نی مذہب والی اماموں کو اور رافضی لوک اصحاب رسول اللہ
اور اونکی بعد کی لوکون پر لعنت کرتی ہین اور اونکو برا جانتی ہین سو منتظر رہو تم
جب یہہ باتین ظاہر ہو دین سرخ ہوا کی اور زمین مین زلزلہ ہونی کی اور اوسکی
دہس جانی کی اور آدمیون کی صورت بدل جانی کی دوسرے بندر کی صورت

مسجدین اونکی ظاہر مین آباد ہونگی لیکن ویران ہونگی ہدایت سے عالم سب اونکی
بدتر ہونگی اون سی جو آسمان کی نیچی ہین فتنہ دین کا اونسی نکلی گا اور
پھر اونہین کی طرف پھر یگا اور مشکوہ فارسی کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ
کی ۳۴۰ صفحہ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ
مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأتہ وعق
امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد
وساد القبیلۃ فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم
واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف
وشربت الخمور ولعن اٰخر ھذہ الامۃ اولھا فارتقبوا عند
ذلک ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وایات
تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی روایت ہی ابوہریرہ رض
سی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جب ٹہیرا لیوین لوٹ کی مال کو
دولت یعنی دولت مند اور منصب والی لوگ لوٹ کی مال کو کہ سرکی حکم سی
تمام غازیون کا حق اوس مین متعلق ہی اپنی قابو مین لی کر آپسمین حصہ کر
لیوین اور غریب اور مستحق کو اوسی محروم رکہین اور سمجہا جاوے امانت کو غنیمت
یعنی جو چیز امانت رکہی جاوی کسی کی پاس اوسمین خیانت کرین اور اوسکو
بجای لوٹ کی مال کی جو کافرون سی ہاتہہ لگتا ہی اپنا حق سمجہین اور سمجہا
جاوی زکوۃ کو ڈانڈ یعنی زکوہ کی دینی سی لوگون پر اس قدر سختی کذری
کو یا ظلم ہے اور ڈانڈا بندہ سی اونکی پاس سے مال لیا جاتا ہی اور سیکہا

کی جواب مین کچھہ غور نکری اور اسی طرح سی جب اوسکو کہا جاوی کہ امین
شورسی کہنا اور رفع یدین کرنا منسوخ ہے تو کہی کہ اگر منسوخ ہوتا تو
امام شافعی رح کیون عمل کرتی تب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ منسوخیت اسکے
امام ابو حنیفہ کی تحقیق کی روسی ثابت ہی اگر یہہ منسوخیت امام شافعی رح کو
معلوم نہوی اور حدیث ناسخ اونکو نہ پہنچی تو اوسمین کچھہ خلل نہین امام شافعی
رح کچھہ عالم الغیب نہ تہی کہ سب حدیث اور سب احکام شرع کی اون کو معلوم
ہوتی اور اسی کی زعم کی موافق کہا جاوی کہ رفع یدین اگر سنت ہوتا تو کیا
امام اعظم عمل نکرتی باوجود اس بات کی کہ زمانا امام اعظم کا بہت قریب تہا نبی صلعم
کی زمانہ سی اور تحقیق انکی سب سے زیادہ تہی اگر سنت ہوتا تو اونکو معلوم نہوتا
تو پہر جو جواب تمہارا تہی وہی جواب ہمارا ہی پہر اس جواب کی بعد بہی سابق کی
طرحسی وای تباہی باتین کہی اور اسی طرحسی جب کوی مسئلہ فقہ کی خلاف ہوگون
مین ظاہر کری تب اوسکو کہا جاوی کہ یہہ مسئلہ فقہ کی کتاب کی خلاف ہی تو
کہی کہ فقہ کی کتاب کی مسئلہ پر کیا اعتماد ہی اوسکو تو آدمی نی بنایا ہی اس مسئلہ
کو حدیث مین دکہلاؤ تب اوسکو جواب دیا جاوی کہ اس مسئلہ کی دلیل یہہ حدیث
فلانی فقہ کی کتاب مین ہی تو کہی کہ فقہ کی حدیث پر کیا اعتماد ہی اسکو تو فقہا نے
لکہا ہی حدیث کی کتاب مین تبلاؤ جسکو محدثون نی جمع کیا ہی پہر جب کہا جاوے
کہ یہہ حدیث طحاوی یا طبرانی یا زرین یا مستدرک یا موطا محمد یا مسند امام ابو
حنیفہ مین ہی تب یون کہی کہ ہم ان سب کو نہین مانتی تہین وہ حدیث صحاح
ستہ مین دکہلاؤ پہر جب اوسکو بتایا جاوی کہ وہ حدیث ترمذی مین مثلاً ہی
تب کہی کہ وہ حدیث ضعیف ہی اوسکو تو ابو داود نی ضعیف کہا ہی پہر

اور پتہر کرنی کی آسمان سی اور قیامت کی علامتون کی کہ ایک پر ایک ظاہر
ہونگی جس طرح جواہر کا ہار جو کوئی ناہوا ہی اور بہر ٹوٹ گیا اور جواہر اوسکی کرنے
لگی ایک کی بعد ایک روایت کیا اسکو ترمذی نے

شوہوان سوال

اگر کوئی شخص مسایل شرعیہ مین حنفیون کی ساتہہ جدال کری مثلاً وہ روایت
فقہ کی رو مین کوی حدیث لاوی تب اوس کی جواب مین کہا جاوی کہ وہ حدیث
ضعیف ہی فلانی محدث نی اوسکو ضعیف کہا ہی تو کبہی کہ پیغمبر خدا کا قول
ہی کہین ضعیف ہوتا ہی پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ حدیث ضعیف
اوسکو کہتی ہین کہ جسکی راوی مین کچہہ خلل ہو اور اگر یقین ہو کہ یہہ کلام فی الحقیقت
پیغمبر خدا علیہ السلام کا ہی تو پہر ضعیف ہونا اوسکا محال ہے نعوذ باللہ من
ذلک تو پہر وہ کبہی چپ رہے کبہی اس بات کو چہوڑ کر دوسرا مسئلہ ذکر کرے
کبہی اور کچہہ بات درمیان مین لاکر شور و غل مچاوی کبہی اوس محدث پر
طعن و تشنیع کری اور اسی طرح سے حسب فقہ کی روایت سی کہا جاوی کہ امین
سورسی کہنا اور رفع یدین کرنا رکوع کی ارادہ کی وقت مثلاً مکروہ ہی تب کہی کہ
پیغمبر خدا کا فعل ہے مکروہ ہوتا ہی اگر وہ مکروہ ہی تو پیغمبر خدا نے نہی مکروہ کام
کیا تہا تو ہم پہر کیا چیز ہین پہر جب اوسکی جواب مین کہا جاوی کہ یہہ مکروہ ہمارے
حق مین ہی اسواسطی کہ آمین آہستہ کہنا سنت موکدہ ہی تو پہر شور کی کہنی مین
وہ سنت موکدہ ترک ہوتی ہی اس لئی ہمارے حق مین مکروہ ہوگیا اور ایسے
ارسال یعنی رکوع کی ارادی کی وقت ہاتہہ نیچی کو ڈالنا سنت موکدہ ہی تو پہر
اوپر کو ہاتہہ اوٹہانی سی وہ سنت موکدہ چہوٹتی ہی اسواسطی ہماری حق مین
مکروہ ہوا پہر وہ اس جواب کی سنی کی بعد اوسی طرح کی حرکات کری اور اوس

حقیقت حال سی اوسکی بیشک اہل خصومت اور جدال اور ضلال اور خود گمراہ
ہی اور لوگونکو گمراہ بتانیوالا اور حدیثون سی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ شخص
جدالی مثل مشرکین کی اہل جدال سی ہی اور آیہ شریف وَمَا ضَرَبُوْهُ لَكَ
اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ کی مورد کی جنس مین داخل ہی جیسا کہ شرح مسلم
کی اول جلد باب الاعتصام ۱۱۸ صفحہ مین لکھا ہی وعن ابی امامۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل قوم بعد ھدی
کانوا علیہ الا اوتوا الجدل ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ھذہ الآیۃ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ
رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ روایت ہی ابو امامہ رض سی کہا فرمایا رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نی کمراہ نہوئی کوی قوم بعد راہ پانی کی کہ جسپر وہ تھی مگر
جبکہ دی گئی اونکو جدل اور جدل کی معنی دشمنے اور لڑی اور جھگڑا
اور بجہ اپنی طریق کی جس سے مشہور اور جاری کرین جھوٹی مذہب کو اور
گرادین سچی بنیاد کو پھر پڑہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی آیت ماضربوہ آخر
تک اس آیت کی نازل ہونی کا یہ سبب ہے کہ جب فرمایا اللہ تعالی نے
اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ مقرر تم اور سوائے
اللہ کی جس چیز کو تم پوجتی ہو سب لکڑی ہین جہنم کی شرک کرنیوالا خوش ہوے
اور دہوم مچای اور کہنی لگی کہ ہمارے بت کچھہ عیسی عم سی بہتر نہین ہین
اور عیسی عم جو معبود نصارا کی ہین اگر اس آیت کی حکم سی دوزخ مین جاوین
گی تو ہم راضی ہین کہ ہمارے معبود بھی اونکے ساتھہ رہین اس مقام مین فرمایا
ہی کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ یعنی یہہ بحث

پھر جواب مولانا محمد اسحق
صاحب نے جو جواب دیا ہے
فتوای کے سوال مین وہ لکھا جاتا
ہی جواب در کتاب اشباہ
فی نوٹ اذا استلما عن
مذہبنا ومذہب مخالفینا
فی الفرض فیجب علینا ان
الجزم بان مذہبنا صواب
یحتمل الخطاء ومذہب
مخالفینا صواب
یحتمل

جب اوسکی جواب مین یون کہا جاوی کہ اس حدیث کو مجتہدون نی اور بہت سے
فقہانی صحیح غیر منسوخ کہا ہی پہر ایک محدث کا اوسکو ضعیف کہنا اون سب مجتہدون
اور فقہا کی مقابل مین کچھہ اعتبار نہین رکہتا پہر وہ شخص یہہ جواب سنکر ہی سابق کی
طرح لا یعنی اور بی معنی بکتا ہی تو اب علما سی سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ جواب کہ اوس
شخص کی سوالات مین لکہی گئی ہین صحیح ہین یا نہین اور جو کوی اس طرح کے
سوالات بہیجا کری اور اوس کی بی جواب جو سابق سے مذکور ہوی نہ سنی اور
اپنی جدال اور نزاع سی باز نہ آوی اور اپنی ضد اور ہٹ پر اڑا ری اور اس حدیث
کو جسکو امام اعظم نی اور ہزارون فقہانی صحیح اور غیر منسوخ کہا ہی نہ مانی اور
اونکی تحقیقات پر اعتماد نکری اور فقہ کی کتابون کو نہ مانی اور فقہای مجتہدین کی جمع
کرنی پر اعتماد نکری بلکہ کلمہ حقارت کا کہی اور اس حدیث قوی کی مقابل مین دوسرے
محدث کی کتاب سی کہ جسکا حال اوپر کی صفحہ مین مذکور ہوا اختلاف پر دلیل لاوے
اور اونکی مقلدون کو اونکی پیروی سی باز رکہی اور بیچاری عوام کو شک مین ڈالے
بلکہ مذہب حنفی سی بد اعتماد کرواوی اور امام اعظم کی تقلید سی چہوڑواوے
اور اس اس طرح کی بی معنی شبہ اور بیجا اعتراض کہ اوپر کی صفحون مین مذکور ہوچکا
جاہلون کی سامنی بیان کری اور اونکو سکہلاوی اور جواب اوسکا نہ مانی تو
وہ کروہ دین مین جدال اور حضومت ڈالنی والا اور ضال اور خود گمراہ اور
لوگون کو گمراہ بنانیوالا ہی یا نہین **جواب** دی سب جوابات کہ اوس شخص کے
سوالات مین دی گئی ہین سب درست اور راست بی کم و کاست ہین ان سب
جوابون کی صحت و حقیقت مین کچھہ شک اور شبہ نہین ہی اور ایسا شخص جسکا
احوال سوال مین مذکور ہوا ظاہر حال اور قال سی اوسکی واللہ تعالی اعلم ہے

ہو اور سب احادیث احکامی اور اسکی سند کو اور سب راویون کی احوال
کو اور معانی اور مرادات اور تاویلات کو اسی طرح تحقیقات کیا ہو جیسا کہ
جواب مین سوال عمل بالحدیث کی بطور مثال کی چند امور مذکور ہونگی اور سب اقسام
احادیث احکامی کی جیسا کہ شروح مین کتب احادیث کی مذکوری ہر حدیث
کو مفصلا جانتا ہو اور اوسی یاد ہو اور سب احکام اجماعی کو بھی یاد رکھتا ہو
اور قوت تمام اور استعداد کمال قیاسی کی بھی رکھتا ہو اور فقیہ اوسکو
کہتی ہین کہ احکام شرعی عملی کو اونکی دلیل کی ساتھہ جانتا ہو یعنی ہر مسئلہ
کو اوس کے دلیل سے قرآن شریف یا حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
یا اجماع یا قیاس سے جانتا ہو اور ہر ایک دلیل کی معنی اور مراد اور تاویل کو
خوب تحقیق کیا ہو اور محدث وہ شخص ہی کہ صرف احادیث کی عبارت کو
جیسا سنا جمع کیا ہو معنی اور مراد اور محل ادا تاویل اوسکی جانتا ہو یا نہین اور
احکام عملی کو دلیلون سے جانی یا بجانی جیسا کہ بہت سے محدثون کا بھی حال
تہا پھر جب کسی مجتہد اور فقیہ نی جس حدیث کو صحیح کہا ہو تو اور کسی محدث
کا اوسکو ضعیف کہنا کچھہ معتبر نہین ہی خصوصا جیسی مجتہد امام اعظم رح جنکا
زمانہ حضرت کی پیغمبر خدا علیہ السلام کی زمانہ سے بہت نزدیک تہا اور وہ تابعین
مین سے تہی بہت سی حدیثین اونہون نی صحابی سے سنین تہین اور بہت سے
تابعین سے جیسا کہ در مختار کی خطبی مین ہی سو اونہون نی جس حدیث کو صحیح
غیر منسوخ کیا ہی اور بعد اونکی ہزارون فقیہون نی بھی جو اس حدیث کو تحقیق
کیا تو جیسا امام اعظم رح نی فرمایا تہا ویسا ہی پایا تب اونہون نی بھی اپنی کتابون
مین درج کیا اور فقہ کی مسئلہ پر اوس حدیث و دلیل ہی تو اب اہل حدیث

جو کافرون نی تیری ساتھہ کی ہی نہین کی اونہون نی مگر جنگ کی اور ضد اور شرارت
کی روی کیونکہ لفظ ما معبدون کا عیسیٰ کو شامل نہین ہو سکتا اس لئے کہ کلمہ
ما کا عقل والون کی لئی نہین ہی جنز کی معنی مین مقرر ہی جسکے معنی جو چیز
اور کلمہ من کا عقل والون کے لئے مقرر ہی جس کے
معنے جو شخص اور یہہ لوگ جانتے ہین کہ عرب کی لغت مین اسی طرح پر آیا ہی
باوجود اسکی صرف ضد اور شرارت سی اور اپنی طریق کی پچھہ کر کی یون کہتے
ہین اور روایت ہی کہ ابن زبعری نی یہہ بحث شروع کی تھی حضرت نے فرمایا اسکو
کہ افسوس ہی تیری بوجھہ پر کیا اچھا نادان ہی تو اپنے قوم کی زبان سے

ستروان سوال اگر کوی حدیث کہ جسپر عمل حضرت امام اعظم کا ہو اور
اون کی بعد ہزارون محدثین اور فقہا اور علمائی اوس حدیث کو صحیح غیر
منسوخ کہا ہو اور اوسی کی موافق عمل کرتی چلی آی ہون اور فقہ کی کتاب
مین بھی مندرج ہو پھر اوسی حدیث کو اور کسی محدث نی جو امام کا مقلد نہو ضعیف
کہا ہو یا دوسری حدیث اوس کی خلاف کسی حدیث کی کتاب مین ملی تو
اوس حدیث مین کچھہ شبہہ یا خلل ہو گا یا نہین اور اس حدیث کی موافق عمل
کرنی مین کچھہ نقصان ہی یا نہین **الجواب** اس بات کا جواب موقوف
ہے اس بات کی جانتی پر کہ پہلی درمیان مجتہد اور فقیہہ اور محدث کی فرق
جانی اور وہ فرق یہہ ہی کہ مجتہد کا مرتبہ بلکہ فقیہہ کا رتبہ زیادہ ہی اس سے
جو صرف محدث ہی اس واسطی کہ مجتہد وہ شخص ہے جو سب آیات احکامی
کو اور اوسکی معانی اور تفاسیر اور تاویلات اور شان نزولات اور تمام
اقسام اوسکی جیسا اصول کی کتابون مین مفصل لکھا ہی خوب یاد رکھتا

ہی اور امام ہمام نی فتح القدیر مین لکہکر الیسم بڑہنی کی مسئلہ مین لکہاہی پہر
وی ایسی حدیث کہ جسپر امام اعظم مجتہد مقدم کا اور بہت سے مجتہدون اور محدثون
ور فقہا اور فضلا کا عمل ہو اور اون سبہون نی بالاتفاق اوسکو صحیح غیر
نسوخ لکہا ہو اور فضہ کی کتاب مین بہی وہ مندرج ہو اکر اور کوی محدث اوسکو
ضعیف کہی یا دوسرے حدیث اس کی مخالف کسی حدیث کے کتاب مین ملی
تو حنفی کی حق مین بلکہ ہر مصنف کے کی نزدیک اوس حدیث سابق مین کچہہ
خلل واقع نہوگا اور اوسکی موافق عمل کرنیمین ہرگز نقصان نہین **اٹہارواں**
سوال اگر کوی اصلار عایت مذہب حنفی کی نکری مثلا لہو یا پیپ کسی پہوڑی
سی نکلنی مین جو ابو حنیفہ رح کی مذہب مین ناقص وضوہی وضو نکری یا کہ کسی مذہب
کی رعایت نکری مثلا ذکر کی چہوتی سی بہی جو شافعی رح کی مذہب مین ناقص وضو
ہی وضو نکری بلکہ اگر ایک وقت مین یہہ دونون واقع ہون ہرگز وضو نکرے
حاصل یہہ ہی کہ جو مذہب حنفی مین نماز کا مبطل ہو اوسکو کبہی کری اور جو امر
ہوا وسکو کبہی نکری اور علما حنفی سے بعض اور عداوت رکہی اور جو
کوی ابو حنیفہ کا متعلد ہو اوس سے نفرت رکہی سو ایسی کے پیچہی نماز مین اقتدا
جایزی یا نہین **جواب** ایسی کے پیچہی ہرگز نماز درست نہین ہی درمختار
فقہ کی کتاب جو بہت معتبری اور حرمین شریفین مین اوسکا درس ہوتا ہی اور
وہان کی علما کا اوسپر بہت اعتماد اور عمل ہے اوسمین لکہا ہی وَتُخَالِفُ
کَالشَّافِعِیِّ اِنْ یَتَّقِ الْمُرَاعَاۃَ لَمْ یُکْرَہْ اَوْ عَدَمُہَا لَمْ یَصِحَّ وَاِنْ
شَکَّ کُرِہَ یعنی جو کوی حنفی مذہب کا مخالف ہو مثلا شافعی تو اوسکا مین
حال ہے اگر یقین ہو کہ وہ حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہی یعنی مثلا جو چیز

کی صحیح غیر منسوخ ہونی مین کسی طرح کا شک شبہ نہین رہا پھر انکی بعد کوی ایسی
محدث جو امام سی بہت پیچھی تہی اور درمیان اونکی اور حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام کے
اٹہہ اٹہہ دس دس واسطی راویون کی بلکہ زیادہ گذری اور اونکا مرتبہ اجتہاد
کا جیساکہ امام اعظم کا تہا نہتا بلکہ قریب بہی نہ تہا بلکہ اونکو فقاہت مین بہی ایسا
کمال نہ تہا جیسا کہ فقہای حنفی کو علم فقہ مین تجربہا تہا کہ اونہون نی اپنی مذہب کے
رعایت کی راہ سی یا تعصب کے روسی یا اپنی تحقیقات کے لحاظ سی یعنی جن راویون
کی وسیلہ سی اونکو وہ حدیث پہنچی وہ لوگ اونکی نزدیک معتبر نہ تہی اگر اس حدیث
کو ضعیف کہا تو ایسی شخص کا ضعیف کہنا امام اعظم اور ہزارون فقہا کی صحیح
کہنی کی مقابل مین اون کی مقلد کی حق مین بلکہ ہر منصف کی نزدیک ہرگز قابل
اعتماد کی اور لایق اعتبار کی نہین ہی اور دوسری بات یہہ ہی کہ جو حدیث فقہ
کی معتبر کتاب مین ہی عمل کے باب مین زیادہ معتبر ہی اوس حدیث سی کہ کتاب حدیث
مین ہی اسواسطی کہ فقہا نی التزام کیا ہی کہ جو حدیث صحیح اور غیر منسوخ ہی فقط اوسی
کو فقہ کی کتاب مین درج کرکی ہر مسئلہ پر دلیل لائی ہین اور جو حدیث ضعیف ہے
اوسکو اکثر تصریح کردیا ہی کہ فلانی حدیث ضعیف ہے اور اگر کوی حدیث ماول ہے
تو اوسکی تاویل کو دلیل کی ساتہہ بیان کیا ہی اور اگر منسوخ ہی تو اوسکی منسوخیت
کی وجہہ کو لکہا ہی برخلاف محدثون کی کہ انہون نی صرف اسی بات کا التزام کیا
ہی کہ جو حدیث کسی معتبری سنا اوسکو اپنی کتاب مین جمع کیا پہر وہ اوسی طرح سے
ضعیف ہو یا ماول ہو یا منسوخ ہو یا نہو جیساکہ چہہ کتابین حدیث کی کہ صحاح ستہ
کرکی مشہور ہین اون مین ان تینون قسم کی حدیثین بہری ہوی ہین چنانچہ
شیخ عبدالحق دہلوی نی شرح مشکوۃ فارسی کی مقدمہ مین لکہدیا ہی جسکا خلاصہ

خاص نہین ہی بلکہ اسی طرح سی جو شخص کہ حنفی مذہب کا مخالف ہو اوسکی اقتدا کا
یہی حکم ہی اور مولانا عبد العزیز مرحوم نی راہ نجات کی ۱۲ صفحہ مین لکہا ہی کہ جس
شخص کے مذہب مین خلل ہو اوسکی پیچہی نماز جایز نہین **انیسوان سوال**
سوای صحاح ستہ کی اور کتابین حدیث کی مثل زین اور طحاوی اور مسند امام ابو
حنیفہ اور موطای امام محمد اور مستدرک حاکم اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ علماے
سنت وجماعت اور محدثین کی نزدیک معتبر ہین یا نہین اور صحاح ستہ مین حدیثین
ضعیف اور معلول بہی ہین یا نہین **جواب** اولا جانا چاہی کہ حضرت پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی قران کی لکہنی اور جمع کرنیکو فرمایا تہا پہر بہت سے اصحاب
نی اپنی سمجہہ اور یاد کی موافق قران شریف کو جمع کیا تہا لیکن ترتیب اور تقدیم
وتاخیر مین اختلاف تہا پہر بعد حضرت کی سب اصحابون نی اتفاق کر کی ایک
طور پر مقرر کیا اس سبب سے کلام الہی ایک جگہہ جمع ہوا اور اوسمین اختلاف نہوا
بخلاف احادیث کی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی نہ لوگون کو جمع کرنیکو
حکم فرمایا اور نہ صحابہ نی ملکر جمع کیا بلکہ بعد اونکی بہت پیچہی لوگون نی کہ بعضے
اون کی فاضل تہی اور بعضی صرف لکہنی جانتی تہی الگ الگ اونہون نے
اپنی یاد کی موافق اور جسنے جسقدر لوگون سی سنا ایک جگہہ جمع کر کے
ایک کتاب بنائی سو اس لئی احادیث مین بہت اختلاف واقع ہوا اور سب
احادیث ایک جگہہ مین جمع نہوئین اور اسی جہت سی صحاح ستہ جو حدیث
کی چہہ کتابین لوگون مین مشہور ہین اون کی اپس مین بہی بہت اختلاف ہے
اور اون مین سب قول اور فعل حضرت کی جمع نہین ہین بلکہ ان چہہ کتابون
کی سوا بہت سے کتابون مین حدیث کی ہین اور جیسی وہ چہہ کتابین معتبر ہین ویسی

کہ حنفی مذہب مین اوسکی سابقہ نماز جایز نہین ہی اوس سی وہ شخص احتراز کرتا ہے
تو اوسکی پیچھی نماز مکروہ نہین جیسا کہ مکہ معظمہ مین امام شافعی المذہب کے رعایت کرتی
ہین اور اگر معلوم ہو کہ وہ رعایت نہین کرتا تو اوسکی اقتدا درست نہین اور
اگر اوسکی حال مین شک ہو یعنی ایسی شخص کا حال معلوم نہو کہ رعایت کرتا ہی یا نہین
تو ایسی کی پیچھی نماز مکروہ ہی پھر جب معلوم ہوا کہ جو شافعی مذہب کہ ہماری مذہب
کی رعایت نکری اوسکی اقتدا درست نہین تو جو شخص کہ کسی مذہب کی رعایت نہ
کری تو بی شبہ اوسکی اقتدا کسی طرح سی ہرگز درست نہووی کی اور فتاوی عالمگیری
مین کہ تمام علماء ہندوستان کی نزدیک وہ بہت معتمد اور معتبری لکہا ہی اَمَّا الْاِقْتِدَاءُ
بِالشَّافِعِیِّ قَالُوْا لَا یَاْمَنُ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُتَعَصِّبًا اور جامع الرموز مین ہے
کَمَا یَاْمَنُ بِهٖ اِذَا لَمْ یَتَعَصَّبْ اَیْ لَمْ یُبْغِضِ الْحَنَفِیَّ یعنی شافعی المذہب کے
پیچھی اقتدا مضایقہ نہین اگر متعصب نہو یعنی حنفی لوگون سی بغض نرکہتا ہو پھر
جبکہ کوی شخص شافعی المذہب کہ حنفی سی بغض رکہتا ہو تو اوسکی اقتدا درست
نہین ہے تو پھر ایسا شخص کہ علمای حنفی سی بغض اور نفرت رکہی ہرگز اوسکے
اقتدا درست نہین ہے بلکہ نماز باطل ہے اور بحر الرایق مین ہی وَاَمَّا الصَّلٰوةُ
خَلْفَ الشَّافِعِیَّةِ فَحَاصِلُ مَا فِی الْمُجْتَبٰی اَنَّهٗ اِذَا کَانَ مُرَاعِیًا لِلشَّرَائِطِ
وَالْاَرْکَانِ عِنْدَنَا فَلَا اِقْتِدَاءَ صَحِیْحٌ وَاِلَّا فَلَا یَصِحُّ وَلَا مَخْصُوْصِیَّةَ
لِلشَّافِعِیَّةِ بَلِ الصَّلٰوةُ خَلْفَ کُلِّ مُخَالِفٍ لِلْمَذْهَبِ کَذٰلِکَ جو کوی
شخص شافعی المذہب اگر رعایت کرتا ہو اون سب شرطون اور رکنون کے
جو ہمارے مذہب مین ہی تو اوسکی اقتدا صحیح ہے اور اگر رعایت
نکرتا ہو تو اوس کی اقتدا صحیح نہین ہے اور یہہ حکم شافعیہ کی خاص

حکم کری تو بہی عقل اور خواہش کی پیروی نہین کرتی سنت کا اتباع اپنی اوپر
لازم اور واجب جانتی ہین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جس بات پر
اتفاق کرین اوسکو بجان و دل قبول کرتی ہین اگرچہ اجماع اونکا کسی کے عقل
یا خواہش کی برخلاف ہو یا اوسکا دل اوسی ناخوش ہو برخلاف اور گروہون
کی جیسی رافضی خارجی معتزلہ کہ انکا یہہ طریقہ ہی کہ جو قران و حدیث مین آیا ہی
اگر اونکی عقل کی موافق اور خواہش کے مطابق ہو تو جلد ایسی اوسکو قبول کر
لیتی ہین اور اگر مخالف ہو تو قران و حدیث کے تاویل کرتی ہین ہرگز نہ اوسپر
اعتقاد کرتی نہ عمل مین لاتی بلکہ اپنی عقل ناقص اور نادانی اور خواہش نفسانی
کی پیروی کرکی جس بات کو اونکی عقل قبول اور خواہش اونکی پسند کری اوسی پر
اعتقاد اور عمل رکہتی ہین اور اوسپر قران یا حدیث سی تاویل کرکے ہوا کے
حیلہ اور فریب سی ہو دلیل لاتی ہین اور اسی طرح اوسی اجماع کو مانتی ہین جو
اونکی عقل اور خواہش کی موافق ہو اور جو برخلاف ہو تو اوس کی تاویل
کرتی ہین اور کبہی اہل اجماع پر طعن تشنیع کرتی ہین اور خلاف پر اوس کے
دلیلین ضعیف ہون یا قوی ظاہر ہون یا تاویل سی ہون کذر انتی ہین اسی
واسطی اہل سنت و جماعت اون لوگون کو اہل ہوا کہتی ہین یعنی خواہش نفسانی
کی پیروی کرنیوالی چنانچہ رافضیون نی نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ
أَنَّىٰ شِئْتُمْ آیہ قران کی معنون مین خواہش نفسانی کو دخل دیکر شیطان کے
بہکانی سی سیاق و سباق کلام اللہ پر لحاظ نکری اندی بن کی حکم کیا کہ عورت
کی دبر مین بہی درخول کرنا بایزی اور معتزلہ عذاب قبر کی حقیقت سے جو اونکے
عقل مین نہ آئی اور جو بہ احادیث صریح اور صحیح اوسپر وارد ہین منکر ہوکے

وہ بھی معتبر ہین جیسی مسند امام ابو حنیفہ اور موطا امام محمد اور حجت امام محمد اور
آثار امام محمد اور مذہبین اور طحاوی اور طبرانی وغیرہ اور اس قدر جاننا بہت ضرور
ہی کہ یہہ چھہ کتابین جنہین صحاح ستہ کہتی ہین اون مین سب حدیثین صحیح نہین
ہین بلکہ انمین حدیثین ضعیف اور معلول بھی ہین جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نی شرح مشکوہ فارسی کی مقدمہ مین لکہا ہی اور امام ابن ہمام نی فتح القدیر
مین بکار کر رسم المفتی کی مسئلہ مین لکہہ دیا ہی اور عبارت فتح القدیر کے
یہہ ہی لَیْسَ حَدِیْثٌ صَرَّحَ بِجَمْعِ التَّسْمِیَۃِ اِلَّا وَفِیْ اِسْنَادِہٖ مَقَالٌ غَیْرَ
اَھْلِ الْحَدِیْثِ وَلِھٰذَا اَعْرَضَ عَنْہُ اَرْبَابُ الْمَسَانِیْدِ الْمَشْھُوْرَۃِ فَلَمْ یُخَرِّجُوْا
شَیْئًا مِنْھَا مَعَ اشْتِمَالِ کُتُبِھِمْ عَلَی الْاَحَادِیْثِ الضَّعِیْفَۃِ **بیسوان**
سوال حدیث مین آیا ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی کہ میری امت
مین تہتر فرقہ ہونگی اونمین سی بہتر ناری اور ایک ناجی اس سی معلوم ہوا کہ ہر فرقہ
محمدی کہلاوی گا اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم کو اپنی دلیل بہیر اپنی
سواب اوسکی کیا وجہ ہی کہ ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری باوجودیکہ ہر ایک
اپنی دانست مین کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کی موافق عمل کرنیکا دعوے
رکہتا ہی **جواب** پہلی جانا چاہیے کہ ایک فرقہ سنت کا اور بہتر فرقی اون کے
سوا سب ان اور حدیث سی دلیل لاتی ہین اور اپنی خیال مین اوسی پر عمل کرتے
ہین باوجود اس بات کی ایک کروہ اسمین سی سنت وجماعت کا ناجی اور باقی
بہتر جہنمی اسکا سبب یہہ ہی کہ اہل سنت وجماعت کا طریق یہہ ہی کہ جو بات
ظاہر حدیث سے ثابت ہووی اوسپر عمل واجب جانتی ہین اگرچہ اوس کے حقیقت
یا کنہہ عقل مین نہ آوی بلکہ اگر اونکی عقل یا خواہش نفسانی بر خلاف اوسکے

جیسا کہ یہہ حدیث مشکوٰۃ شریف کی باب الاعتصام کی ۳۰ صفحہ مین موجود ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ روایت ہی ابن عمر رضی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک اللہ جمع نہین کرتا میری امت کو کہ ای پر اور اللہ کا ہاتھ ہے جماعت پر اور جو کوئی جدا ہوا اوس جا پڑا وہ جہنم مین وَعَنْہُ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ رواہ ابن ماجہ اور اونہین ابن عمر رضہ سی روایت ہی پر وی کہ بڑی جماعت کے سو مقرر یون ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی وہ کڑا اک مین وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ رواہ احمد روایت ہی ابی ذر رض سی کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی کہ جنی جدا کیا جماعت کو ایک بالشت بہر بی شک نکالی اوسنی ڈوری اسلام کے اپنی گردن سی پہر تمام علما بلکہ تمام امت کا اتفاق اسپر ہے کہ جسکا مرتبہ مجتہد کا ہنہ بلکہ اکثر علماون نی یون لکہا ہے کہ اس زمانی مین اگرچہ کسی کا مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تو بہی اوسپر لازم ہی کہ ایک طریقہ ان چار مذہبون سی اختیار کرلی ان چار کے خلاف نکری اور کوئی نیا مذہب نکالی اور کسی مذہب کے پیروی سوا ان کی تکریب چنانچہ اکلی سوال مین مسلم الثبوت اور فتوی سی علمای حرمین شریفین کے اور فتوی سی مولانا محمد اسحق اور مولانا عبد العزیز اور شیخ عبد الحق دہلوی کی اور اشباہ و نظایر اور نہایۃ المراد وغیرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا سو تم اوسپر کیون نہین عمل کرتی ہو تب اس کی جواب مین کہی جاوین

اہل سنت وجماعت اسپر ایمان لاکر قایل ہوی اور اوسکی کیفیت کو علم الٰہی پر
چھوڑا کہ عقل آدمی کی اوس کی دریافت سی عاجز ہی اور قوم رافضی حضرت ابو
بکر رضہ کو خلیفہ برحق نہین جانتی ہین باوجود اسکی کہ تمام صحابی کا اونکی خلافت
پر اجماع تہا لیکن چونکہ اونکی خواہش کی مطابق نہتہا اس اجماع کو نہین مانتے
ہین اور حضرت صدیق کو اور جو اوس اجماع کی بانی اور مدد کار تہی اون کو
برا جانتی ہین اور بدکہتی ہین الغرض سوای اہل سنت وجماعت کے کہ فرقہ اہل
حق یہی ہی اور فرقون نی شرع کی احکام مین اپنی عقل اور خواہش کو دخل دیا
اسواسطی وہ جہنمی ہوی نعوذ باللہ منہا اور سنی لوگون نی سنت اور جماعت
کی پیروی کی اس لئی وہ جنتی ہوی اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا مَعَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

الیسوان سوال اس زمانہ مین اگر کسی کردہ کا حال بعینہ ان لوگون
کا سا ہووی یعنی اپنی عقل اور اپنی سمجہہ اور اپنی خواہش کو مسایل شرعیہ مین
دخل دیوین اور مجتہدین سلف کے تقلید اور پیروی نکرین اور علما کی اجماع
کو بلکہ تمام اہل اسلام کی اتفاق کو نہ مانین اور اوسکو حق نہ سمجہین اور سواد اعظم
یعنی بڑے جماعت کے اتبعیت نکرین بلکہ اپنی رای پر چلین اور اوسکو رواج
دیوین اور جو حدیث کہ اونکی خواہش کی موافق ہو اوسپر تو عمل کرین اور
جو برخلاف ہو اوسکو نہ مانین یا اوس کی تاویل کرین مثلاً جب وہ قوم کہین
کہ عمل ہمارا قران اور حدیث پر ہی تب اونسی کہا جاوی کہ بہت سے حدیثون
مین صاف آیا ہی کہ مسلمانون کی اجماع کی پیروی کرو اور خلاف اوسکے
ہرگز عمل مین نلاؤ بلکہ یون ہی آیا ہی کہ جس بات پر اکثر مسلمان اور بڑے
جماعت ہون اوسی کو لازم پکڑو جو اوس کی خلاف کریگا جہنم مین پڑی گا

اور نہ باز آئی تو اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہہ کردہ جبکا احوال اور اقوال سابق مذکور
ہوا ہی بدعت شبطانی اور وسواس نفسانی مین مانند کردہ معتزلی اور رافضی
کی اور اقوال اور افعال مین مانند بہت سے فرقہ ضالہ اور کمراہ کی اور گفتگو اور
سوالات اور جوابات مین مانند منافقون اور مشرکون کی ہین یا نہین **الجواب**
واللہ اعلم بالصواب وہ کردہ برحسب سوال کی اور اللہ اعلم ہی اون کے
حقیقت حال سی بی شک وشبہ مثل معتزلہ اور رافضی وغیرہ کی احوال اور
اعمال کی روسی بدعت اور ہوا مین بڑی ہوی ہین اور بہت ہی فرقہ ضالہ و
مضلہ کی مانند اقوال اور افعال مین خود کمراہ اور لوگون کو کمراہ بنانیوالی ہین
اور مشرکون اور منافقون کی مانند سوالات اور جوابات مین جہکڑنیوالی ہین بسابق
اسکی جوابون مین دلیلین اونکی ایات اور احادیث اور اقوال اسلاف سے
مذکور ہو چکی ہین تکرار اور ذکر بار بار کی حاجت نہین ہی بلکہ جسکو ذرا سا بہی
علم اور اوسکی دل مین انصاف ہی تو اوسپر ظاہر و باہر ہی نعوذ باللہ من
شرور انفسہم ومن سیئات اعمالہم ومن قبیحات اقوالہم
وقبایح احوالہم وشنایع افعالہم **بامیسوان سوال**
کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق عمل کرنا ان
چار مذہبون مین سی ایک کے تقلید اور پیروی کرنیسی جو تمام اہل اسلام کے
ملکون مین محمدی ملک کے درمیان مروج اور مشہور ہے حاصل ہوتا ہی یا اون
کی خلاف نیا مذہب نکالنی سی اور کسی کو اون کی مقلد پر انکار کرنا پہنچتا ہے
یا نہین **جواب** یہہ چار مذہب جو مشہور ہین انمین سی ایک کی پیروی
کرنی سی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق

کبھی اوس حدیث کی تاویل کرین کبھی اجماع پر طعن کرین اور کہین کہ بہت سے مسلمان
تو تعزیہ داری اور شرک اور بدعت بھی کرتی ہین تو کیا یہہ سب بھی درست ہوجاویگا
نعوذ باللہ منہم کہان افعال جہلا اور اہل بدعت اور اہل شرک اور کہان اجماع علما
الغرض علما کی اجماع کو ایسی ایسی افعال مشرکین اور جہال کی ساتھہ تشبیہ دیکر بیکار سے
عوام کو علما کی اجماع سی بداعتقاد اور بدگمان کراوین اور کبھی اوس حدیث کو ضعیف
کہین اور کبھی حدیث کی معنی اور کچھہ اپنی دل سی ٹھیراکر کی عوام کو بہکاوین
دوسرے مثال یہہ کہ جب اونکو کہا جاوی کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو مسلمانون
مین فتنہ اور فساد ڈالی اور اون کی جماعت مین تفرقہ کرواوی تو اوسکو قتل کرو
وہ بہت برا شخص ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث اکلی سوالات کی جواب مین
مذکور ہوی سو تم مسلمانون کی کروہ مین فساد اور تفرقہ کیون ڈالتی ہو اور
اللہ تعالی نی تو منافقون کی حال مین یون فرمایا ہی وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا
فِي الْاَرْضِ یعنی جب اونکو کہا جاتا ہی لوگون مین فساد نڈالو یہہ بہت برا کام ہے
تو اوسکی جواب مین یون تقریر ظاہر کرتی ہین کہ ہم تو کلام اللہ اور احادیث رسول
اللہ کی موافق چلتی ہین اور دوسرون کو چلاتی ہین اور کہین کہ ہم تو سنوار
تی ہین اور منافقون کی طرح اس آیت کی مضمون کو بیان کرتی ہین قَالُوْٓا اِنَّمَا
نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ تو اس کروہ کی یون کلام کرنی ہی صاف ظاہر ہوا کہ امامون
کو اور اونکی مقلدون کو خصوصا مقلدون کو امام اعظم رح کی سمجھتے ہین کہ وہ
لوگ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف عمل کرتے
ہین سو یہہ جہوٹی ہین اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ
یعنی مقرر وہی فساد ڈالتی ہین مگر اپنی نفسانیت اور جہالت کی سبب سے غور نہین کرتے

ہی اور قیاس کا صحیح ہونا نصوص سی یعنی مضبوط دلیلون سے ثابت ہی پس
پیروی ان مذہبون کی حقیقت مین پیروی نص کے ہی اور اختلاف ان
مذہبون کا اس سبب سے بہی ہے کہ کسی نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کوی
اوسکی حقیقت اور غرض پر گیا چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ مین یہہ
حدیث ہی کہ جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی لوگونکو بنی قریظہ کی طرف
بہیجا فرمایا کہ نہ پڑہی کوی تم مین سی عصر کی نماز مگر بنی قریظہ مین پہہ بعضون نے
اون مین سی راہ مین نماز پڑہ لی یہہ سمجہہ کر کہ حضرت کو اس فرمانی سی منظور یہی تہا
کہ کہین راہ مین توقف نکرین نہ یہہ کہ وقت آی پر بہی نماز نہ پڑہین اور بعضون نے
حدیث کی ظاہر لفظون پر لحاظ کر کے راہ مین نماز نہ پڑہی یہان تک کہ بنی
قریظہ مین پہنچ گئی پہر حضرت نی یہہ بات سنی دونون قسم کے لوگون پر اعتراض
نفرمایا اسی سبب سے عمل دونون طور پر جایز ہوا اور یہی طور ہی چارون مذہبون
کی اختلاف کا پس گہونکر بدعت ہوگی اور اسی کتاب مین ہی ہر گز ان کی مقلد
کو بدعتی کہنا درست نہین کیونکہ تقلید انکی تقلید حدیث شریف کی ہی ظاہر
اور باطن کی اعتبار سی پس پیروحدیث کو بدعتی کہنا گمراہی ہی اور باعث
عذاب کا اور یہہ عبارت بہی اوسمین ہی فرض ونفل کے نمازاون کے
مقلدون کی البتہ مقبول ہوگی اور تقلید نہین چہوڑے جاوی گی کیونکہ
تقلید اونہون کی تقلید سنت کی ہی اور دلیلین اوسکی بہت سی کتابون سے
اکی مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالی **تیسوان سوال** اس زمانی مین
ان چار مذہبون کو چہوڑ کر پانچون طریق نکالنا یا اور کسی مذہب پر چلنا درست
ہی یا باطل اور حرام **جواب** جب اجماع علماء سی ثابت ہوا کہ ان چار مذہب

باب چوتھا مین تحریرات
فتوی کی پہی لکہا ہی اپنی ہر سب
ھذا الجواب صحیح للکتب
الذی علیہا اعتماد العلماء
من صلحاء امۃ نبینا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم

عمل کرنا حاصل ہوتا ہی اور کسیکو اونکی تقلید پر انکار درست نہین ہی فتوی
مین علماء الحرمین المعظمین زادہما اللہ شرفا کی کتاب تجنیس و فرمدی منقول ہے
قَالُوا لِحَنِیْفَۃَ وَمَالِكٌ وَشَافِعِیٌّ وَاَحْمَدُ كُلُّ وَاحِدٍ
مِنْهُمْ مِنْ اَهْلِ ذِكْرٍ الَّذِیْنَ وَجَبَ سُؤَالُهُمْ وَاتِّبَاعُهُمْ لِمَنْ لَمْ
یَصِلْ اِلٰی دَرَجَةِ النَّظَرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ فَاِذَا عَمِلَ اَحَدٌ مِنَ
الْمُقَلِّدِیْنَ فِیْ طَهَارَتِهٖ اَوْ صَلٰوتِهٖ اَوْ فِیْ شَیْءٍ مِّمَّا جَرٰی بِهِ التَّكْلِیْفُ
بِقَوْلِ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مُقَلِّدًا لَهٗ فَقَدْ اَدّٰی مَا عَلَیْهِ وَلَیْسَ لِاَحَدٍ
مِمَّنْ هُوَ فِیْ دَرَجَةِ التَّقْلِیْدِ وَلَا مُجْتَهِدٍ اَلْاِنْكَارُ عَلَیْهِ خلاصہ اسکا
یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد رح ہر ایک انمین سے ایسے
عالم تھے کہ مبنی دین کی باتین سوال کرنی اور اونکی پیروی کرنی واجب ہے
اوس شخص کے حق مین کہ جو اجتہاد کی مرتبہ کو نہین پہنچا ہی پھر جب کوے
مقلدین پیروی کری انمین سی ایک کے اپنی طہارت مین یا نماز مین یا اوسکی
امر شرعی مین تو ادا کیا اوسنے جو واجب تہا اسپر اور نہین پہنچا ہی کسیکو مقلد
ہو یا مجتہد انکار کرنا ولیسی شخص پر اور مولانا محمد اسحق دہلوی نے غایۃ المسایل
کے ۱۰۴ صفحہ مین مسایل کے جواب مین لکہا ہی انکا ترجمہ یہہ ہے چارون
مذہب بدعت نہین بلکہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ پیروی ان مذہبون کی عین پیروی
سنت کی ہی کیونکہ اختلاف ان چار مذہبون کا اختلاف اصحاب کے جہت سے
ہی اور صحابہ کی پیروی کرنی مین حدیث اصحابی کالنجوم فبایہم اقتدیتم
اھتدیتم وارد ہی یعنی صحابہ میری تارونکی مانند ہین تم جنکی اقتدا کرو
گے ہدایت پاوگے پس اختلاف چارون مذہبون کا بسبب اختلاف قیاس کے

ہین اور سواد اعظم کی تبعیت کرنیکو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی وجہ
فرمایا ہی تو پہر اس سی معلوم ہوا کہ جسنی ان چار امامون سی کسی ایک کی پیروی
نہین کی تو وہ سواد اعظم سی دور رہا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کا
مخالف بنا اور اونکی فرمانیکی بموجب مستحق جہنم کا ہوا جیسا سابق مذکور ہوا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ
شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ یعنی پیروی کرو بڑی جماعت مسلمانون کی کیونکہ جو شخص دور
رہیگا جماعت کے پیروی سی تو وہ پڑیگا جہنم مین اور نہایۃ المراد مین لکہا ہی وَفِیْ
زَمَانِنَا هٰذَا قَدِ انْحَصَرَتْ صِحَّةُ التَّقْلِیْدِ فِیْ هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ
الْاَرْبَعَةِ فِی الْحُكْمِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ بَیْنَهُمْ وَفِی الْحُكْمِ الْمُخْتَلَفِ فِیْهِ اَیْضًا
قَالَ الْمُنَاوِیْ فِیْ شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یَجُوْزُ الْیَوْمَ تَقْلِیْدُ غَیْرِ
الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ فِیْ قَضَاءٍ وَلَا اِفْتَاءٍ ہماری اس زمانہ مین منحصر ہوی ہے
تقلید ان چار مذہب مین خواہ حکم متفق ہو خواہ حکم مختلف پہر ان چار مین سے
سوا اور کسی کی تقلید درست نہین ہی اور کہا ہی منادی نی جامع صغیر کے
شرح مین جایز نہین ہی اس زمانہ مین تقلید کرنی سوای ان چار امامون کی نہ
تو قضا مین نہ فتوی مین یعنی نہ تو قاضی کو درست ہے ان کی مذہب کے سوا حکم
کرنا اور نہ مفتی کو جایز ہی فتوا دینا اور تفسیر احمدی مین ہی قَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ
عَلٰی اَنَّ الْاِتِّبَاعَ اِنَّمَا یَجُوْزُ لِلْاَرْبَعِ فَلَا یَجُوْزُ الْاِتِّبَاعُ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَهِدًا
مُخَالِفًا لَهُمْ بِلَا شُبْهَةٍ واقع ہوا ہی اجماع اس بات پر کہ تقلید نہین جایز ہی مگر
ان چار امامون مین سی ایک کی پہر جایز نہین ہی پیروی کرنی اوس شخص
کی جو اس زمانہ مین نیا مجتہد ہو اور وہ مخالف ہو ان چار امامون کا

کی سوا بیروی کرنی کسی کی خصوصا ایک نیا مذہب نکالکر اوسکو رواج دینا بہت
سی عوام لوگون کو بلکہ خواص کو شک اور تردد اور تہلکہ مین ڈالنا ہی اور
اس جہت سی شریعت کا انتظام جاتا رہتا ہی اور دین مین فتنہ اور فساد پڑتا
ہی اس لیی اس زمانی مین نیا مذہب یا پنجوان نکالنا اور اوسکو رواج دینا باطل
اور حرام ہی چنانچہ اکثر علما روسنداراور فضلا نیک کردار فی اسکو اپنی اپنی کتابون
مین لکھا ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین ہی اجمع المحققون علی منع العوام
من تقلید اعیان الصحابۃ رض بل علیھم اتباع الذین یفتون فقط
وتفحی او جمعوا وعلیہ بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الاربعۃ
لان ذلک لم یدر فی غیرھم اتفاق کیا محققون نی منع کرنی پر عوام کو تقلید
کرنی سی صحابہ کی بلکہ اونپر واجب ہے پیروی کرنی اون مجتہدون کی جنہون نے
علم فقہ کو جمع اور تفصیل کیا اور ارستہ اور خلاصہ بنایا اور اوسی بات پر ابن صلاح
نی بنا کیا کہ سوائی ان چار اماموں کی اور کسی کی تقلید منع کی جاوی کی اس واسطے
کہ یہہ سب باتین اور کسی مجتہد مین معلوم نہین ہوئین اور اشباہ مین ہی وما
خالف الائمۃ الاربعۃ مخالف للاجماع وقد صرح فی التحریر ان
الاجماع انعقد علی عدم العمل بمذھب مخالف للاربعۃ وانقراض
مذاھبھم وکثرۃ اتباعھم اور جو حکم مخالف ہوان چار اماموں کی قول کا
سو وہ اجماع کا مخالف ہی اور تصریح کیا ہی امام ابن ہمام نی تحریر مین کہ تمام علما
کا اجماع ہوا ہی عمل نکرنی پر اوس مذہب کے جو مخالف ہے ان چار اماموں کی اسواسطے
کہ ان اماموں کا مذہب ضبط اور ارستہ ہوا ہی اور انکی پیروی کرنیوالی بڑے
بڑی جماعت ہین یعنی ان اماموں کی مقلدین سواد اعظم اور بہت لوک

نفسانی سی دوری اور پرہیزگاری اور سلیقہ حرفی زبان کی بوجہہ کا قدیم زمانہ کی موافق اون مجتہدون مین رہتی اپنی ذات مین اونہون نی بتائی اور ویسی تحقیقات اور تلاش اور قوت مسایل کی نکالنی کی اونہین حاصل نہوئی اور مسایلون کی نادرست اور درست کرنیمین کوی دوسری راہ سوا اون لوگون کی مقرر کی ہوی میسر نہ آی حکم کیا اجتہاد کے حرام ہوئی اور چارون اماموں کی تقلید کی واجب ٹہیرجانی پر اور اللہ تعالے اونپر رحمت کرے کہ اچھی طریقی اور مضبوط راہ پر چلی کہ جن مین بہت باتین نیک پائی جاتی ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ لوگون کی سرشت مین یہہ بات ہی کہ ہر شخص اپنی سمجھہ پر نازان ہوتا ہے اور دوسرے کی کمال کو اگرچہ مجملا اسپر اعتقاد رکہتا ہو پہر بہی بسبب اسکی کہ اوسکی دل مین ایک بات ٹہیر رہی ہی اچھی بات کو بہی ان کی قبول نہین کرتا پہر اپنی برابر کی لوگون کی قول کا تو کیا ٹہکانا پس اس صورت مین اگر کوی شخص اجتہاد کی شرطین حاصل کرکی خلاف اگلون کے احکام جاری کرتا تو ہر کوی کیا ناقص اور کیا متوسط اپنی استعداد کی موافق ایک نی راہ پر چلنی لگتا اسمین یہان تک اختلاف واقع ہوتا کہ جمعیت شریعت کے احکام کی عبادات اور معاملات کی مقدمہ مین باقی نرہتی اور ٹوٹ جاتی اور امر معروف اور نہی منکر کا دروازہ بند ہوجاتا چنانچہ جب تک چار مذہب پر لوگ مضبوط نہین ہوی رہی اور اونکی پیروی اختیار نہین کی رہی شتر اور کئی فرقی ہوگئی رہی اور اونکی تابعدار باقی رہ گئی مگر بعد اسکے جب علماون نی ان چار مذہبون کو خوب ضبط کیا اور اونکی موافق احکام کو ہر طرف جاری فرمایا اور ایک نیا مذہب بنانیکو باطل اور حرام ٹہیرایا تب

اور اوسی تفسیر احمدی مین لکھا ہی وَالْاِنْصَافُ اَنَّ الْحَصْرَ الْمَذَاهِبِ
فِی الْاَرْبَعَةِ وَاتِّبَاعَهُمْ فَضْلٌ اِلٰهِیٌّ وَقَبُوْلِیَّةٌ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی
لَا مَجَالَ فِیْهِ لِلتَّوَجِّهَاتِ وَالْاَدِلَّةِ اور انصاف یہہی کہ منحصر ہونا مذہبون
کا ان چار مذہب مین اور منحصر ہونی پیروی انہین چار مین یہہ فضل ہے اللہ تعالیٰ
کا اور مقبولیت ہی اسکی پہر اس بات مین دلیل اور توجیہہ کو کچھہ دخل نہین ہے
اور شرح سفر السعادت کی ۳۰۸ صفحہ مین جو لکھا ہی اوسکا خلاصہ یہہی کہ دین
کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور اونکی اصحاب کے
روایتون کو جن کر ناسخ کو منسوخ سے اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کر کی تحقیق اور
تاویل فرما کی آپس مین اونکی موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہے
عوام مسلمانون بلکہ عالمون کو اس زمانی کی وہ قوت اور طاقت کہان ہی کہ یہہ
کام اون کی ہاتہہ سی نکلی انکی راہ یہی ہی کہ مجتہدون کی پیروی کرین اور
اونکی طریقی پر چلین ترجمہ تمام ہوا اور بعضی علمائی مولانا شاہ عبد العزیز قدس
سرہ کی روایت سی یون لکھا ہی کہ چارون مجتہدون نی جو فرمایا ہی کہ جو کوئی
ہمارے قول کو برخلاف حدیث صحیح کی پاوی تو چاہی کہ وہ حدیث پر عمل کرے
کہ فی الحقیقت ہمارا مذہب یہی ہی تو یہہ کہنا اونکا ان کی زمانی سی علاقہ رکھتا ہے
کیونکہ ان کی بعد اجتہاد جائز نہ تقلید لازم ہوی اس لئی بعد انکی جتنی علما گذرے
باوجودیکہ اُن کو مسایل کی نکالنی کی قوت اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور فقیہون کی اختلاف کی شناسائی حاصل تہے پہر بہی وہ اجتہاد کی راہ
نہ چلی اسی واسطی کہ جیسی سمجہہ کی مضبوطی اور غور کی قوت اور دل کی
سنہرای اور قلب کی روشنی اور بی طمعی اور نیت کی درستی اور خواہش

کسی امام مجتہد کے اوسپر واجب ہی اور اوسکو قرآن اور حدیث پر عمل
کرنا موافق اپنے سمجھ کے درست نہین لیکن یہہ معلوم کر لینا ضرور ہے
کہ مراد مجتہد سی وہ شخص ہی کہ جس سے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہوا اور
سب فاضلون کے نزدیک اجتہاد اسکا مقبول ہوا اور اوسکا مذہب
نقل تواتر سے منقول ہو سو ایسی یہی چار امام ہین کہ مشہور ہین تمام اہل
شرق اور غرب مین اور سب اہل عجم اور عرب کا ان کی اجتہاد پر اجماع
ہی اور بہت سی علمای کرام اور اولیای عظام کہ ان کی بعد گذرے انہین
چار مین سی ایک کی تقلید مین گذرے کئی اور اونکی ہوا اور کسی مجتہد کے مذہب
پر اجماع علما کا اور اتفاق مسلمین کا نہین ہی اور نہ کسی کا مذہب تواتر
سے مروے ہے جیسا کہ تفصیل ان باتون کی جواب مین سوال سابق
کے مذکور ہوئی نہ وہ شخص کہ خود دعوی اجتہاد کا رکہتا ہو یا بعضے جاہل
یا بعضی فاضل خوشامدی یا بعضی مرید یا شاگرد معتقد سے یا اپنے زعم
سی اوسکو مجتہد کہتی ہون تو ایسی کی تقلید ہرگز جایز نہین ہی دلیل اس
حکم کی بہت سی کتابون مین لکہی ہی اختصار کی واسطی چند کتابون کی لکہا جاتا ہے
کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی اَلْعَامِیُّ اِذَا سَمِعَ حَدِیْثًا لَیْسَ لَہٗ اَنْ
یَّاْخُذَ بِظَاہِرِہٖ بِحَیْثُ اِذَا اَنْ یَّکُوْنَ مَضْرُوْفًا عَنْ ظَاہِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بِخِلَافِ
الْفَقِیْہِ یعنی عامی جب سنی کسی حدیث کو تو جایز نہین ہی کہ اس حدیث کے
ظاہر سے جو سمجہا جاوی اسپر عمل کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہر معنی اسکے
مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بخلاف فقیہ کی یعنی حکم مجتہد کے کہ یہہ شبہ اور گمان
دہان نہین ہی اس واسطی کہ مجتہد خوب تحقیق کر کے حکم دیتا ہے اور اسے

ان چار کی سوا دوسرا اینا مذہب کسی نے نہ نکالا اور شاید کسی نے نہ نکالا ہو تو بسبب
اجماع علما دین دار کی اور مدد سی بادشاہ دین پناہ کی جاری اور رواج ہوئے
پایا خلاصہ اونکی عبارت کا تمام ہوا اور فتوی مین علما حرمین شریفین کی ہی
وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِعَاقِلٍ اَنْ يَّخْتَارَ فِي الدِّيْنِ طَرِيْقَةً اِلَّا مَا ارْتَضَاهُ
السَّلَفُ وَالْخَلَفُ وَتَوَاتَرَ رِوَايَتُهٗ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ فِيْ كُلِّ
عَصْرٍ عَلٰى حَقِّيَّةِ ذٰلِكَ وَلَمْ يُوْجَدْ مُتَّصِفًا لِذٰلِكَ اِلَّا مَا اجْتَمَعَ
عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنْ حَقِّيَّةِ الْمِلَّةِ اَهْلِ الْاَرْبَعَةِ عَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ
وَتَلَقَّتْهُمُ الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ وَاَمَّا مَا لَمْ يَنْقُلْ مُتَوَاتِرًا وَلَمْ يَجْمَعْ
عَلٰى حَقِّيَّتِهٖ وَلَمْ تَتَلَقَّهُ الْاُمَّةُ كُلُّهَا بِالْقَبُوْلِ فَلَا يُلْتَفَتُ اِلَيْهِ
وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ حاصل یہہ ہی کہ لایق نہین ہی کسی عاقل کو کہ اختیار کرے
دین مین کسی طریقہ کو مکروہ طریقہ کہ پسند کیا ہو اوسکو اگلی علما اور پچھلی صلحانے
اور روایت اوسکی تواتر سی نقل ہوئی ہو اور حقیت اوسکی اجماع سے علما کے
ہر زمانہ مین ثابت ہوی ہو اور ایسا کوی مذہب نہین پایا گیا مگر یہی چار مذہب
کو سب علمانی اونکی حقیت پر اجماع کیا ہی اور تمام امت نے اونکو قبول کیا ہی اور جو مذہب
کہ تواتر سی منقول نہین ہی اور علمانی بہے اوس کے حقیت پر اجماع نہین
کیا ہی اور سب مسلمانون نی بہی اوسکو قبول نہین کیا ہی تو اوس کے طرف التفات
اور اوسپر اعتماد نکیا جاویگا یعنی ایسا مذہب تقلید کی قابل نہین **چوبیسوان سوال ج**
کوی اجتہاد کا رتبہ نرکہتا ہو اوسکو واجب ہے کہ کسی ایک مجتہد کی ان چار
مجتہدون مشہورون مین سی پیروی کری یا اوسکو جایز ہی کہ قران اور
حدیث مین جیسا پاوی ویسا عمل کری **جواب** تقلید یعنی پیروی کرنے

اور جس قول کو اونکی اپنی رائے نہین
حدیث صحیح اور سنت مشہورہ
کی بخلاف پاتی ہین اونہین
کی کی مطابق چھوڑ دی ہین او
اس قدر ترک تقلید مجتہد کی
حق مین خلاف دی نہین کہی
بلکہ تقلید کی کہی ہین لوگ
عرف مین لوگ اوسکو خلاف

فرمایا ہی فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی سوال کرو امور دین کو جاننی والون سی اگر تم نہین جانتی اور تحریر ابن ہمام کی اور تیسیر شرح جامع صغیر مین ہی اَمَّا غَيْرُ الْمُجْتَهِدِ الْمُطْلَقِ يَلْزَمُهُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ التَّقْلِيْدُ وَاِنْ كَانَ مُجْتَهِدًا فِيْ بَعْضِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ اَوْ بَعْضِ الْعُلُوْمِ یعنی جو کوئی مجتہد مستقل نہو اگرچہ بعضی مسئلہ فقہیہ مین یا بعضی علم مین وہ اجتہاد کی طاقت رکہتا ہو تو اوسکو ضروری ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے اور اشباہ مین ہی اَلْفُنُوْنُ فِيْ حَقِّ الْعَامِيْ بِمَنْزِلَةِ الْاِجْتِهَادِ فِيْ حَقِّ الْمُجْتَهِدِ یعنی مرد جاہل کو اجتہاد کا رتبہ نہین رکہتا ہی اوسکو مجتہد کی فتوی پر عمل کرنا واجب ہی جیسا کہ مجتہد پر اپنی اجتہاد کی موافق عمل کرنا واجب ہی مولانا عبد العزیز مرحوم نی تفسیر مین سورہ بقر کی ایہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی تفسیر مین لکہا ہی کہ کسا نیکہ اطاعت انہا بحکم خدا فرض ہت شش کردہ اند ازان جملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقایق طریقت ایشان را میسر ہست فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ جن لوگون کی اطاعت خدائی حکم سی فرض ہی وہ چہ گروہ ہین اوسمین سی ایک گروہ شریعت کی مجتہد اور طریقت کی مشایخ ہین کہ حکم انکا بہی بطریق واجب مخیر کی لازم ہی عوام امت پر اواسطی کہ شریعت کی اسرار اور طریقت کی اطوار انکو معلوم ہین جیسا کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سوال کرو شریعت کی احکام کو عالمون سی اگر نہین جانتی ہو تم اور مولانا شیخ عبد الحق نی شرح سفر السعادت کی ۲۸ صفحہ مین لکہا ہی چون وحدت وجہ در مذہب قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را رسد کہ چون حدیث صحیح مخالف مذہب خود در نظر آید مذہب را بگذارد و عمل بحدیث کند یا نرسد

کفایہ کی کتاب الصوم میں ہی اِنَّ الْمُفْتِیَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّنْ یُّوْخَذُ مِنْہُ الْفِقْہُ وَیُعْتَمَدُ عَلَیْہِ فِی الْبَلْدَۃِ فِی الْفَتْوٰی وَاِذَا کَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ فَعَلَی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُہٗ وَاِنْ کَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَاَ فِیْ ذٰلِکَ وَلَا یَعْتَبِرُ بِغَیْرِہٖ ھٰکَذَا رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَابْنُ رُسْتُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ وَبِشْرٌ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی لایق یہی ہی کہ مفتی ایسا شخص ہو کہ جس سی لوک سب مسئلہ فقہ کا پوچھی ہون اور علم فقہ کو سیکھتی ہون اور اوس شہر مین اوسکی فتوی پر اعتماد رکھتی ہون اور مفتی جب اس طرح کا ہو تو عامی پر پیروی اوسکی واجب ہے اگرچہ مفتی خطا بھی کرے اور عامی اوسکی پیروی کی سوا اور کچھہ اعتبار نکری یعنی جو مفتی اس طرح کا نہو تو اوسکے پیروے نکریے روایت کیا اس بات کو حسن نے امام ابوحنیفہ ہی اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشر نے ابی یوسف سے اور تقریر شرح تحریر مین ہی لَیْسَ لِلْعَامِیِّ الْاَخْذُ بِظَاھِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ کَوْنِہٖ مَصْرُوْفًا عَنْ ظَاھِرِہٖ اَوْ مَنْسُوْخًا بَلْ عَلَیْہِ الرُّجُوْعُ اِلَی الْفُقَھَاءِ لِعَدَمِ الْاِھْتِدَاءِ فِیْ حَقِّہٖ اِلٰی مَعْرِفَۃِ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ وَسَقِیْمِھَا وَنَاسِخِھَا وَمَنْسُوْخِھَا فَاِذَا اعْتَمَدَ کَانَ تَارِکًا لِلْوَاجِبِ عَلَیْہِ یعنی عامی کو حدیث کی ظاہر کی موافق عمل کرنا درست نہین ہی شاید اوسکی ظاہر یعنی مراد نہون یا وہ منسوخ ہو بلکہ کسی مجتہد کی پیروی کرنی اوسپر واجب ہے اسواسطی کہ اوس عامی کو معلوم نہین ہی کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی غیر صحیح ہے اور کون ناسخ اور کون منسوخ ہے پھر ایسا شخص جب اپنی فہم پر اعتماد کر کی کسی حدیث پر عمل کری تو اوسپر جو واجب ہے اوسکو چھوڑنیوالا ہوا یعنی اس واسطی کہ اللہ تعالی نے

عوام مسلمانون کو بلکہ اس زمانہ کی عالمون کو وہ قوت اور طاقت کہان ہے
کہ یہہ کام انکی ناتون سی نکلی اون کی راہ یہی ہی کہ مجتہدون مین سی ایک کے
پیروی کرین اور اونکی طریقہ پر چلین سوا اسکی اور کچھہ تدبیر اور سبیل نہین
ہی یعنی اس زمانی کی لوگون کو اس قدر لیاقت نہین ہی کہ اپنی تحقیق سے
ناسخ کو منسوخ سی تمیز دین اور صحیح کو غیر صحیح سے فرق کرین اور حدیث
مجمل کے تاویل کرین اور اگر دو حدیث مین اختلاف ہو تو بطبیق یا ترجیح
دین اسواسطے کسیکو جایز نہین ہی کہ حدیث مین جو پاوی ویسا عمل مین لاوے
بلکہ یہی فرض ہی کہ کسی مجتہد کی تقلید کری اور اپنی سمجھہ کی موافق قران
اور حدیث پر عمل نکری اور فتوی مین علماء حرمین شریفین کی لکھا ہے
الْاِجْمَاعُ قَدْ حَصَلَ عَلَى حَقِّيَّةِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَتَخَلَّفَ
ذٰلِكَ فِيمَا سِوَاهَا وَاَنَّ الْاُمَّةَ جَمِيعَهَا قَدْ تَلَقَّتِ الْمَذَاهِبَ
الْاَرْبَعَةَ بِالْقَبُولِ وَلَمْ يَحْصُلْ ذٰلِكَ لِغَيْرِهَا وَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلٰى مَنْ لَمْ يَعْلَمْ طُرُقَ الْاِجْتِهَادِ وَلَمْ يَعْلَمْ مَا كَانَ
عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّحَابَةِ عَنْ اَفْوَاهِهِمْ وَاَفْعَالِهِمْ
اَنْ يَسْاَلَ وَلَا يَعْمَلَ اِلَّا بِمَا يُفْتِيهِ الْمُفْتِي مِنَ الْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ
لِعَدَمِ الْحُجَّةِ فِيمَنْ سِوَاهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ
اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ اجماع علما کا حق ہوئی پر ان چار مذہب کی ثابت ہوا
ہی اور ان چار کی سوا اور کسی مذہب پر اجماع نہین ہوا اور بیشک سب امت نے
ان چارون کو قبول کیا ہی اور انکی غیر کو مقبول نہین کیا اور بیشک خدای
تعالی نی اس شخص پر کہ اجتہاد کی طریقی کو نجانی اور جو کچھہ صحابہ نے

دریجا اختلافی در روش پیشینیان و پسینیان رفته گوید که مقتدای حقیقی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم است و دیگران همه تابع وی و چون به یقین معلوم شود که او
فرموده است در پی دیگری رفتن معقول نبود و این طریقه متقدمان است اما
درین روزگار پس این کار صورت نه بندد و جهه مجتهدان دین احادیث و آثار را
تتبع نموده و ناسخ را از منسوخ صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل فرموده و
تطبیق و توفیق میان انها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای
ایشان را درین روزگار این قوت و طاقت کجا هست که این کار از دست ایشان
آید ایشان را جز متابعت مجتهدان کردن و در پی ایشان رفتن سبیلی نبود و چاره
نی خلاصه اسکایه ہے کہ جب اجماع سی علما کی یہہ بات قرار پائی کہ ایک مذہب کو
اختیار کرنا ضروری تو ہر تابع کو کسی مجتہد کی پہنچتا ہے کہ جب کوئی حدیث
صحیح اپنے مذہب کی خلاف اوسکی نظر مین گذرے تو اپنی مذہب کو چھوڑے
اور اوس حدیث پر عمل کری یا نہین تو اس مین درمیان متقدمین اور
متاخرین کی اختلاف ہی متقدمین یون کہتی ہین کہ پیشوای حقیقی تو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور دوسرے سب تابع اونکی پھر جب یقین معلوم ہو
جاوی کہ یہہ کلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو پھر دوسری کی پیروی
کرنی معقول نہین ہے لیکن اس زمانہ مین یہہ کام بن نہین پڑتا یعنی حدیث
پر عمل کرنا نہین ہو سکتا ہے کیونکہ دین کی مجتہدون نی پیغمبر خدا صلے
اللہ علیہ وسلم کے حدیثون کو اور اونکی اصحاب کے حکمون کو چھانکر ناسخ کو
منسوخ سی اور صحیح کو غیر صحیح سی جدا کرکے تحقیق اور تاویل فرمایا ہی
پھر اونکی اس مین موافقت اور مطابقت دیکر ایک مذہب مقرر کیا ہی

اور لکا اونکی لمان سی ہی اور دعوی بی دلیل ہی اور کسی مجتہد کی مقلد کو اس
بات کی ہروی کرنی درست نہین ہی اسواسطی کہ ان دونون کتابون کا
صحیح ہونا نہین ہی مگر اس لحاظ سی کہ بخاری سے اور مسلم نے جن شرطون کو
کہ راویون مین اعتبار کی ہین وہ سب شرطین اونکی تالیف مین موافق ان
حدیثون کی راویون مین پائی گئی ہون اور شک نہین ہی اس بات مین
کہ بخاری اور مسلم کے کہنی سی کہ وہ سب شرطین اون راویون مین مجمع تہین یقین
ہی نہین ہو سکتا ہی کہ واقع مین ہی ویسا ہی ہو لیونکہ جایز ہی کہ حقیقت مین
ویسا نہو کیونکہ ہو سکتا ہی نہ کسی راوی کی ذاہر حال کو دیکہہ کر اونہون نے
مثلا عادل سمجہا ہو اور وہ راوی عادل نہ تہا یا کسی کے دیکہنی سی انکا سوا ل گئی کہ مسلم
نے اپنی کتاب مین بہت سے لوگون کی روایت لی ہی کہ ان راویون مین مجہہ
خلل اور نقصان تہا اور ویا ہی صحیح بخاری کا بہی حال ہے تو اعتماد
راویون کی احوال مین علمای مجتہدین کی فرمانی پر ہے اور اسی طرح حدیث
کی صحیح ہونی مین اور ضعیف ہونیمین بہی مجتہد کے قول کا اعتبار ہے
یعنے مقلد کے حق مین وہی راوی معتمد ہی کہ جسکو اوسکی امام نی معتمد کہا
ہو اور اوسکی حق مین وہی حدیث صحیح ہے جسکو اوسکی امام نے صحیح
فرمایا ہو تو پہر جایز ہی کہ کوی حدیث سوای ان دو کتابون کی اور کسی
کتاب مین ہو جو اوسکی امام کی نزدیک صحیح اور معتبر ہو ان کتابون کے
حدیث کی نسبت یا غالب ہو اوس پر اور زیادہ معتبر ہو اوس سی سو خلاصہ
اس کلام کا یہہ ہی کہ ہر حدیث کی صحیح ہونی مین مجتہدون کی قول پر
اعتماد ہے محدثون کی نہین یعنی جو شخص جس مجتہد کا مقلد ہو پہر اوس نے

فرمایا ہی اور کیا ہی اوسکو بہی نجانی نہی واجب کیا ہی کہ شرعی حکمون کو سوال
کری اور عمل نکری مگر اوس چیز پر کہ فتوی دیوی کوئی مفتی مذہب سے ایک امام کے ان
چارون امامون سی کیونکہ ویسی شخص کے حق مین سوا اسکی اور کچہہ دلیل نہین ہے
فرمایا ہے اللہ تعالے نی پہر سوال کرو اہل علم سی اگر تم نہین جانتی اور شیخ
عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کی ۱۸ صفحہ مین لکہا ہے لکھتہ است
محقق حنفیہ شیخ کمال الدین ہمام کہ این ترتیب کہ محدثین در صحت احادیث
و تقدیم صحیح بخاری و مسلم قرار دادہ اند محکم است و جایز نیست روی تقلید
زیرا کہ اصحیت یکے از جہت استعمال رواۃ بر شروطی کہ اعتبار کردہ اند مر بخاری
و مسلم را و شک نیست کہ اجتماع شرایط راوی از حکم کردن بخاری و مسلم بآن جزم می
توان کرد چہ جایز است کہ در واقع خلاف آن باشد زیرا کہ تحقیق اخراج کردہ است
مسلم در کتاب خود از بسیارے رواۃ کہ سالم نیستند از جرح و ہمچنین در کتاب بخاری
جماعہ اند کہ تکلم کردہ شدہ است در ایشان پس مدار کار در حق رواۃ بر اجتہاد
علما و صواب دید ایشان باشد و ہمچنین در شروط صحت و ضعف پس جایز است
کہ صحیح تر در ایشان حدیثی در غیر کتابین کہ معارضہ کند مافی الکتابین را
یا راجح ابدیران و حاصل این سخن آنست کہ اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمہ مجتہدین
و اکابر سلف است و چون ایشان حدیثی را تلقی بقبول کردہ و عمل بدان نمودہ
پس انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علماء محدثین کہ مشہور اند جایز نباشد و الزام
ایشان بحکم این جماعہ تحکم و مکابرہ است خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہے کہ محدث محقق
ابن ہمام نی کہا ہی کہ محدثون نی جو ترتیب دی ہی کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم زیادہ
صحیح ہے اور کتابون سی اور یہہ دونو مقدم ہین اور کتابون پر تو یہہ کہنا

اور اونکی جمع کے اعتبار سے مجتہدون پر اعتراض کرنا درست نہین ہوسکتا
ہی اور محدثون کی قول کے اعتبار سے مجتہدون کے تقلید سے
پھرنا درست نہین ہے جیسا کہ ابن ہمام کے کلام سے منقول ہوا اور
حاصل ان دونون عبارت شرح سفر السعادت کا یہہ ہی کہ امام ہمام ابن
ہمام محدث نی کہا ہی کہ جس حدیث کو بخاری اور مسلم یا اور کوی محدث اونکی
مانند نے صحیح کہا ہو یا اپنی کتاب مین داخل کیا ہو تو ہم حنفیون کو تقلید
کرنے اوسکی درست نہین ہی اور اسی طرح جس حدیث کو اونہون نے
ضعیف کہا ہو تو ہمکو پیروی کرنے اوسکی جایز نہین ہی اس واسطے
کہ حدیث کی صحیت اور ضعف راویون کی حال کے لحاظ سی ہے
اور بہت سی راوی ہین کہ اختلاف کیا ہے لوگون نی اون مین بعضے
محدثون نی اونکو عادل سمجہا ہے اور بعضے دوسری نی اونہین غیر
عادل ٹہیرایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ جس راوی کو اون محدثون نے
عادل کہا ہے وہ شخص ہمارے امام کی تحقیق مین غیر عادل ہو اور
اسی طرح جس راوی کو اونہون نے غیر عادل گمان کیا ہے ہمارے
امام کے تالاش مین وہ عادل نکلا ہو پس اب اعتماد نہین ہمکو مگر اس
چیز پر کہ ہمارے امام نے کہا ہے پھر جب کہ ہمارے امام نی ایک حدیث
کو قبول کرکے عمل فرمایا ہے تو ہمارے حق مین وہی حدیث واجب
العمل ہے اور دوسری حدیث اوسکی مخالف جسکو اون مشہور محدثون
نے روایت کیا ہی اور اپنی کتابون مین درج کیا ہی تو کسی کو مقلد ہو یا
غیر مقلد اوس حدیث پر امام پر اعتراض کرنا جایز نہین ہی اور اون کے

امام نے جس حدیث کو صحیح کہا ہو اوس کی حق مین وہی حدیث صحیح ہے
دوسرے کی قول پر اعتماد نہین تو پھر جب کسی مجتہد نے کوئی حدیث قبول
کرلے اور اوس پر عمل فرمایا تو پھر حدیث سے اون محدثون کے جو لوگون
مین مشہور ہین اعتراض کرنا مجتہد پر جایز نہین ہے اور مجتہد کو الزام
دینا محدث کے قول کی محض بیجا اور دعوی بی دلیل یعنی جب کسی مجتہد نے ایک
حدیث کو روایت کرکے اوس کے موافق عمل کیا تو اب اوسکی مقابل مین
اور کسی حدیث ہی جسکو کسی محدث نی روایت کیا ہو اعتراض کرنا جایز نہین
اور اوس حدیث کو چھوڑنا اور اوس مجتہد کے تقلید سے پھرنا اور اوس
کے مقابل کی دوسری حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہے اور شرح سفر
السعادت کی ۳۳ صفحہ مین ہی نزد قدمای ایمہ مجتہدین وکبرای ایشان علمے
واوزار حدیث ومعرفت جرح وتعدیل وتنکیر وتعلیل وتطبیق وتاویل وناسخ و
منسوخ بود کہ الزام ایشان بہ تقلید ومتابعت احکام واقوال علمای متاخرین
ازاہل حدیث نتوان کرد واز حیطہ ضبط وربط احکام مجتہدین نتوان عدول
کرد برطبق کلامی کہ از شیخ ابن ہمام نقل یافت خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اکلے
مجتہدون یعنی ان چار امامون مین حدیث کا علم کامل تہا اور حدیث صحیح
اور ضعیف وغیرہ کی تمیز امین بڑے کامل تہے یعنی حدیثون کا احاطہ
اور تلاش مین اور ہر حدیث کی حال دریافت کرنمین جسقدر ان چار امامون
کو علم اور امتیاز تہا ان محدثون مشہورون کی تئین اس قدر تو علم نہانہ امتیاز
تہا تو پھر ان مجتہدونکو الزام دینا جایز نہین ہے قول سے ان محدثون
کی اور حکم کرنے سے اون جماعت کی یعنے محدثون کی تحقیق کے لحاظ سے

درہا اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و دری دیگر کرفتن عبث و یاوہ باشند و کارخانہ
عمل را از ضبط و ربط بیرون افکندن و از راہ مصلحت بیرون افتادن است و
اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد ہم از مذہب واحد مختار روایتی کہ دلیلش
احسن و قوی و فائدہ اش اعم و اتم و احتیاط دران اکثر و اوفر بود اختیار کند و بر
رحضت و مسامحہ و حیلہ اندوزی نزدد و این طریقہ متاخرین است و شک نیست
کہ این طریقہ محکم تر و مضبوط تر است ترجمہ فی الحقیقت مذہب حق اور منزل
مقصود کی پہنچنی کی راہ اور دین کی کہر مین آنی کا دروازہ یہی چار مذہب
ہی جس کسی نے کہ ان راہون مین سی ایک راہ کو اور ان دروازون مین سے
ایک دروازہ کو اختیار کیا تو پھر دوسری راہ پر چلنا اور دوسرے دروازہ
مین در آنا بی فائدہ اور بیہودہ ہی اور عمل کی کارخانہ کو انتظام اور رونق
سی بگاڑ دینا ہی اور دین کی مصلحت اور خوبی سی دور پڑنا ہے اور جو کوئی
چاہی کہ بقوی اور احتیاط کو اختیار کرے تو ایک مذہب کو ان چار سے
اختیار کرکے اوس مین جو روایت راجح اور غالب ہو اور دلیل اوسکی زیادہ
قوی ہو اور فائدہ اوس کا کامل ہو اور احتیاط اوس مین زاید ہو
اوسی کو اختیار کرے اور اوس مذہب مین جو روایت ضعیف ہو بار حضت
کی ہو اوسکو بلا ضرورت اختیار نکری اور حیلہ بازے اور فریب سازی اور
فاد پردازی نکرے اور یہی طریقہ متاخرین علما کا ہی اور شک نہین ہے
کہ یہہ راہ بڑی سیدہی اور استوار اور خوب مضبوط و ہموار ہی اور اوسے
شرح سفر السعادت کے ٢٧ صفحہ مین ہے قرار داد
علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تحقیق مذہب

مقلد کو اوس حدیث پر عمل کرنا اور اپنی امام کی تقلید سے رجوع کرنا درست
نہین اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۲۶ صفحہ مین لکہا ہے آین چہارتن از
امامان دین و مقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط احادیث و اقوال صحابہ و سلف
و تطبیق و توفیق میان انہا نمودہ و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کردہ
و نہایت بذل مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس و اجتہاد
از نصوص کتاب و سنت نمودہ اند غیر مجتہد را جز تابع ایشان بودن چارہ
و سبیلی نیست و مشایخ طریقت و بزرگان ایشان ہمہ برین مذہب بودہ اند پس
اگر انہا نیکہ از ایشان بپایہ اجتہاد نرسیدہ موافق یا مخالف ایشان برائے
خود اجتہادے می نمودہ باشند واللہ اعلم خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ ہمیشہ
مجتہد دین کی امام اور ملت اسلام کی پیشوا ہین کہ اونہون نی پیغمبر خدا کے
حدیثون کو اور اصحاب کے آثار کو جمع کر اور اون سب کے میان موافقت اور
مطابقت دی اور بیان اور تاویل فرماکر اور ناسخ کو منسوخ سے جدا کرنیمین
کوشش و جانفشانی اور مشقت و حیرانی اوہنا سُرع کے حکمون کو اور انکی
دلیلون سی چنکہ خلاصہ ہر ایک کا کیا ہے غیر مجتہد کو سوائی پیروی کرنے
ان چار اماموں مین سی ایک کے اور کچہہ تدبیر نہین پڑتی ہی شریعت
کے علما اور طریقت کے اولیا ہے اسی مذہب پر رہی مگر ان لوگون مین سے
جسکا مرتبہ اجتہاد کو پہنچا ہو تو وہ اپنے اجتہاد کے موافق چاہے موخواہ
ان چار اماموں کی موافق ہو یا مخالف اور اوسی شرح سفر السعادت کے
۲۶ صفحہ مین ہے و باجملہ مذہب حق و طریق صواب منزل مقصود
ابواب و آمد خانہ دین این چہار است ہر کہ رای ازین راہا رود رفتہ

ومنکوه و مانند آن دلایل مذهب خود را تتبع و تفحص نموده جمع کردند و در احیاء
مذهب حنفی براه طعن و جرح رفتند و این بابی کوشه بتعصبی نخواهد بود و اگر انصاف
باحنفیه بی کوشه بتعصبی نیابند عفا الله عنهم نظر در کتب حنفیه که در دیار عرب مبسوط
است باید انداخت تا حقیقت حال منکشف گردد و مواهب الرحمن کتابی است
درین مذهب شارح او التزام کرده است که دلیل از آیات قرآن و احادیث
صحیحه بیارد و گفته اند که نزد وی چندین و قها بود که احادیث مسموعه خود را در آن
ضبط کرده و گفته اند که مشایخ او که از ایشان استماع حدیث کرده و در آن جماعتی
از صحابه که از ایشان شنیده از تابعین سه صد کس بوده اند و اینها که از وی
مسند کرده اند پانصد کس اند و مجموعه استاد وی در علم چهار هزار کس اند و
جمعی از ایشان بر ترتیب حروف تهجی جمع کرده اند و چون احادیث که امام شافعی بآن تمسک
نموده امام ابوحنیفه بدان تمسک نموده مردم گمان کرده اند که مذهب او
مخالف احادیث است و حال آنکه در نجا احادیث دیگر است صحیح تر و قوی
تر از آن که بدان اخذ و تمسک نموده و این معنی به تفصیل بیان کرده و اثبات
نموده اند ما اگر اینرا ذکر کنیم سخن دراز کرد و بالفعل ان مباحث موجود است
طالب حق را باید که بدان رجوع کند و فی الحقیقت مذهب حنفی جامع معقول
و منقول است و ما تا که در اغلب اوقات احوال عادت کرده ایم ان امام همام ان
بود که در تقسیم و تبیین مذهب خود بجهت رعایت طبایع عامه خلق که مجبول اند بر
تطابق معقول و منقول و تائید نقل به عقل اقتصار بر دلیل معقول کرده
و به قصد تسلیه و تشفیه طباع ایشان در کشف آن می کوشیدی والا اصل تمسک
و تعلق او بکتاب و سنت و اقوال سلف بود و خود صریحا در دیباچه کتاب خود گفته است که اجماع تمسک کنند و حال

است وضبط وربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود از اول بخیر است
ہر کدام را کہ اختیار کند صورت دارد ولیکن بعد از اختیار یکی بجانب دیگر
رفتن بی تو ہم سوء ظن و تفرق و تشتت در اعمال و احوال بخواہد بود قرار داد
متاخرین علما بر این است وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَفِيهِ الْخَيْرُ اجماع اور اتفاق علما کا اور
صواب دید انکا اس اخیر زمانی مین اس بات پر ہی کہ ہر کوی ان چار مذہبون مین
سی ایک کو اپنی حق مین معین اور خاص کر لیوی کیونکہ کاروبار کا انتظام
اور خیریت اور دین و دنیا کی مصلحت اسی صورت مین ہی ہر شخص ابتدائے
حال مین اپنی مختاری کہ جسکو ان چار مذہبون سی چاہی اختیار کر لے
لیکن ایک کو اختیار کرنی کی بعد پھر دوسری مذہب پر چلنا بد اعتقادی اور
بد گمانی سی خالی نہو گا اور عبادات اور معاملات کی باب مین تفرقہ اور انتشار
اور اختلاف واقع ہو گا علمای متاخرین کا اتفاق اسی بات پر ہی اور یہی
بہتر اور مختار ہے اور خیریت اور مصلحت اسی مین ہی دوسری مین نہین
اور اوسی شرح سفر السعادت کی ۶۸ صفحہ مین ہی در اذہان یعنی مردم چنان
درآمدہ کہ مذہب امام شافعی رح موافق احادیث است وسلوک طریقہ اقتداء
اتباع در مذہب ایشان بیشتر است و مذہب امام ابو حنیفہ مبنی بر رای و اجتہاد است
و مخالف احادیث این سخن غلط محض و جہل صریح است آخر نہ در اجتہاد حفظ اکثر
احادیث و حفظ احادیث رسول اللہ و معرفت اقوال سلف شرط است ولی آن در
نبی و چون قیاس و اجتہاد ان امام عظیم الشان اقدم و اسبق و مقرر و مسلم تمامت
است این گمان را مجال نبود مانا کہ سبب وقوع درین ورطہ آن بود کہ بعض
محدثین کہ در مذہب امام شافعی بودند در کتابہای کہ تصنیف کردند چنانچہ بصالح

اگر ازاد کرکنم بدرازی کشد و ابو حنیفه تقلید صحابی را در انچه صحابی باجتهاد خود کوید
واجب داند و شافعی گوید هم رجال و نحن رجالنا یعنی ما و ایشان در اجتهاد برابریم و هیچ
مجتهد ایمن مجتهد را تقلید مجتهد دیگر نرسد نقل است که امام ابو حنیفه رح فرمود که
عجب از مردم که مرا می کویند که وی فتوی برای خود میدهد و حال انکه من هرکز فتوی
ندهم مکر بانچه ما ثور و مروی است و امام حجت عبد الله ابن مبارک که از وی رض
نقل کرده که کفت انچه از حدیث رسول خدا صلی الله علیه وسلم آید فبالراس
والعین و انچه از صحابه رسیده نیز اختیار کنیم و از کفته ایشان نه برایم ولیکن چون
چیزی از تابعین بیاید ما و ایشان برابریم با ایشان مزاحمت کنیم و در تحقیق حق
بحث نمائیم خلاصه ترجمه آوسکا یہہ ہی بعضی لوکون کی کمان مین ہی کہ مذہب امام
شافعی کا احادیث کی موافق ہی اور حدیث کی پیروی اونکی مذہب مین زیادہ ہے
اور امام ابو حنیفہ کی مذہب کا مدار رای اور اجتہاد پر ہی یہہ کلام محض غلط ہی اور
صریح نادانی ہی کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کو جاننا
اور یاد رکہنا اجتہاد مین شرط ہی اور بغیر ان چیزون کی اجتہاد درست نہین ہے
اور جبکہ امام اعظم کا اجتہاد سب مجتہدون کی اجتہاد پر مقدم اور سابق ہی اور
سب علما اور مجتہدون کی نزدیک ثابت ہی اور تمام امت کا مقبول ہے
تو پہر یہہ کمان فاسد کا محل نہین ہی اور سبب اس کمان اور زعم کا یہہ ہے
کہ بعضی محدثین شافعی المذہب نے کتابین حدیث کی جو تصنیف کی ہین جیسا
مصابیح اور مشکوۃ اور اوسکی مانند تو اپنی مذہب کے دلیلین ڈہونڈہ کر اور
حدیثین جو اونکی مذہب کے موافق ہین جمکر جمع کیا ہی اور جو حدیث کہ
ابو حنیفہ کی مذہب کے موافق ہی اوسپر طعن اور جرح کیا ہے

شرط عمل بدان عدم ان اصول است و دلایل عقلی ایشان در حقیقت بر آن تایید
و ترجیح بعضی احادیث است بر بعضی بموافقت وی بر قیاس را و لابد از احادیث
انچه موافق بقیاس بود ارجح است نه انکه قیاس در مقابل نص کرده باشند و نیز
حلم به صحت و ضعف احادیث در زمان متاخر بر خلاف زمان سابق است
چه می تواند که حدیثی در زمان ایشان صحیح باشد بسبب اجتماع شرایط صحت
و قبول و در رواة که واسطه بودند میان ایشان و حضرت پیغمبر خدا صلی الله علیه
وسلم پس از ان از جهت رواة دیگر که بعد ازان آمدند ضعفی پیدا شد پس از
حکم متاخرین محدثین بضعف حدیثی لازم نیاید ضعف وی در زمان امام ابو
حنیفه رح و این نکته ظاهر است و امام اعظم بجهت غایت امتیاز و وفور فضل
و کمال مغبوط و محسود عالم بود و متاخرین شافعیه را چه گفته آید که بعض متقدمین
را نیز بانجناب حسد کونه نبود و در حقیقت هر که فاضل تر محسود تر شافعیان را این
حال است امام شافعی رح را به بینید که چه مدح وی و مدح اصحاب وی می کند و میگوید
اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ عِیَالٌ علی فِقْهِ اَبِی حَنِیفَةَ و انجا که تقلید و اتباع امام ابو حنیفه
با احادیث و اقوال صحابه است دیگر یه امنیت اصحاب ابو حنیفه رح همه متفق اند که
حدیث هر چند اسناد او ضعیف بود و مقدم تر و اولی تر از قیاس و اجتهاد است
و وی رض تا بحد ضرورت نرسد عمل بقیاس نکند و عمل بحدیث با قسامه از دست
ندهد امام شافعی قیاس را بر چندین از اقسام حدیث مقدم دارد و از اقسام
قیاس نیز جز بقیاس موثر عمل نکند و قیاس تناسب و قیاس شبهی و
و قیاس تروی همه نزد وی متروک و غیر معمول است و در
چندین مواضع قیاس را با احادیث ترک داده و امام شافعی عمل بقیاس کرده

اکثر اوقات مین یون ہتی کہ اپنی مذہب کے بیان مین صرف دلیل عقلی ذکر
فرماتی اس لئی کہ اکثر آدمیون کی طبیعت خوکر ہے اس بات پر نقلی بات کو
عقلی دلیل سے تطبیق دیتی ہین اور اگر کوئی امر نقلی اون کی عقل کے
موافق نہو تو اوس پہ خوب اعتقاد نہین لاتی اس جہت سے امام اعظم رح لوگون
کی تسلی اور تشفی کی واسطی مسئلہ کی دلیل کو عقلی وجہ سی ظاہر کرتی ہتی اور حقیقت
مین دلیل امام اعظم کے قران اور حدیث اور قول صحابہ سی ہتے اور فی الواقع
ہر مجتہد پر واجب ہے کہ حکم کسی مسئلہ کا جب تک قران اور حدیث اور اجماع مین
پایا جاوی تب تک قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہین ہے اور جب
کسی امر مین عملی تو بالضرورۃ قیاس سے حکم کری تو پہر ایسی امام کے طرف
کیونکر گمان ہو کہ بغیر تالاش کرنے قران اور حدیث اور اجماع کے قیاس سے
حکم دیا ہو اور دوسری بات یہہ ہی کہ عقلی دلیل امام کے حقیقت مین واسطے
ترجیح دینی بعض حدیث کو بعض حدیث پر ہتی یعنی جبکہ دو حدیث مین اختلاف
ہوتا ہتا اور ترجیح کسی کے کسی طور پر نہوتی ہتے تب امام اعظم جس حدیث
کو دلیل عقلی کے ساتہہ موافق پاتی اوسکو غلبہ دیتی ہتی اور یون نہ ہتا کہ
حدیث کی مقابل مین قیاس پر عمل کرتے نعوذ باللہ من ذلک اور تیسری بات
یہہ ہی کہ حدیث کا صحیح اور ضعیف ہونا اگلی زمانی مین اور پچھلی زمانہ مین
مختلف ہے بہت سے حدیثین ہین کہ متقدمین کی نزدیک صحیح ہین اور متاخرین
کے نزدیک ضعیف اور یہہ ہو سکتا ہے کہ جتنی راوی کہ درمیان امام
اعظم کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتے سب مین شرطین صحت
کے مجتمع نہین اسواسطی وہ حدیث صحیح ہوی پر اون کی زمانی کے

اور حقیقت مین یہہ سب تعصب سے باہر نہ تہا اور اکثر اون لوگون کی تعصب
اور بغض سے خالی نہین ہتی تو اس صورت مین چاہیئے کہ حنفی مذہب کے
کتابون مین جو عرب کے ملکون مین مشہور ہین نظر کی جاوی تاکہ حقیقت
ظاہر ہو جاوی کہ ہر مسلہ حنفی مذہب کا موافق قران اور حدیث کی ہے
جیسا کہ مواہب الرحمن حنفی مذہب مین ایک کتاب ہے کہ شارح اوسکا التزام
کرکی ہر مسلہ کی دلیل کو قران اور احادیث صحیح سے لایا ہے اور منقول
ہی کہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک کئی صندوق کتابین حدیث کی تہین کہ جن
حدیثون کو اونہون نے اپنے استادون سے سنا تہا اون کتابون
مین درج کیا تہا اور مروی ہی کہ اوستاد سب اونکی جنسی اونہون نی احادیث
سنی تہین سوای صحابہ کی تین سو تابعین تہے اور جن لوگون نی کہ امام سے
اونکی سند کو روایت کیا ہے پانچ سو تہے اور جب ایسا ہوا کہ امام شافعی رح
جن حدیثون سی دلیل لاتی ہین اور امام ابوحنیفہ رح اونسی دلیل نہین لاتی تو
لوگون نی گمان کیا کہ امام اعظم کا مذہب حدیث کی مخالف ہی اور حال
یہہ ہی کہ ان حدیثون کی سوا اور بہت سی حدیثین ہین کہ اونکی بہ نسبت
زیادہ صحیح اور بہت قوی ہین جن حدیثون سی امام اعظم رح دلیل لاتی
ہین اور اس بات کو لوگون نی بالتفصیل بیان کیا ہی اگر ہم اون سب
کو ذکر کرین تو کلام دراز ہوتا ہے بالفعل ہی وہ سب احادیث موجود ہین
طالب کو چاہی کہ ان سب حدیثون کی طرف رجوع لاوی تاکہ ان سب احادیث
مخالف کو دیکہہ کر شک اور شبہہ مین نہ پڑی اور حقیقت مین مذہب حنفی
جامع ہی دلیل عقلی اور دلیل نقلی کو اور عادت حضرت امام اعظم رح کے

حدیث کی اقسام پر قیاس کو ترجیح دیتی ہین اور امام اعظم صحابی کی تقلید کو جس
بات مین کہ صحابی نے اپنی اجتہاد سے کہا ہو واجب جانتی ہین اور شافعی کہتے
ہین کہ ہم اور صحابی برابر ہین وہ بھی مجتہد تھے اور ہم بھے مجتہد ہین
مجتہد کو تقلید کرنے دوسری مجتہد کے جایز نہین ہی اور امام حجت عبد
اللہ ابن مبارک نی امام اعظم رح سی روایت کی ہی کہ فرمایا ہی اما اعظم رح
نی کہ جو کچھہ حدیث مین آیا ہی اوسکو بسر و چشم ہم قبول کرتے ہین اور جو
کچھہ کہ اصحاب سے مروی ہوی ہی اوسکو بھی ہم اختیار کرتی ہین اور اوسی باہر
نہین اتی ہین لیکن جو کچھہ کہ تابعین ہی منقول ہو تو ہم اور وہ برابر ہین پہر
ہم بھے تحقیق کرین کی اور حق کو تالاش کرین کی **پچیسوان سوال**
جواب سی سوال سابق کے ظاہر ہوا کہ جبکا مرتبہ اجتہاد کا ہو تو ان چارون
اماموں مین سی ایک کی تقلید اوسپر واجب ہی اور اگر اوسکو کوی حدیث اوسکی
امام کی مذہب کے مخالف پہنچی تو اوس شخص کو اوسپر عمل کرنا جایز نہین ہی باوجود
اسکی کہ حضرت امام ابو حنیفہ رح نی فرمایا ہی اذا رویت قولی خلاف کتاب اللہ و سنۃ رسولہ صلے
اللہ علیہ وسلم یعنی جب کوئی حدیث ہمارے قول کے خلاف پاؤ تو اوسپر
عمل کرو اور ہمارے قول کو چھوڑ دو اور اسی طرحسی اور اماموں نی بھی فرمایا
ہی تو پہر وہ شخص اگر اس حدیث پر عمل نکری تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
قول پر بھی عمل نکیا ❀ اور امام کی حکم پر بھی نچلا اور دوسرے بات یہہ ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانی مین ہر ایک صحابی جیسی حدیث سنتی
ہتی عمل کرتے تہی یعنی صحابی مجتہد ہو یا عامی ہر ایک پر یہی واجب تہا کہ جو
حضرت فرماتی اپنی اپنی سمجھہ کے موافق عمل مین لاتی اور ایسا فرق نہین تہا

بعد راوی سب دوسرے ہوی اور واسطہ زیادہ ہوا تب پچھلی زمانی کی محدثون
کے نزدیک وہی حدیث ضعیف ٹہیری اس واسطی کہ اون محدثون سی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم تک واسطی بہت ہوی یعنی راوی سب اس حدیث کی اون
لوگون اور حضرت کی درمیان اکی سی زیادہ ہوئی اور اون سب راویون مین
شرطین صحت کے پای نہین گئین اس لئی محدثون نی اوس حدیث کو ضعیف کہا
اپنی زعم کی موافق پہر اکر کسی محدث نے جو امام اعظم کی سچی ہتی کسی کو ضعیف کہا
ہو تو اوس سی لازم نہین آتا ہی کہ امام اعظم کی زمانی مین بہی وہ حدیث ضعیف
ہتی اور جب کہ امام اعظم کو حدیث کا کمال امتیاز ہتا اور بڑا فضل و علم ہتا اکثر
لوگ اون پر حسد لیجاتی ہتی متاخرین شافعیہ کو کیا کہی بلکہ متقدمین کو بہی
اوس جناب کی ساتہہ حسد ہتا اور حقیقت تو یہہ ہی کہ جو کوی بڑا فاضل ہوتا ہے
تو ایک عالم کا محسود ہو جاتا ہی تعجب ہے کہ شافعیون کا تو یہہ حال ہی اور پیشوا انکے
امام شافعی رح کو دیکہا چاہی کہ کس قدر تعریف امام اعظم اور اونکی اصحاب
کی کرتی ہین اور کہتی ہین اَلنَّاسُ عِیَالٌ عَلٰی فِقْہِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی لوگ
اعتماد کرنی والی ہین ابو حنیفہ کی فقہ پر اور تابع اور پیرو ہین اونکی اور امام
اعظم کو جس قدر تابع داری اور پیروی احادیث اور اقوال صحابہ کی ہتی
دوسرے مجتہدون کو نہ ہتی اور اصحاب امام ابو حنیفہ کی سب متفق ہین اس بات پر
کہ حدیث ہر چند ضعیف بہی ہو تو قیاس پر مقدم ہے اور امام اعظم رح
کا تو یہہ طور رہتا کہ جب تک ممکن ہوتا تو حدیث کو ہاتہہ سے نہین
چہوڑتے آخر کو ضرورت کی وقت مین جب کوئی حدیث
معتبر نہ ملتی تب لاچار قیاس پر عمل کرتے اور امام شافعی رح بہت سی

حکم رسولخدا کا ہی اور دوسرا امر ہی پایا جاتا تہا اسواسطی کہ حضرت علیہ السلام ہر ایک
کو اوسکی سمجہہ کے موافق حکم فرماتی تہی کہ کسی طرح سی اونکو شبہہ باقی نرہتا تہا
جیسا مشہور ہی کہ حضرت نی خود فرمایا ہی نحن معاشر الانبیاء امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولھم
بات کرو لوگون کی سماجہہ اونکی سمجہہ کے موافق یعنی لوگون سی بات اس انداز
سی کرو کہ اونکی دریافت مین آجاوی پہر اگر کوی شخص لایق اور ذہین ہوتا تو
اوسکو اجمال اور کنایہ سی فرماتی اور اگر ایسا نہوتا تو حسب حال اوسکی خوب واضح
کرکی ارشاد کرتے کہ اوسکو کچہہ شبہہ نرہتا جیسا کہ مشکوۃ شریف کی کتاب العلم
مین ہی عن انس رض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم
بکلمۃ اعادھا ثلثا حتی یفہم عنہ یعنی انس رض نی کہا ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوی بات فرماتی تو تین بار ارشاد کرتی تاکہ
بی شبہہ خوب سمجہا جاوی اور اگر کوی کلام مبہم ہوتا تو وہ شخص مخاطب اپنے
حال کے قرینی سی یا حضرت کی حال سے یا اور بعضی لوگون کی حال سی یا اپنی
سوال کی قرینی سی یا حضرت کی کلام کے سیاق سی یا اور لوگون کی گفتگو کے
روسی حضرت کی مراد سمجہہ لیتا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی مثال اوس کے
آگی مذکور ہوگی اور بعضا کلام ظاہر کی خلاف ہوتا تہا کہ ہر کوی اوس کے کنہہ
کو نہین پہنچتا تہا بلکہ وہ صحابی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
اکثر حاضر رہتی تہی اور حضرت کی عادات سی خوب واقف ہتی اور آپ کے
صحبت کے تاثیر کے سبب اون کی دل مین صفای اور روشنی ہوگئی تہی
کہ سخن کی تہہ کو پہنچتی ہی اور حضرت کی مراد اور غرض کو خوب دریافت
کرتے تہے جیسا کہ حضرت عائشہ رض کا حال تہا اور نمونی کی واسطی اوسکی

که جو کوی مجتہد ہوتا تو وہ حضرت کے فرانی کی موافق اور اپنی دریافت کے مطابق عمل
کرلیتا اور جو کوئی مجتہد نہوتا تو حضرت کے قول کو چھوڑکر اور کسی صحابی جو مجتہد
تہی مثلا ابوبکر یا عمر اونکی تقلید کرتا تو بہر اسمین کیا سری کہ اس زمانی مین اگر
کوی شخص غیر مجتہد جب کوی حدیث معتبر کتاب مین پاوی یا کوی معتمد عالم سے
سُنی تو اوسکو اوسپر عمل کرنا جایز نہووی بلکہ کسی مجتہد کے تقلید اوسپر واجب ہو

جواب باللہ التوفیق ومنہ التحقیق پہلی جانا چاہی کہ کوی حکم حدیث کی رو سے
جو کسی کے حق مین ثابت ہوتا ہی تو اوس مین تین چیز ضروری یعنی ہر شخص جب تک
تین چیز کو نجانی تب تک کوی حکم کسی حدیث سی اوسکی حق مین ثابت نہین ہوتا پہلا
جاننے کہ یہہ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دوسرا جانی کہ مراد اس حدیث
سی کیا ہی یعنی اوس کلام سے جو غرض ہو اوسکو سمجھی تیسرا جانی کہ یہہ حکم
ہم پر ہی یعنی اس حکم مین ہم ہی داخل ہین دوسرون کی واسطی خاص نہین ہے
کیونکہ اگر کوی ان تین باتون سی ایک بات کو نجانی کا تو اوسکی حق مین وہ ثابت
نہوگا مثلا اگر حضرت کے کلام ہو نہمین شک ہو جیسا کہ کوئی حدیث فاسق یا کافر
سی سُنے تو وہ حکم ثابت نہین ہوتا ہی اور ایسا اگر کسی حدیث کے مراد کو نہ سمجھی
جیسا کہ حدیث مجمل تو جبتک مراد اوسکی نہ سمجھی گا تو کیا عمل کریگا اور اسے
طرح سے جب جانی کہ یہہ حکم مجھہ پر نہین ہی بلکہ دوسرون کی حق مین ہے جیسا
حکم منسوخ کہ اگلی مسلمانون کی حق مین تہا تو وہ حکم ہی ثابت نہتین ہوتا ہی جب یہہ باتین
معلوم ہوی تو جانو کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام جب کسیکو خطاب کرکے کوی حکم فرماتی
تہی تو اوس شخص کے حق مین یہہ تینون باتین پائی جاتی تہین پہلا امر تو ظاہر
ہی کہ جب کسی مسلمان نی حضرت کی زبان سی کوی حکم سنا تو بی شبہہ جانا کہ یہہ

متواتر اور حدیث متواتر مین ہر ایک راوی کا حال تحقیق کرنا اور ہر ایک کے عدالت
اور صداقت کو ثابت کرنا ضرور نہین ہی ہر ایسی روایت ہی اوس حدیث مین
یقین حاصل ہوتا ہی کیونکہ عادت جاری ہی کہ جب کسی بات کو اس قدر آدمی نقل
کرتی ہین تو سنتے ہی ہر ایک کو یقین اجاتا ہی مثال اوسکی بغداد کسی شہر کا نام
اور سکندر کسی بادشاہ کا نام اور اسی طرح ہی قران شریف کی کلام خدا ہونی پر ہم
لوگون کو جو یقین ہے تو اوسکا سبب سوا اسکی نہین ہی کہ نقل متواتر سی ثابت
ہی کہ حضرت عم نبی اوسکو خدای تعالی کا کلام فرمایا ہی پھر بعد حضرت کی جید بیلی صورت
متعذر ہوی تو یقین حاصل ہونیکی لئی ایک صورت تواتر کی باقی رہی پھر اگر اسکے
راوی اوس حدیث کی نہون تو ہرگز یقین حاصل نہو گا تو اب ہر حدیث مین اگر
اس طرح کا یقین حاصل ہونا متعذر ہی کیونکہ حدیث متواتر بہت تھوڑی ہی اس
واسطی اللہ تعالی نے گمان غالب کو یقین کی قایم مقام فرمایا ہی یعنی جب کسی کو گمان
غالب ہو کہ یہہ کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تو وہ حدیث اوس شخص کے
حق مین ثابت ہوگی اور گمان غالب جب حاصل ہوتا ہی کہ اوسکی راوی کا حال
خوب دریافت کری جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنْ اِبْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ
اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ رواہ مسلم
روایت ہی ابن سیرین سی کہا کہ یہہ علم دین ہی یعنی قران اور حدیث ہی دین اور
اسلام ہی سو خوب نگاہ کرو کہ کس شخص سے سیکھتی ہو دین اپنا یہہ کلام شاہ ہے
اہتمام اور احتیاط کرنیکی طرف دریافت کرنمین احوال راوی کی یعنی حدیث کی راوے
کو خوب تحقیق کیا چاہی کہ پرہیزکار دیانت دار راست گفتار نیک کردار ہو اور نہ
لیا چاہی حدیث کو ہر کسی سے جو کوی روایت کری خصوصا صاحب غرض جو

مثال اگی مذکور ہوگی اور اگر کلام ایسا مبہم ہوتا کہ مخاطب کسی طرح سمجھے نہ پوچھتا
تو وہ ثانیا پوچھنا جیسا کہ بہت سے حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نی اولا ایک
بات فرمائی پھر کسی صحابی نی پوچھا کہ یارسول اللہ اس سی کیا مراد ہی حاصل کلام
یہہ ہی کہ بعضا کلام حضرت کا مبہم اور خلاف ظاہر ہوتا تہا پر مخاطب اوس کے
مراد کو کسی ایک طور سے سمجھہ لیتا اور ان باتون کی تفصیل اور ہر ایک کی مثل
لکہنی مین کلام دراز ہوگا اس واسطی بیان مجمل لکہا گیا انشاء اللہ تعالی شرطون
کی بیان مین بطور نمونہ کی حال اور مثال اوسکا معلوم ہوگا اور تیسرا امر یعنی
اس بات کو جاننا کہ یہہ حکم ہم پر ہی یہہ بہی اوس شخص کے حق مین حاصل
ہوتا تہا اس لئی کہ جب حضرت نی اوسکو خطاب کر کی کوئی حکم فرمایا تو ظاہر ہی
کہ اوسکی حق مین اگر دوسری پر حاصل ہوتا تو اوسکو کیون فرماتی پھر بعد حضرت
کی ان تینون باتون کو جاننا بہت دشوار ہوا اس واسطی کہ پہلا امر یعنی یقین کرنا
کہ یہہ حدیث شریف ہی اور یقین اوسکو کہتی ہین کہ بغیر شبہہ اور بدون تردد
کے کسی چیز کو جاننا اور حدیث مین یقین حاصل ہونی کی دو صورت ہی ایک
تو یہہ کہ اپنی کان سی حضرت کی زبان مبارک سی سنی اور بعد انتقال حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے یہہ صورت اختیار سے جاتی رہی اور دوسرے صورت یہہ
کہ خبر تواتری سنے اور اسکی صورت یہہ ہے کہ نقل کرنے والے اوس حدیث
کی ہر زمانی مین اس قدر آدمی ہون کہ عقل ہرگز تجویز نکرے کہ اتنی لوگ سب کے
سب جہوٹہہ کہتی ہین اور خبر تواتر مین یہہ بہی ضرور ہے کہ ابتدا سے انتہا
تک ہر زمانی مین اور ہر طبقی مین اس قدر راوی ہون کہ ایک دوسرے برابر
سنتے چلی آتے ہون اور ایسی ہی نقل کو تواتر کہتی ہین اور ایسی حدیث کو

تنگ کیا بات لاچار ہوکر اقرار کیا کہ یعنی ان احمقون کو بنایا ہی اور غیبت میری جہتی
کیونکہ یعنی لوگون کو دیکھا کہ قران کی طرف کم متوجہ ہین اور دوسرے علوم کے طرف
مثل تواریخ اور فقہہ کی زیادہ مشغول رہتی ہین تو لوگون کو رغبت دلانی کی واسطے
یہہ حدیثین بنائین کہ ثواب کی رغبت سے یا اور کسی دنیاوی مطلب کے طمع سے
اگر قران پڑہین اور بیشتر تلاوت مین مشغول رہین اور سورتین یاد کرین اور اسی
طرح سی بعضی واعظ اچھی کام مین رغبت دلانی کی واسطے یا بری کام سی ڈرانے
کی لئی حدیث ضعیف بلکہ حدیثین وضعی بہی کہتی ہین باوجودیکہ جہوٹہہ بات
کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی ہر صورت مین اور ہر تقدیر
مین حرام ہی اور راوی مین ایک امر اور بہی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ فہم اور ضبط
اور حفظ یعنی جو کچہہ اوسنی سنا ہو خوب سمجہنا اور ضبط کرنا اور یاد رکہنا ہو اگر
اوسکی فہم مین نقصان یا احاطہ مین قصور یا قوت حافظہ مین کچہہ خلل ہوگا تو
اوسکی روایت پر بہی اعتماد نہوگا پہر جانو کہ راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین حاصل ہونی کا دو طریق ہی اول یہہ ہی کہ اوسکی صحبت
مین ایک مدت دراز رہکر خوب احوال اور اقوال اوسکی مصافحہ کری دوسرا
یہہ ہی کہ غائبانہ اوسکا حال مفصلا تواتر سی معلوم کری یعنی اس قدر لوگ اسکی
کی عدالت اور صداقت اور حفاظت کو بیان کرین کہ ہر کو عقل تجویز نکری کہ یہہ
سب کی سب اوسکی جہوٹہہ تعریف کرتی ہین تو اس صورت مین اوسکی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر یقین ہوگا خلاصہ یہہ ہی کہ اگر درمیان اوس
اور حضرت علیہ السلام کے ایک راوی ہو تو فقط اوسی کا حال اون دو صورت
مین سی ایک طور سے یقین حاصل کری اور اگر ایک واسطے سی زیادہ

نیا مذہب نکالنی والی حدا طریقہ رواج دینی والی ہون کیونکہ وہ اپنا مذہب رواج دینے
کی واسطے بہت سے باتین دین مین افترا کرینگی اور جھوٹہ حدیثین لوگون کو سناوینگے
یہہ علاحدہ ترجمہ شیخ فارسی مشکوۃ کا ہی ہر جب کسیکو راوی کی عدالت اور صداقت
اور حفاظت پر یقین ہوگا تو اسکی حق مین اوس کلام کے حدیث ہونی پر گمان غالب
حاصل ہوگا کیونکہ جب کوی اپنی افعال مین عادل اور اقوال مین صادق ہوتا ہی
تو ظاہر حال ہی اوسکی یہہ سمجھا جاتا ہی کہ حدیث کی روایت مین بہی وہ سچا ہوگا
کیونکہ جھوٹہ کہنا حرام ہی حضور پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹہ بات کو افترا کرنا بڑا گناہ ہے
اس لئی ایسی شخص کے روایت پر گمان غالب ہوتا ہی لیکن یقین حاصل نہین ہوتا ہے
اسواسطی کہ یقین جب حاصل ہووے کہ کسی طرح کا شبہہ اور احتمال باقی نرہے
اور حال یہہ ہی کہ عقل کے نزدیک ایسی شخص کا بہی کاذب ہونا جایز ہی اسواسطے
کہ ہم تو صرف اوسکی ظاہر حال پر مطلع ہوسکتے ہین اور اوسکی نیت اور ارادے
اور اعتقاد پر تو خدا تعالی ہی واقف ہی کیونکہ بعضی لوگ ایسی بہے ہوتے
ہین کہ اگرچہ ظاہر مین نیک کار خوش اطوار ہین لیکن باطن مین منافق اور بڑے
مین مفسد جیسا کہ اکلی زمانہ مین وضاع لوگ گذری ہین اور بعضی آدمی ایسی
بہی ہوتی ہین کہ اگرچہ ظاہر اور باطن مین نیک ہین لیکن کسی غرض کی سبب سے
یا اپنی زعم مین کسی ضرورت کی جہت سے کبہی جھوٹہ کہتی ہین اور اپنی اعتقاد مین
اوسکو دین داری سمجھتے ہین جیسا کہ مولانا عبد العزیز رح فی رسالہ اصول
الحدیث مین لکہا ہے کہ نوح ابن ابی عصمت کہ فاضل اور ثقہ تہا قران کے
سورتون کی فضیلت مین اوسنی بہت سے حدیثون کو وضع کرکے رواج دیا تہا
اور مشہور کیا تہا پہر جب اوسکو لوگون نی پکڑا اور سند اوسکی مانگی اور سخت

حال الگ الگ کما حقہ اسی طور سی کہ سابق مذکور ہوا خوب دریافت کری پہر جب
ایک راوی کا حال بالتفصیل یعنی عدالت اور صداقت اور حفاظت ہر ایک کے
یقین سی معلوم ہو جاوی تب وہ حدیث اسکی حق مین ثابت ہوگی اور اگر ایک
راوی کی حال مین بہی شبہہ گذریگا یعنی اگر کسی راوی کی عدالت یا صداقت یا فہم
یا ضبط یا حفظ مین یقین نہو گا تو اوس حدیث مین بہی شبہہ ہو گا اور اوسکی حق
مین وہ حدیث ثابت نہوگی پہر اس زمانی مین سب راویون کا حال دریافت کرنا
بہت مشکل ہی بلکہ متعذر ہی کیونکہ کس قدر لوگ گذری ہین کہ اونکا احوال خبر
متواتر سی تو کیا معلوم ہو گا نام بہی اونکا مشہور نہین ہی اور سابق مذکور ہوا
ہی کہ راویون کی حال کو بالیقین جاننا ضرور ہی اور یقین سی جاننی کی دو ہی
صورت ہی یا تو خود مدت دراز اوسکی صحبت مین رہی یا خبر تواتر سی سنی اور بعضی
لوگون سی اوسکا حال سنا یا کسی کتاب تواریخ مین دیکہنا کفایت نہین کرتا پہر
جب یہہ معلوم ہوا تب جانو کہ کسی حدیث کو فقط کسی کتاب معتبر مین دیکہنا
یا صرف کسی عالم متبحر سی سنا کسی کی حق مین کافی نہو گا کیونکہ اوسکی حق مین ثابت
موقوف اس بات پر ہی کہ وہ شخص خود اپنی تحقیق سی احوال سب راویون کا
بالیقین معلوم کری اور ان دونون صورتون مین راویون کا حال کچہہ ثابت نہوا
اور بالفرض اگر حاصل ہوا ہو تو اوس شخص کی حق مین ثابت ہوا کہ جس نی اس
کتاب کو جمع کیا تہا یا خود یاد رکہا تہا طالب کے حق مین تو یہہ ضرور ہی کہ سب کا
احوال خود تحقیق کری اور تواتر سی سنی تب اوسکی حق مین ثابت ہو گا اور اس
مقام کی بیان اور تحقیق سی کوئی یہہ نہ سمجہی اور نہ کہی کہ اس تقدیر مین کسی کتاب
حدیث بلکہ کسی حدیث پر اعتماد نرہا اور سب مین شک اور شبہہ پڑ گیا سو جواب

حنفیہ کا ثابت ہی اور سب کی ثابت نہونا اور
علمای دین کی اور کیلیے بعض مسئلہ ہونا
الیقان فی اثبات مذاہب النعمان سو
اسماء الرجال کی تالیف کی سبب
الانصاف فی بیان سبب الاختلاف کی
قبل و من مخلفاتہ کی اور بعضی
فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
حسن بن علی رضی اللہ عنہما
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسائی نی اپنی سنن مین
مشکوۃ مین صحیح بخاری
پہر امام ابو حنیفہ کی
دجوعت کا خلاف اور کسی

الامیین رسولا منہم یتلوا
علیہم آیاتہ ویزکیہم
ویعلمہم الکتاب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی
ضلال مبین واخرین
منہم لما یلحقوا بہم
وہو العزیز الحکیم ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من
یشاء واللہ ذو الفضل

ہو تو پچھلی سے راوی کا حال اون دونون طریق سی معلوم ہو سکتا ہی لیکن اوسکی
اوپر کی راویون کا حال جو فوت کر گئی ہین روایت سی دریافت ہونا ممکن نہین ہے
صرف تواتر سی اونکا حال معلوم ہو سکتا ہی الغرض جب سب راویون کی عدالت
اور صداقت اور حفاظت پر کمال یقین حاصل ہوگا تو اوس حدیث پر گمان غالب ہوگا اور
اگر کسی راوی کی ان سب حالات پر یقین کلی حاصل نہو بلکہ اگر کسی طرح کا بھی اوسکی
حال مین شبہہ واقع ہو حتی کہ اگر کوئی راوی مجہول الحال ہو یعنی وہ سب صفات جو
راوی مین شرط ہین کچھہ معلوم نہو تو اوس حدیث مین یقین کا تو کیا گزر ہی گمان
غالب بھی حاصل نہوگا اور یقین یا گمان غالب جب تک کسی حدیث پر نہو تو اوسکو روایت
کرنا جایز نہین ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن ابن عباس رض قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنی الا ما علمتم الخ یعنی پرہیز
کرو تم حدیث کی روایت کرنیکو مجھی پر جس حدیث کو کہ یقین جانو کہ وہ مجھی ہے
اخرتک اور مشکوۃ کی باب الاعتصام بالکتاب والسنہ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع
یعنی بس ہی مرد کو جھوٹہ کہنی مین اس قدر کہ حدیث کری جو کچھہ سنے یعنی اگر
کوئی کسی طرح کا جھوٹہ نکہی لیکن جو کچھہ لوگون سی سنی بی تحقیق کہی ہوئی اوسکو روایت
کری تو اسی قدر بس ہے جھوٹہ کہنی کو تو معلوم کیا چاہی کہ جب آدمی بی تحقیق
کسی بات کی نقل کرنیمین دروغ گو بنتا ہی تو کوئی حدیث بی تحقیق اور بدون علم کے
روایت کرنیمین اوسکا کیا حال ہوگا پھر اس زمانی مین بھی اگر کوی چاہی کہ کسی
حدیث کو خود تحقیق کری تو اوسپر واجب اور ضرور ہی کہ اپنی اوستادی یعنی جس سے
اوس حدیث کو سنا اوس سی لیکر صحابی تک جتنی راوی کی کڑی ہین ہر ایک کا

ابو حنیفہ رحمہ نے جو فرمایا ہی اِذَا رَوَیْتُمْ قَوْلِیْ بِخَبَرِ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم تو اوس کے
معنی یہہ ہین کہ جب تم کوئی حدیث کو اپنی تحقیق سی پاؤ تو ہمارے قول کو جو ہمنے اپنے
اجتہاد سی کہا ہی اوسکو چھوڑ دو پھر جو قول اونکا کسی آیت یا حدیث یا اجماع کی موافق
ہو تو وہ حقیقت مین اونکا قول نہین ہی بلکہ حکم خدا اور رسول کا ہی اوسکو چھوڑنے
کی کچھہ معنی نہین پس جو حکم اجتہادی امام کا ہی اوسکی بہ نسبت امام نے یہہ فرمایا ہی
لیکن یہہ کلام امام کا حکم عام ہر خاص و عام کی حق مین نہین ہی کیونکہ اگر عام ہوتا تو
یون فرماتی یُتْرَکُ قَوْلِیْ لِکُلِّ مَنْ سَمِعَ حَدِیْثَ الرَّسُوْلِ یعنی جو کوئی حدیث سنی تو
چھوڑ دی ہمارے قول کو بلکہ یہہ حکم امام کا خطاب خاص ہے اپنی شاگردون کے
لئی کہ جبکا مرتبہ حدیث کی تحقیق کا تہا اور اونکو لیاقت اور قدرت حدیث پر عمل
کرنی کے تہی جیسی امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر وغیرہ اسواسطی کہ
حدیث پر عمل کرنیکی واسطی ایک شرط ہو سابق مذکور ہوی اوسکی سوا اور بہی بہت
سی شرطین ہین کہ آگی مذکور ہونگی اور اون سب شرطون کا پایا جانا عوام مین غیر
ممکن ہی بلکہ اس زمانی کی عالمون مین بہی متعذر ہے لیکن خدای تعالی قادر ہے
کہ کسیکو وہ رتبہ اپنی فضل سے عنایت کرے جیسا کہ جواب سابق مین شرح سفر
السعادت سی منقول ہوا پہر اگر کوئی اس مقام کو دیکہہ کر شبہہ کری اور کہی
کہ جب مقلد کو حدیث پر عمل کرنا درست نہین ہی تو پہر سابق کی مسئلون مین حدیثون
سی کیون تم دلیل لای ہو تو جواب اوسکا یہہ ہی کہ ہمنی اون مسئلون کو کہ سابق مین
کیا ہی اوس سب کو ہمارے امام نی قرآن اور حدیث سی استنباط کیا اور فقہ کی
کتابون مین ثابت ہوا ہی لیکن جبکہ بعضی لوگ کہتی ہین کہ فلانا مسئلہ فقہ کا غلط
ہی حدیث سی ثابت نہین ہی اسواسطی ہم نی ان مسئلون کی دلیل کو حدیثون سے

اوسکا یہہ ہی کہ فرق ہی درمیان تحقیق اور تقلید کے یعنی کسی حدیث کے پانی کا دو
طریق ہی ایک یہہ کہ طالب آپ تلاش کرکی ثابت کری دوسرا یہہ کہ کسی عالم محقق
کے پیروی کری خواہ اوسکی زبان سی سنکر یا اوسکی کتاب مین دیکہہ کر اور سابق
جو مذکور ہوا تحقیق کا بیان تہا اور تقلید کے صورت دوسرے ہی پہر اگر ایک شخص
نے کسی عالم محقق پر اعتماد کرکی اوسکی کتاب مین ایک حدیث پائی اور اوسکو مان
لیا تو حقیقت مین اوس حدیث کی یہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید ہوی اور اوسی
عالم کے صرف پیروی ٹہیری اپنی کچہہ تحقیق نہوئی پہر اس زمانی مین جو شخص آزرو
رکہی کہ تقلید کسی مجتہد کی نکری بلکہ خود آپ جو حدیث مین پاوی عمل کری تو یہہ ہوس اوسکے
ہرگز حاصل نہوگی کیونکہ کوئی حدیث حاصل کرنمین اوسکو کسی عالم کی تقلید کرنی
ضرور ہوگی اور کسی کتاب کی پیروی ناچاری کرنی پڑیگی تو جس سے بہالیگا آخر کو اوسی
مین جاکریگا اور دوسری بات یہہ ہی کہ بالفرض اگر کسی غیر مجتہد نی کسی عالم کی تقلید کرکے
اوسکی کتاب پر اعتماد کرلیا اور تقلید کی لحاظ سی حدیث پر اوس کتاب کی اعتقاد کیا
لیکن حدیث کی مراد کو سمجہنی کی واسطی اور اوس سی حکم نکالنی کی لئی جو سب شرطین
ضرور ہین جیسا کہ اگی مذکور ہوئین کہانسی حاصل کریگا آخر کو گہبرا گہبرا کر لاچار ہوگی اوس
حدیث کی مراد کو سمجہنی اور حکم نکالنی مین اوسکو کسی عالم مجتہد کی تقلید کرنی ضرور ہوگی
تو حقیقت مین پہر انتہا اور بہکانا اوسکا تقلید کی طرف رجوع کریگا تو پہر ابتدا ہی سے
اوسی کیون نہین اپنی اوپر تقلید کسی مجتہد کی واجب کرلی تہی اور افسوس صد افسوس
ہی اوسکی حال پر کہ جو شخص امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید سے انکار کری اور عار
رکہی اور پہر آخر مین دوسرے عالم کی کہ جسکو نسبت نہ کردی کی ہی آنحضرت صلعم کی
ساتہہ نہین ہی تقلید کری خدا ہمکو اپنی پناہ مین رکہی ایسی حماقت اور ضلالت سی اور تمام

خیریت کی گواہی حضرت علیہ السلام نے دی ہی کیونکہ وہ تابعین سی تھی اور
بیس صحابی سی اونکو ملاقات ہوی اور سات صحابی سی اونہون نی حدیث روایت
کی جیسا کہ درمختار کی خطبہ مین لکہا ہی اور تین سو تابعین سے حدیث کو سنا اور
کئی صندوق حدیثون کی کتابون کی اونکی پاس تھی جیسا کہ شرح سفر السعادت
کی خطبہ مین مرقوم ہوا ہی بہرظاہر یہی ہی کہ جس قدر اونکو حدیث صحیح پہنچی تھے
اور جتنی اونکو حدیث کی تحقیق حاصل ہوئی تھی باقی مجتہدون کو اور حدیث
کی کتاب جمع کرنیوالون کو جو اون کی بعد ہوی ایک کو بھی یہہ بات حاصل نہ تھی
پہر جو حدیث کسی مخالف کی کتاب مین ہوگی تو وہ حدیث وضعی ہوگی یا ضعیف یا منسوخ
یا ماول کسی تاویل کر کی جیسا کہ جواب سابق مین تفصیل اوسکی شرح سفر السعادت سی مذکور
ہوی چنانچہ امام اعظم کی بعد ہزارون علما اور فضلا نی جو امام اعظم کی مسایل اور دلایل
کو حدیث کی کتابون سی ملایا تو اگر کبھی کسی حدیث کو اونکی مذہب کی خلاف پایا تو آخر
بعد تحقیق کی یون معلوم ہوا کہ وہ حدیث وضعی تھی یا ضعیف یا منسوخ یا ماول یا
اوسکی مقابل مین دوسری حدیث زیادہ قوی ہی جیسا کہ آمین بالجہر کی اور رفع یدین
کی حدیث کا بیان سابق مذکور ہو چکا ہی اور اسی طرح سی جتنی حدیث مخالف ہی سب
کا یہی حال ہی تفصیل اوسکی فقہ کی بڑی کتابون مین ہی جیسا فتح القدیر اور بحر
الرایق اور مواہب الرحمان اور تبیین الحقایق اور کافی اور شروح ہدایہ اور تخریج
الہدایہ وغیرہ جسکو اس بات مین شبہہ یا تردد ہو تو اگر وہ کچہہ علم رکھتا ہی تو چاہی کہ
وہ فقہ اور اصول فقہ کی کتابین دیکہی اور اگر وہ شخص جاہل ہی تو اوسکی حق مین
اسی قدر کافی ہی کہ بیشمار علما اور بیحساب اولیا اون کی مقلد تھی اور مرتی دم
تک اونہین کی پیروی کرتی رہی اور تمام جہان کی مسلمانون مین تخمیناً تین حصے حنفی

یون ہی کہہ دینا ہم قایل ہوے
کہ کوئی چار دلیلون کو مانے
وہ کیونکر ہی فقہ کس زبان سے
کہیں کہ ابو حنیفہ کی نہین
اور سنون کا امام نہین اور جب
یہہ ثابت ہوا کہ وہ باطل امت
مجتہد مطلق ہی اور امام اعظم
دین مین کچہہ کہی تو لازم آیا

حقیقت مین رسول کے
اور اوسکی تابعدار سے
سکا نافرمانی ہی اور
بڑی بیرسے کرتا ہی
علم کہی مین دوہو
علم کا کہہ کوئی
ہو کہ کوئی ابو حنیفہ
کی فقہ کس وقت

جن جن کتابون سی یا یا بیان کیا تاکہ عوام کو ان مسئلون مین شبہہ نہ پڑی اور
جو مسئلہ کہ امام سی ثابت ہوا ہی صرف اوسکی دلیل کو بیان کرنا مقلد کی حق مین ممنوع
نہین ہی اسکی بعد یہہ جانو کہ اگر کوی حنفی کسی حدیث کو اوس کتاب مین پاوے
کہ جمع کرنیوالا اوسکا حنفی ہو جیسا کہ مشکوۃ اور بلوغ المرام وغیرہ تو دو حال سے
خالی نہین ہے یا تو امام اعظم کے قول کے موافق ہو گی یا مخالف اگر موافق ہوی تو
کچھہ کلام نہین اور اگر مخالف ہوی تو اوس حدیث پہ عمل کرنا حقیقت مین اوس عمل
کی بہ نسبت اوسکی مصنف کی تقلید کرنی ہوی اور امام اعظم کی تقلید سی نہین بہر آنا
حالانکہ اوس قول مخالف کی ترجیح کی کوی وجہ نہین ہی اسواسطی کہ امام اعظم کا قول
بھی البتہ کسی آیت یا دوسرے حدیث یا اجماع سی ثابت ہی صراحۃ یا ضمنا ہوا اور یہہ گمان
نہین ہوسکتا ہی کہ حدیث صحیح غیر منسوخ معلوم ہوتی امام نی اپنی قیاس سی کہا ہو
کیونکہ قیاس پر عمل کرنا جب جایز ہوتا ہی کہ قرآن اور حدیث اور اجماع مین پایا نجاوے
اور یہہ شبہہ بھی محض بی جا ہی کہ امام کو اوس حدیث کی خبر نہین پہونچی تھی اس
واسطی کہ اوس زمانی مین بہت سی صحابی موجود تھی اور وہ زمانہ تابعین کا تھا
اور لوگ حدیثون کو صرف زبانی یاد رکھتی تھی اور دڑسی پھولنی کی عالمون
مین اگرچہ چہ اوسکا رہتا تھا تو اگر وہ حدیث صحیح غیر منسوخ ہوتی اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا بھی عمل اوسپر ہوتا تو ظاہر یہی ہی کہ وہ حدیث البتہ مشہور ہوتے
اور لوگون کی عمل مین آتی پھر صرف یہہ گمان اور شبہہ کر کی امام اعظم کی تقلید
سی بھاگنا اور دوسرے محدث کی طرف دوڑنا دین مین کھیل کرنا ہی نعوذ باللہ
بلکہ ظاہر اور غالب یہی ہی کہ ترجیح امام اعظم کے قول کو ہی اسواسطی کہ امام
اعظم کا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب تھا وہ اوس زمانی مین تھی کہ جسکی

شرح مین شیخ عبد الحق دہلوی نے لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ یہہ حدیث دلالت
کرتی ہی اس بات پر کہ حدیث کو بلفظہ روایت کرنا چاہی اور نقل بالمعنی مین
علما کا اختلاف ہی لیکن مختار یہہ ہی کہ اگر راوی کلمات کی موارد کو اور عبارت
کی استعمالات کو اور الفاظ کی مقامات کو اور کلمات کی محاورات کو اور نکات اور
اشارات اور مقتضیات کو خوب جانتا ہو اور کمال حذاقت اور لیاقت رکھتا ہو
تو جایز ہی اور نہین تو درست نہین اسکی بعد دوسرا امر یعنی اوس حدیث
کی مراد کو سمجھنی بہت سی امر پر موقوف ہی اس مقام مین بطریق مثال کے چند
امور ذکر کئی جاتی ہین اور وہ شرطین کہ جنکا مضمون دقیق ہی اور عوام کو
اونکا سمجھنا دشوار ہی یہان ذکر نہین کیا گیا بلکہ اوسکو اصول فقہ اور اصول
حدیث کی کتابون پر حوالہ کیا کیا پہلا یہہ کہ اگر وہ شخص عربی ہو تو چاہی کہ اہل
فصاحت اور بلاغت سی ہو اور اپنی زبان دانی مین مہارت تمام اور مشق کامل
رکھتا ہو اور اگر عربی سی ایسا ماہر نہو یا عجمی ہو تو علم صرف اور نحو اور لغت اور
بلاغت کے قواعد کی خوب ضبط رکھی اور اصطلاحات اور محاورات اور استعمالات
کو خوب جانی تاکہ بلفظی معنی کو اولا سمجھی جیسا کہ مایۃ المسایل مین ہی حافظ
ابن حجر نی فتح المبین مین لکھا ہی اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلَى الْاَحْكَامِ الْخَمْسَةِ كَمَا
اِذَا عُرِضَتْ عَلَى الْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ لَمْ تَخْلُ عَنْ وَاحِدٍ مِنْ تِلْكَ
الْاَحْكَامِ فَمِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ عَلَى الْكِفَايَةِ الْاِشْتِغَالُ بِالْعُلُومِ الْعَرَبِيَّةِ
الْوَاجِبَةِ الْمَوْقُوفِ عَلَيْهَا فَهْمُ الْكِتَابِ كَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَ
الْمَعَانِي وَالْبَيَانِ یعنی بدعت کی پانچ قسم ہے حرام مکروہ واجب مستحب
مباح کیونکہ جب اسکو نسبت کیا جاوی قواعد شرعیہ کی طرف تب خالی نہو کا

ہوتی اور ایک حصہ اور مذہب والی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کہ اصل مقام دین
اور شریعت کا ہی حاکم اور قاضی اور مفتی وہان کی امام اعظم کے مذہب کے موافق
احکام شرع کو جاری کرتی ہین اور پہلا امر یعنی یقین کرنا کہ یہہ کلام حدیث ہی جیسا
اسمین راوی کی عدالت اور صداقت اور محافظت تحقیق کی ضرورہی ایک اور امر بھی ضرور ہی اور وہ یہہ ہے
کہ معلوم کرنا اسکا کہ راوی نی آیا حضرت کی قول کو بالفاظہ اور بعبارتہ یعنی بدون تغیر
اوسکی لفظون مین نقل کیا ہی یا اپنی سمجہہ کے موافق مطلب اوسکا اپنی عبارت مین ادا کیا
ہی اگر اول ہی تو مقبول ہی اور اگر ثانی ہی تو دو حال سے خالی نہین ہی اگر راوی مجتہد
ہی تو مقبول ہی اور نہین تو مردود کیونکہ اکثر کلام حضرت علیہ السلام کا جوامع الکلم ہے
یعنی لفظ تہوڑے اور معنی بہت اور بعضا کلام مبہم یا خلاف ظاہر ہر جو مجتہد ہے تو البتہ
حضرت کی مراد کو سمجہہ سکتا ہی اور غیر مجتہد اون سب معانی کو ضبط نکر سکیگا اور غرض
حضرت کی اکثر نہ سمجہی کا تو یہہ اکثر غلطی مین پڑجاویگا اس لئی اوسکی روایت پر اعتماد نہین
جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَہَا وَوَعَاہَا وَاَدَّاہَا
فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ غَیْرُ فَقِیْہٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ہُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ رواہ الترمذی
ترو تازگی دیوی خدا اوس بندہ کو کہ حسنی سنا ہمارے کلام کو پہر یاد کیا اوسکو جیسا سنا
اور نگاہ رکہا اوسکو اور پہنچایا اوسکو لوگون کو آخر مکت وعن ابن مسعود رض
قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول نضر اللّٰہ امرءً
سمع منا شیئًا فبلغہ کما سمعہ فرب مبلغ اوعی لہ من سامع یعنی
ملنکی بخشی خدا اوس مرد کو جسنی سنا جہسی کوئی کلام پہر پہنچایا اوسکو جیسا سنا تہا
سو بہت پہنچائی گئی زیادہ یاد رکہنی والی ہوتے ہین سننی والی سی اور مشکوۃ کے

یہہی جو بدعت کہ کسی دلیل شرع کی موافق ہو تو وہ مردود نہین ہے
بلکہ مقبول ہی جیسا علم لغت نحو معانی بیان کہ جس اس سب کا معلوم اور فائدہ
اسکا ظاہر اور کلام اللہ کی دریافت اور قران اور حدیث کی معنی سمجھنی پیدا
ہی تو یہہ سب ہی شرع کا حکم ہی اور اسی طرح سے سب مذہب کو معین اور
مقرر کرنا اور اوسکو جمع کرنا شرع مین مقبول ہی اور فاعل کو اوسکی آخرت مین
ثواب اور دنیا مین تعریف ہی پہر آوسکی بعد مراد اور غرض حضرت علیہ السلام
کی سمجھنی مین اور بہت سی چیزین ہی ضرور ہین منجملہ ان شروط کی یہہ ہی کہ کلام کی سیاق
کو دریافت کرہی یعنی اوسکی ردیہ اور روش کو بخوبی سمجھی سو اسطی کہ بہت سی الفاظ
حدیث اور قران کی ہین کہ اگر صرف اوسی ایک جملہ مین نظر کیجی تو ایک معنی سمجھی
جاتی ہین اور اگر سیاق اور سباق کی طرف لحاظ کیجی تو مراد اوس کلام کی دوسرے معلوم
ہوتی ہی جیسا کہ مشکوۃ کی باب الیتیم مین ہی خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ کہا جابر نی نکلی
ہم لوگ کسی سفر مین پہر ہم لوگون مین سی ایک مرد کا سر پتہر سی ٹوٹا اور بعد اسکے
اوسکو احتلام ہوا تب اوسنی ہمراہیون سی اپنی پوچہا کہ ایا تم سمجھتی ہو کہ تیمم ہمارے
واسطی درست ہی بولی کہ تیری واسطی تیمم درست نہین اس واسطے
کہ تیری پاس پانی موجود ہی اور خدا تعالی نی فرمایا ہی کہ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا
طَيِّبًا اگر تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو الغرض لوگون نی صرف اسی آیت پر نظر کرکی کہا کہ
تیمم تنکو درست نہین ہے لاچار ہوکر اوسنی عمل کیا پہر پانی اوسکی زخم مین سرایت
کرگیا آخر کو وہ مر گیا جابر رض کہتی ہین کہ جب ہم سب حضرت علیہ السلام کی نزدیک پہنچے
اور حضرت نی اس قصی کو سنا تو فرمایا قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوْا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا
شِفَآءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی قتل کیا اوسکو مارڈالا خدا تعالی اونکو مارے

ان پانچ احکام سے بہر بدعت واجب علی الکفایہ کی قسم سے ہی سیکھنا علوم عربیہ کو جو
موقوف ہی اس پر سمجھنا قرآن کا جیسا صرف نحو لغت معانی بیان اور ایسا ہی
سمجھنا حدیث کا بھی موقوف ہی ان سب علموں پر اور ہایۃ المسایل میں ہی
قال القسطلانی فی شرح البخاری فی بیان احوال ابی الاسود حاتم بن عمرو بن
سفیان الطائی وھو اول من تکلم فی النحو بعد علی بن ابی طالب
رض کہا قسطلانی نے شرح بخاری میں احوال میں ابی الاسود حاتم کی کہ وہ شخص
پہلا اون لوگون کا ہی جسنے بعد حضرت علی کے علم نحو میں کلام کیا یعنی سب کے
پہلی تو حضرت علی نی علم نحو کو تصنیف فرمایا پھر اون کی بعد اور لوگون کی یہ نسبت
اول ابی الاسود نی علم نحو کو جمع کیا اور اوسی ہایۃ المسایل میں ہی وفی الدار المنثور
عن ابی بکر محمد ابن القاسم الانباری فی کتاب الوقف وابن عساکر فی تاریخہ
عن ابن ابی ملیکۃ قال امر عمر ابن الخطاب ان لا یقرء الناس الا عالم
باللغۃ وامر الاسود یوضع النحو تفسیر درمنثور میں ہی ابی بکر محمد ابن قاسم رض
سے کتاب الوقف میں اور ابن عساکر سی کتاب تاریخ میں ابن ابی ملیکہ سی کہ کہا
حکم کیا عمر رض نی کہ قرآن نہ پاوی اوسکو مگر جو شخص کہ عالم ہو علم لغت کا اور حکم کیا اوسنے ابی الاسود کو تصنیف
کرنیکو علم نحو کی اور کہا حافظ ابن حجر نی فتح الباری میں پانچوین حدیث کی شرح میں واما ما لا ینافی ذلک بان
یشھد لہ شیء من ادلۃ الشرع او قواعدہ فلیس برد علی فاعلہ بل ھو
مقبول منہ کاستخراج علوم اللغۃ والنحو والمعانی والبیان فذلک
کلہ معلوم حسنہ ظاھر فائدتہ معین علی معرفۃ کتاب اللہ تعالی وفہم
معانی کتابہ وسنۃ رسول اللہ صلعم فتکون ما مور بہ ذکر فی
الجملۃ اھ فتامل فانہ مقبول من فاعلہ مثاب ممدوح علیہ خلاصہ

ایسا کریگا تو وہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور دعای بد مین پڑیگا
اور ظاہر ہی کہ جب وہ حضرت کی بد دعا مین پڑا تب عذاب الہی مین بھی مقرر گرفتار
ہوا نعوذ باللہ من غضب اللہ و من سخط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
مشکوۃ کی کتاب العلم مین لکھا ہی اور یہہ حدیث عمر بن شعیب کے طویل ہی جس قدر
یہان درکار ہی لکھا جاتا ہی فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا لَمْ تَعْلَمُوا فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ
یعنی حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی جو بات قران سی جانو تو کہو اور جو نجانو اوسکو
اوسکی عالم کی طرف سونپو اور اوسی کتاب مین ہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ یعنی جو کو
فتوی دیا جاوی بدون علم کی تو گناہ لوسکا اس پر ہی کہ جسنی اوسکو فتوا دیا اب خوب
غور کر کر سمجھنا چاہی کہ اصحاب حضرت کی اہل زبان تہی قران اور حدیث کو خوب
سمجھتی تہی کیونکہ اونہین کی زبان کی موافق قران اور حدیث وارد ہوا تہا باوجود
اسکی جو لوگ کہ علم اور فہم کامل رکہتی تہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو مسئلہ
نکالنی کو اور فتوی دینی کو منع فرمایا اور پیروی کرنی کسی عالم کی ارشاد کیا پہر جو
شخص عجمی ہو اور صرف نحو بلاغت کے قواعد سی بہی واقفیت نرکہتا ہو اور لغت
عربی کو نجانتا ہو اور اصطلاحات و استعمالات پر بہی مطلع نہو اور وی علوم کہ قران
اور حدیث کی سمجہنی کی واسطی ضرور ہین اوس سی تو محض ہی غافل ہو صرف ترجمہ
قران اور حدیث کا پڑہا ہو تو ایسی کو فتوا دینا اور قران اور حدیث سی مسئلہ نکالنا
بی شبہ حرام ہی اور جبکہ صحابی باوجود ہم زبان اور ہم صحبت ہونی کی حضرت علیہ السلام
کی بد دعا مین پڑ گئی تو پہر ایسی لوگ کہ اونکو زبان عربی مین بہی کچہہ دخل نہو تو کیا
عجب ہے کہ حضرت کی لعنت مین پڑجاوین نعوذ باللہ بلکہ ایسا شخص خود گمراہ ہے

چون کہ اونہون نی بی علم کی فتوی دیا اس واسطی حضرت نی اونکو بد دعا دی اور
فرمایا کہ اگر تم علم نہین رکہتی تہی تو کس واسطی علما سی نہین پوچہا کہ نہین ہی دوا
تا دانی اور نارسائی کی مگر سوال کرنا اور پوچہنا عالم سے خلاصہ اس قصہ کا یہہ ہے
کہ اون لوگون نی صرف اس ایک آیت کو ملاحظہ کرکی حکم دیا اور آیت کی آگی اور پیچہی کو
نظر نہ کیا کہ اللہ تعالی پہلی اوسکی فرماتا ہی وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یعنی اگر تم بیمار
ہو یا سفر مین ہو اور پیچہی اوسکی فرماتا ہی مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ
یعنی خدای تعالی ارادہ نہین کرتا ہی کہ کوئی حکم تم پر کری کہ اوس مین تم پر سختی اور
تنگی ہو پس کلام سابق اور لاحق سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ مراد اس آیت سی یعنی
فلم تجدوا ماء سی یہہ ہی کہ تمکو پانی کی استعمال پر قدرت نہو تو اوس تقدیر مین
تیمم درست ہی تو معلوم ہوا کہ اس شخص زخمی کی حق مین تیمم درست تہا اور اسکے
واسطی حضرت علیہ السلام نی ناخوش ہوکر اون کو بد دعا دی نعوذ باللہ من
غضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا بچاوی ایسی نادانی سی کہ حضرت
علیہ السلام کی بد دعا مین پڑین اس حدیث سی کئی فائدی حاصل ہوی پہلا یہہ کہ
بعضا کلام اللہ تعالی کا اکلی یا پچہلی بات سی علاقہ رکہتا ہی کہ جبتک اوسکو نہ ملائی
تو مراد اوسکی نہین سمجہی جاتی دوسرا یہہ کہ اگر کسی کو علم اور قدرت قران کی مطلب
سمجہنی کا نہوا اگرچہ بلفظی معنی سمجہتا ہو بلکہ اگرچہ اہل زبان ہی ہو لیکن اوسکی مناسبہ اوسکو
قران سی اپنی سمجہہ کی موافق مسئلہ دینا درست نہین ہی اور متبر یہہ کہ جسکو قابلیت
قران کی مراد سمجہنی کی نہو تو وہ کسی عالم سی پوچہی اور اپنی رائی اور اپنی عقل ناقص
کو قران مین دخل ندیوی اور جو تہا یہہ ہی کہ اگر کوی بیعلم کسیکو غلط مسئلہ بتاوے
اور اسمین کچہہ گناہ ہو تو وہ گناہ مسئلہ بتانیوالی پر پڑتا ہی اور یا نجوان یہہ ہی کہ جو کو

صحیح نہین ہی اور ثواب بھی نہین ہی اور اوس ہی نماز بھی درست نہین بلکہ دوسری
بار وضو نیت کی ساتھہ کرنا فرض ہی اور امام اعظم رح اس حدیث کی معنی یون فرماتے
ہین کہ جزا ہر عمل کی موقوف نیت پر ہی یعنی حکم اخروی ہر عمل کا موقوف نیت پر
ہی یعنی اگر نیت ہو کہ یہہ کام خدا کی رضا کی واسطی کرتی ہون تو اسمین ثواب ہے
اور اگر خدا کی خوشنودی کی نیت نہو تو ثواب نہین ہی مثلاً وضو من اگر فرمان
بردار ے خدا کے نیت ہو تو ثواب ہی اور اگر ایسا نہو برابر ہے کہ اصلا
نیت نہو جیسا کہ کوئے نالاب مین بی قصد کی کر پڑا اور وضو کی اعضا کا
غسل اور مسح ہو گیا یا نیت اور کسی امر کی کیا ہو جیسا ٹھنڈا ہونا یا ٹاڈکی کو
دفع کرنا یا بدن کا میل دہونا یا غیر اسکا اسمین ثواب نہین لیکن وضو درست
ہی نماز اس وضو سی جایز ہی دوسری بار وضو کرنیکی ضرورت نہین پھر جب
اس حدیث کو سمجھی کلام ہے کہ بعد اس عبارت کی ہی ملایا جاتا ہی تب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ جو امام اعظم نے فرمایا ہی حق ہی کیونکہ بھی اس
کے یہہ مضمون ہے کہ ہر مرد کے واسطی وہ چیزہی جو نیت کریگا پھر جسنی
ہجرت مین خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت کی تو اوسکو وہے
ہے یعنی ثواب ہے اب جسنی ہجرت مین دنیا کی نیت کی تو اوسکو وہی
دنیا ہے یعنی کچھہ ثواب نہین جیسا کہ مسکوٰۃ کی پہلی حدیث ہے عن
عمر بن الخطاب رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ
اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَنْکِحُھَا فَھِجْرَتُہٗ
اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ متفق علیہ ترجمہ اسکا موافق شرح عبد الحق دہلوی

مین پڑکر دوسرون کو بھی گمراہی مین ڈالیگا جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی عن
عبد اللہ بن عمرو بن عاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ لَا
یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ
حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ
فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا متفق علیہ خلاصہ ترجمہ اس مقام کا یہہ ہی کہ آخر زمانی مین علما
نہین رہین گی اسوقت لوگ جاہلون سی مسئلہ پوچہین گی تب وہ جہال بدون
علم کی فتوا دین گی پہر وہ آپ گمراہ ہونگی اور دوسرون کو بھی گمراہ کرین گی العیاذ باللہ
منہا پہر جاتو کہ قران کی طرح بہت سی حدیثین ہین کہ مراد اونکی سمجہنی موقوف ہی
اکثی یا پچہلی بات پر اور اکثر ایسا بھی واقع ہوتا ہی کہ راوی صرف ایک دو جملہ حدیث
کی نقل کرتا ہی اور کلام سابق کو یا سخن لاحق کو بہول جاتا ہی یا اس سبب سے کہ باقی
کو بہول گیا یا اس جہت سے کہ اوس راوی نی اسی قدر سنا تہا لیکن جب اوسکی روایت
کو دوسرے راویون کی روایت سی ملایا جاتا ہی تب معلوم ہوتا ہی کہ اس حدیث کی ماقبل
یا مابعد یہہ جملہ بہی ہی تو اگر کوی صرف حدیث کی اوسی ٹکڑی پر نظر کری تو ایک معمہ
سمجہی جاتی ہی لیکن جب کلام سابق کو یا کلام لاحق کو لحاظ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہی
کہ یہہ مراد نہین ہی بلکہ مراد اس کلام کی دوسری ہی جیسا کہ یہہ حدیث مشہور اگرچہ
حدیث اور فقہ کی کتاب مین ہی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ تو اس کلام کی ظاہر سے
یہی سمجہا جاتا ہی کہ ہر عمل موقوف نیت پر ہی یعنی حکم دنیاوی اور حکم اخروی موقوف
نیت پر ہی اگر کسی عمل مین نیت پای جاوے تو وہ عمل صحیح ہوتا ہی اور ثواب بہی
ملتا ہی اور اگر نیت پای نجاوی تو عمل باطل ہے یعنی نہ صحت اور نہ ثواب جیسا کہ
امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتی ہین مثلاً اگر وضو مین نیت نکری تو وضو

اور انزال نہو تو غسل واجب نہین جیسا کہ بعضی آدمیون نی صرف اس حدیث کی ظاہر
کی طرف نظر کرکی یہی سمجھا تہا لیکن حقیقت مین مورد اس حدیث کا احتلام ہی ہے یعنی
اگر کوی خواب مین اپنی جماع کو دیکہی تو غسل اوسپر واجب نہین ہوتا جب تک کہ انزال
نہ پایا جاوی بخلاف جماع حقیقی کی کہ اگر الت کا سر ہی داخل ہو تو غسل واجب ہے
اگرچہ انزال نہو جیسا کہ مشکوۃ کی باب الغسل مین ہی قال ابن عباس رض انما الماء
من الماء فی الاحتلام یعنی یہہ حکم کہ بغیر انزال کی غسل واجب نہین اگرچہ مطابق ہی
لیکن احتلام کی صورت مین وارد ہی اور بعضی محدثون نی جو محل اس حدیث کا
معلوم نہین کیا تو کہا ہی کہ یہہ حکم یعنی جماع مین بی انزال کی غسل واجب ہو نا ابتدا ے
اسلام مین تہا پہر منسوخ ہوا اور مستند اوسکی جانتا اس بات کو کہ راوی اس حدیث کا
ابتدا اسی اس قصہ کی حضرت کی حضور مین حاضر تہا یا درمیان مین یا آخر مین کیونکہ
بسبب اختلاف آمد و رفت راویون کی احادیث کی روایت مین بڑا اختلاف ہوتا
ہی تو جو راوی ابتدا اسی انتہا تک حاضر ہوگا اسکی روایت پر اعتماد ہوگا اور
اوسکی حدیث سی مراد اور حکم شرعی معلوم ہوگا اور جو راوی ابتدا اسی انتہا تک حاضر
نہو تو اوسکی روایت مین اکثر خلل اور نقصان ہوگا اور حضرت کی مراد ایسی حدیث
سی سمجہی نہین جاوی کی جیسا کہ تیسیر الوصول کی فروع تلبسہ مین ہی عن ابن عجیبہ
رض قال قلت لابن عباس رض عجبت لاختلاف اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی اہلہ حین اوجب فقال اوجب فقال انی لا اعلم
الناس بذلک انما کانت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ واحدۃ فمن ہنالک اختلفوا اخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حاجا فلما صلی فی المسجد ذی الحلیفۃ رکعتیہ اوجبہ فی مجلسہ فاہل

سچ کی یہہ ہی کہ کوئی عمل بی نیت کی معتبر نہین اور نہین ہی ہر ایک مرد کو ثواب
مگر جو کچھہ کہ نیت کیا ہو اوسی پہر جو شخص کہ ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا کی طرف
ہو یعنی خدا اور رسول کی رضامندی کی نیت ہو تو پہر ہجرت اوسکی خدا اور رسول خدا
ہی کی طرف ہی یعنی ثواب بہت ہی اور جو شخص کہ ہجرت اوسکی دنیا کی طرف
ہو تاکہ وہ اوسکو پاوی یا کسی عورت کی طرف تاکہ اوسکو نکاح کری تو پہر اوسکے
ہجرت اوسی چیز کی طرف ہی جس کی طرف ہجرت کی یعنی کچھہ ثواب نہین ترجمہ
تمام ہوا پہر قرینی سی اس پچھلی عبارت کی صاف ظاہر ہی کہ مراد اس حدیث
اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ سی وہی ہی جو امام اعظم فرماتی ہین کیونکہ حضرت علیہ السلام
نی یہی فرمایا ہی کہ جسکی ہجرت اللہ اور للرسول ہو تو اوسکو ثواب ہے اور اگر اللہ
اور للرسول نہو تو ثواب نہین پہر اگر حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی یہہ معنی ہو
کہ کوئی عمل بے نیت کی صحیح نہین تو اب یون فرماتی کہ مَنْ کَانَ ھِجْرَتُہٗ اِلَی الدُّنْیَا
فَبَطَلَتْ ھِجْرَتُہٗ اَوْ قَالَ ھِجْرَتًا بَاطِلًا یعنی جسنی ہجرت کی دنیا کی واسطی تو باطل ہوے
ہجرت اوسکی یا یون فرماتی کہ دوسرے بار ہجرت کری اسواسطی کہ ہجرت اُسوقت
مین فرض تہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ مورد یعنی محل حدیث کا جانی کیونکہ
بہت حکم بلحاظ محل کے مختلف ہو جاتی ہین پہر بعضی حدیث محل خاص مین وارد
ہی حالانکہ حدیث کی عبارت مین اوس محل خاص کا کچھہ بیان نہین ہوتا تو اس
صورت مین اوس حدیث کی مراد سمجھنی کی واسطی اوسکی مورد کو جانا ضرور
ہی جیسا کہ صحیح مسلم مین ہی عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ یعنی نہین واجب ہے غسل مگر منی نکلنی سی اب ظاہر
ہی اب ظاہری اس حدیث کی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اگر دخول پایا جاوی اور

اور روایت اوسکی ٹھیک ہے اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اگر کوی حدیث جواب مین کسی سوال
کی واقع ہو تو ضرور ہی کہ سایل کی لفظون مین تامل کیا جاوے اسواسطے کہ جواب موافق
سوال کی ہوتا ہی پھر بعضی حدیث ایسی ہے کہ اگر صرف اوس حدیث کی طرف نظر
کی جاوی تو ایک مطلب سمجھا جاتا ہی اور اگر سوال کو لحاظ کیا جاوی تو دوسرے
مراد معلوم ہوتی ہی جیسا کہ میسر الوصول کے باب حج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من لکھا ہی اتاہ رجل فقال یا رسول اللہ انی افضت قبل ان احلق فقال
احلق ولا حرج وجاء آخر فقال یا رسول اللہ ذبحت قبل ان ارمی قال ارم
ولا حرج الحدیث خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ آیا حضرت کی پاس ایک مرد موسم حج مین
پھر کہا اوسنے یا رسول اللہ افاضہ کیا مینی سر منڈانی کے پہلی فرمایا حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے سر منڈا اور کچھہ حرج نہین پھر دوسرا مرد حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ ذبح کیا مینی رمی کی پہلی فرمایا رمی کر
اور کچھہ حرج نہین اب ظاہری اس حدیث کی معلوم ہوتا ہے کہ جملی افعال کو اپنی
یعنی مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کرنہین کچھہ گناہ اور کچھہ فدیہ نہین ہوتا ہے
خواہ قصدا بوجھہ خواہ بھول کر خواہ نادانستگی سے ہو جیسا کہ بعضی لوگ ایسا ہے
سمجھتی ہین لیکن مسایل کے لفظ کی طرف اگر نظر کیا جاوی تو معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ حکم صرف بھول سی اور نادانستہ گی کی صورت مین ہی اور بالقصد کی تقدیر
مین نہین جیسا مواہب لدنیہ مین ہی کہ صحیح مسلم مین لکھا ہی روایت سی ابن عمر بن
العاص کی وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راحلتہ فطفق ناس
یسالونہ فقال القایل منہم یا رسول اللہ انی لم اکن اشعر ان الرمی
قبل النحر فنحرت قبل الرمی فقال ارم ولا حرج فما سمعتہ یسال یومئذ

بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظته عنه ثم
ركب فلما استقلت به ناقته اهل واذرك ذلك منه اقوام وذلك
ان الناس انما كانوا يأتون ارسالا فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل
فقالوا انما اهل حين استقلت به ناقته ثم مضى فلما علا على شرف البيداء
اهل واذرك ذلك منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء
وايم الله لقد اوجب في مصلاه واهل حين استقلت به ناقته واهل
حين علا على شرف البيداء اخرجه ابو داود خلاصہ ترجمہ اسکا یہہ ہی کہ ابن جبیر
سی روایت ہی کہ اونہون نی کہا ابن عباس رض کو کہ متعجب ہونمین اصحاب کے
اختلاف سی کہ حضرت نی کسوقت تلبیہ کو شروع کیا تہا تب ابن عباس رض نی فرمایا کہ مین
سب لوگون سی اس امر مین خوب واقف ہون حضرت نی ایک ہی حج کیا تہا یعنی حج منعقد
نہ تہا کہ ہر بار ایک ایک طور سی کیا ہو اور ہر ایک صحابی ایک ایک حال کو دیکہہ کر حکایت
کرتی ہون بلکہ سبب اختلاف کا یہہ ہی کہ نکلی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم حج کی ارادے
سی پہر جب مسجد مین ذو الحلیفہ کی پہونچی تو دو رکعت نماز پڑہنی کی بعد پہلا تلبیہ کیا
پہر سنا اوسکو لوگون نی اور اوسکو اپنی طرح یاد رکہا اور روایت کیا پہر اوسکی بعد آپ
سوار ہوی اور جب اونٹ نی حضرت کو اوٹہایا تب تلبیہ فرمایا اور اوسکو دوسرے لوگون
نی سنا اور ویسیہی یاد رکہا اور ویسیہی اوسکو نقل کیا اوسکی بعد جب حضرت بلند
پر جگہ نی تلبیہ کہا اور اوسکو تیسرے قوم نی سنا سو اوسی کو یاد رکہا اور حکایت کیا
اور یہہ اسواسطی تہا کہ لوگ حضرت کی پاس جماعت جماعت متفرقا آتی تہی جیسا
جسنے جسوقت سنا ویسا ہی نقل کیا تمام ہوا خلاصہ اسکا پہر جو شخص ابتدا سے
حضرت کی ساتہہ تہا جیسی ابن عباس رض وہی حقیقت حال پر مطلع ہین اور

کی جاتی ہی اپنی قبر مین اور ایک روایت مین اس قدر زیادہ ہی کہ حضرت عائشہ رضی
فرمایا کہ کافی ہی تمکو قران اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰے یعنی کوئی
نفس نہین اوٹھاویگا دوسرے کی بوجھہ کو یعنی ایک کا گناہ دوسرے پر پڑے کا سو رونا
اور نوحہ کرنا یہہ کنا، زندہ کا یہے مردی پر کیون پڑیگا اور منجملہ اوسکی یہہ ہے کہ تمام
آیات احکامی قرآن کی اوسکی معنی اور مراد اور تاویل کی ساتھہ خوب معلوم اور یاد
ہو کہ بہت سی حدیثین ظاہر مین آیت قرانی کی خلاف ہین تو اوسپر عمل جایز نہین
مگر جب معلوم ہو کہ وہ حدیث متواتر ہے اور یہہ بھی معلوم ہو کہ وہ آیت پہلی اوسکی
نازل ہوی تھی یا قراین ہی اور علامات اور تاویلات ہی تطبیق ان دونون کی درمیان
ہوسکی یا اوس حدیث کی ترجیح اور قوت دوسرے کسی طوری تحقیق اور ثابت ہو
تو البتہ ایسی حدیث پر عمل کیا جاویگا لیکن اس بات کی تحقیق کی واسطی بہت علم
درکار ہے کہ اس مقام مین گنجایش اسکی نہین ہوسکتی ہی جیسا کہ توضیح کی فصل
النسخ مین اور اور تفسیر احمدی کی خطبی مین لکھا ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ مِنْ بَعْدِيْ فَاِذَا رُوِيَ لَكُمْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى
كِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ وَافَقَهُ فَاقْبَلُوْهُ وَاِنْ خَالَفَهُ فَرُدُّوْهُ یعنی بہت حدیثین روایت
کی جاوین کی تمہاری واسطی ہمارے انتقال کے بعد سو جب روایت کی جاوے
تمہارے واسطی کوئی حدیث تو پیش کرو اوسکو کلام اللہ پر پھر اگر اوسکو موافق قران مجید
کے پاؤ تو قبول کرو اور اگر مخالف پاؤ تو رد کرو یہہ حدیث اصول کی کتابون مین منقول اور
بعضی حدیث اور تفسیر کی کتابون مین مروی ہی اور بعضی محدثون کی نزدیک یہہ حدیث
ثابت نہین ہی لیکن مضمون اس حدیث کا دوسرے مقامون سی بھی معلوم ہوتا ہی جیسا کہ
نور الانوار کی بحث سنت مین ہی رَدَدْتُ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلٰثًا

عن اكرمها يعني المرء ان يحمل من تقديم بعض الامر قبل بعض واشباهها الا قال صلى الله
وسلم قالوا افعلوا ذلك وكحرج الحديث خلاصه يهه ہی کہ لوگ سوال کرتی تهی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے سو پوچها ایک نے یا رسول اللہ کہ مجهی خبر نه تهی کہ رمی پہلی ذبح
کی ہی سو یعنی ذبح کیا پہلی رمی کی پهر حضرت نی فرمایا رمی کرو اور کچهہ حرج نہین
اور جب کوی حضرت ہی سوال کرتا تها کہ کسی مرد نی بهول کر کی یا انجان ہو کر کوئی کام
کیا یعنی پہلی کو پچهی اور پچهی کو پہلی بت حضرت فرماتی تهی کہ کرو اور کچهہ حرج نہین اور
منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ سمجهی کہ یہہ حکم علی الاطلاق ہی یا حکایت کسی حال کے کیونکہ
راوی کبهی سمجهتا ہی کہ یہہ حکم ہر حال مین ہی اور ویسہی روایت کرتا ہی باوجود
اس بات کی کہ واقع مین حضرت نی بطور قصی کی کسی کا حال فرمایا ہی اور ظاہر الفاظ
کی حدیث کی یہہ نہین معلوم ہوتا ہی پهر جو صرف عبارت پر حدیث کی نظر کر کیا تو بڑے
غلطی مین پڑیگا جیسے کہ قصہ اوس حدیث کا نجانی اور قصہ حدیثون کا من حدیث
مین اکثر مذکور نہین ہوتا بلکہ کتب سیر اور شروح حدیث اور فقہ مین مرقوم ہوتا ہی جیسا کہ
مشکوۃ کی باب البکا علی المیت مین دو حدیث ہی کہ اون دونون کی ذکر کرنی مین بہت
طول ہوتا ہی سو اسطی صرف مثال کی لیئی خلاصہ اون دونون حدیثون کا مختصر کر کی لکہا گیا
جب عائشہ رض کی تردید ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رض کہتی ہین ان الميت ليعذب
ببكاء الحي عليه یعنی مردہ عذاب کیا جاتا ہی بسبب رونی زندی کی اپر تب عائشہ رض نے
فرمایا کہ خدا مغفرت کری عبد اللہ کے خبردار رہو کہ عبد اللہ نے قصد اجهوٹ نہین کہا
لیکن بهولگیا جو حضرت ہی سنا یا خطا اوسکے سنی یا سمجهنی مین واقع ہوی سو قصہ اوسکا
یون ہی کہ یکبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذری ایک یہودیہ کی قبر کی سامنی سے کہ اوسپر
رو تا تها بت حضرت نی فرمایا کہ یہہ لوگ اپنے مردی ہین اور حال اسکا یہہ ہے کہ وہ عذاب

کہ غیبت روزی کو توڑتی ہی بالاجماع ماول ہی اور تاویل اوسکی یہہ ہی کہ غیبت سے روزے
کی فضیلت جاتی ہی رہتی ہی اور فتوی دینا خلاف اجماع کی باطل ہی اور اسی واسطی
اگر کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کے پہر اوس نی اوس حدیث کی ظاہر معنی کو اعتبار کرکے
سمجہا کہ روزہ اوسکا ٹوٹا پہر اوسنی قصد کہانا کہا لیا تو اس صورۃ مین قضا
اور کفارہ دونون اوسپر واجب ہین اور حدیث مین بانی کا عذر اوسکی حق مین
مقبول نہین ہی کیونکہ بالاجماع اس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین جیسا کہ کفا
کی اوسی مقام مین ہی ظَنَّ اَنَّ الْغِیْبَۃَ فَطَّرَتْہُ فَاَکَلَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ الْقَضَاءُ
وَالْکَفَّارَۃُ سَوَاءٌ اِعْتَمَدَ حَدِیْثًا اَوْ فَتْوٰی لِاَنَّ ھٰذَا الظَّنَّ وَالْفَتْوٰی
فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِہٖ یعنی کسی روزہ دار نی کسی کی غیبت کی پہر کمان کیا کہ اوس غیبت
نی اوسکی روزی کو توڑا پہر یہہ سمجہہ کر کہانا کہا لیا تو اس صورت مین قضا اور
کفارہ دونون اوسپر واجب ہی خواہ کسی حدیث پر اعتماد کرکی روزہ توڑا ہو
یا کسی عالم کا فتوی پاکر کہایا ہو اس واسطی کہ یہہ کمان اور فتوی بی محل ہی ثواب
معلوم ہوا کہ جو کوئی مسائل اجماعیہ سی واقف نہو اور وہ حدیث کہ بالاجماع ماول ہی
اوسکی ظاہر پر عمل کریگا تو حرام اور سخت گناہ اور خرابی مین پڑیگا اور یہہ بہی معلوم
ہوا کہ بعضی حدیث کی معنی سمجہنا موقوف ہی مسائل اجماعی کی جانچ پر اور منجملہ
اوسکی یہہ ہی کہ جو حدیث دو معنی کا احتمال رکہی تو ایک معنی کو ترجیح دیوی دوسری
دلیلون سی اسواسطی کہ بہت ایسی حدیث ہوتی ہی کہ ظاہر عبارت سی اوسکی دو معنی
مخالف سمجہی جاتی ہین تو جبتک اوس حدیث کو قرآن سی یا اور دوسرے حدیثون
سی بتطبیق نہ دیوین تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجہی جاتی ہی تو جو کوئی صرف
ایک حدیث کی طرف لحاظ کریگا تو سخت خبط اور اضطراب مین پڑیگا جیسا کہ

وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً وَرَدَّهُ عُمَرُ رض فَقَالَ
لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا بِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَصَدَقَتْ أَمْ كَذَبَتْ
أَمْ حَفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ یعنی روایت کی ہی فاطمہ بنت قیس نے کہ اوسکی شوہر نی اوسکو
تین طلاق دی اور سو لخذا صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی عدت کی نفقہ وغیرہ کا حکم نہین فرمایا
تہا پھر عمر رض نی اوسکی روایت کو رد کیا اور کہا نچھوڑدین کی ہم کتاب پروردگار کو
اور نہ سنت رسو لخذا کو روایت سی ایک عورت کی کہ نہین دریافت کرتی ہین ہم
کہ سچ کہا اوسنی یا جہوٹ اور یاد رکہا ہی اوسنی یا بہول گئی اور منجملہ اوسکی یہہ ہے
کہ احکام اجماعیہ سی بہی واقف ہوا سواسطی کہ احکام شرع کی دلیل صرف قران اور
حدیث ہی نہین ہی بلکہ اجماع بہی حجت ہی جیسا کہ مشکوۃ کی کتاب العلم مین ہی وَعَنِ
ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ
قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ الخ اصول شریعت کا تین ہے پہلا آیہ محکم یعنی کتاب اللہ
کہ جس سے حکم ظاہر ہوا اور دوسرا سنت قائمہ یعنی حدیث کہ سند صحیح سے ثابت
ہو تیسرا فریضہ عادلہ یعنی جو دلیل کہ برابر ہی قران اور حدیث کی تو یہہ تینون واجب
العمل ہین یہہ اشارہ ہی اجماع اور قیاس کی طرف اور بعضی حدیث کی ظاہر معنی بالاجماع
متروک ہین یعنی اتفاق سب علما کی ثابت ہوا کہ اوس حدیث کی ظاہر معنی مراد نہین بلکہ تاویل اوسکی
دوسری ہی پہر اس صورت مین اس حدیث کی ظاہر معنی پر عمل کرنا خلاف اجماع کا ہوتا
ہے اور اجماع کا خلاف کرنا حرام اور باطل ہے اور اجماع کو حق نہ جاننا کفر اور ضلالت
ہی جیسا کہ کفایہ شرح ہدایہ کی کتاب الصوم مین ہی وَالْحَدِيْثُ الْوَارِدُ فِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صلى
اللّٰهُ عليه وسلم قَالَ الْغِيْبَةُ تُفْطِرُ الصَّائِمَ وَهُوَ مَاوَّلَ بِالْاِجْمَاعِ وَالْفَتْوٰى
بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ یعنے قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا

یعنی تین آیتین ہین کہ جو پڑہی تم مین سی کوئی اوسکو نماز مین اپنی تو بہتری اوسکی حق
مین تین اونٹنی حاملہ موٹی سی تو اس حدیث سی معلوم ہوا کہ تین آیہ جس سورہ سی ہو
نماز مین پڑہنی کافی ہی اور جانا چاہی کہ یہہ حکم امام اور منفرد کی حق مین ہی اور مقتدی
کو قراءۃ حرام ہی الغرض اس حدیث کو اگر پچھلی معنی پر حمل کیا جاوے تو قران اور
دوسری حدیثون سی تطبیق ہوتی ہی اور اگر پہلی معنی پر حمل کیا جاوی تو قران اور
دوسرے حدیثون کی خلاف ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ جب تک اوس حدیث کو
قران اور دوسری حدیثون سی ملایا نجاوی تو ہرگز مراد اوس حدیث کی نہین سمجھی جاوے
ہی اور منجملہ اوسکی معلوم کرنا وجہ ترجیح کو یعنی اگر دو حدیث آپس مین متعارض ہون
تو دریافت کرنا کہ غالب کون ہی اور عمل کرنا کس پر صحیح ہی اور ترجیح بہت سببون
سی ہوتی ہی ہر ایک کی تفصیل اور ہر ایک کی مثال کا بیان بہت دراز ہی یہان
نمونی کی واسطی چند چیزین مذکور ہوتی ہین کہ کبہی ترجیح بعضی حدیث کو سبب
کلام اللہ کی ہوتی ہی یعنی وہ حدیث مین اختلاف ہو تو قران جس حدیث سی موافق
ہو وہ راجح ہی اور کبہی واسطی توافق حدیث متواتر یا مشہور کی اور کبہی اس
جہت سی کہ ایک حدیث بعضی وقت مین وارد ہی اور دوسرے اکثر احوال مین
اور کبہی اس جہت سی کہ ایک حدیث کی راوی فقیہہ اور مجتہد تہی یا وہ جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین بیشتر حاضر رہتی تہی تو اونکی روایت دوسرون
کی نسبت سے غالب ہے اور کبہی بجہت تقدم اور تاخر کی یعنی حدیث موخر راجح
ہی کیونکہ موخر ناسخ مقدم کی ہی جیسا کہ مسئلہ آمین کہنی کا بعد سورہ فاتحہ کے
کہ اوسکی اخفا مین بہی حدیث وارد ہی اور جہر مین بہی مروی ہی پہر یہہ حدیث اخفا
کی کئی وجہ سی غالب ہے اول یہہ ہے کہ حدیث جہر کی بعضی وقت مین وارد ہوئی

حدیث ہی مشکوۃ کی باب القراۃ فی الصلوۃ مین لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
اس عبارت کی دو معنی ہو سکتی ہین ایک معنی تو یہہ ہین کہ نہین جایزی نماز اوس شخص
کی جو نہین پڑہتا ہی سورہ فاتحہ کو اور اس طور کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث
مین بہی ای ہین جیسا کہ لاصلوۃ لمن لا وضوء لہ یعنی نہین جایز ہی نماز اوس
شخص کی جسکو وضو نہین ہی جیسا کہ امام شافعی رح اس حدیث کی معنی یہی کہتے ہین
اور دوسری معنی یہہ ہین کہ نہین ہی فضیلت اور کمال نماز مین اوس شخص کی کہ نہین
پڑہتا ہی وہ سورۃ فاتحہ کو اور اسی طرح کی عبارت اور معنی دوسرے حدیث مین
بہی آئی ہین جیسا کہ لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد یعنی نہین کامل ہی نماز
مسجد کی ہمسایہ کی مگر مسجد مین اور اسی طور پر دوسری حدیث ہی کہ صلوۃ بحضرۃ الطعام
یعنی نماز کامل نہین ہی جو وقت کہ کہانا سامنی حاضر ہو اور دل بہی راغب ہو پس جبکہ
اس حدیث لی دو معنی کا احتمال رکہا اور کچہہ قرینہ حدیث کی عبارت مین کسی معنی
کی ترجیح کا نہین ہی تب ضرور پڑا کہ اوس حدیث کو قران اور دوسرے حدیثون
سی ملایا جاوے تو بعد ملانی کی ظاہر ہوا کہ مراد اوس حدیث سی یہی ہی نہین کمال ہے
نماز کا بدون سورہ فاتحہ کی یعنی بی سورہ فاتحہ کی نماز ادا ہوتی ہی لیکن کامل نہین
بلکہ ناقص اور یہی ہی مذہب امام ابو حنیفہ رح کا موافق اس آیت شریف کی
فاقرءوا ما تیسر من القران کی یعنی پڑہو جسقدر تمکو آسان ہو قران سی اور اس آیت
سی معلوم ہوا کہ کوی سورہ معین فرض نہین ہی اور ایسی ہی حدیث مشکوۃ مین
ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کسیکو نماز تعلیم کرنی کی وقت فرمایا ہی فاقرءوا
ما تیسر من القران اور دوسرے حدیث تیسر الوصول کی کتاب التفسیر مین ہی ثلث
ایات یقرء بہا احدکم فی صلوتہ خیر لہ من ثلث خلفات عظام سمان

بعد پیروی کرا بوبکر اور عمر کی جیسا کہ مشکوۃ کی باب جمع المناقب مین ہی عن ابن
مسعود رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اقتدوا بالذین بعدی ابی بکر
وعمر اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی علی رض کی شان مین فرمایا ہی کہ مین
کہر ہون علم کا اور علی دروازہ ہی اسکا جیسا کہ مشکوۃ کی باب مناقب علی مین ہے
انا دار الحکمۃ وعلی بابھا اور علی الخصوص عبد اللہ ابن مسعود رض کو حضرت پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود
تمکو کہی اوسکو سچ جانو جیسا کہ مشکوۃ کی اوسی باب مین ہی وما حدثکم
ابن مسعود فصدقوہ پہر جب راوی اخفای آمین کی عمر ابن الخطاب اور علی
ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود بہتیری اور یہہ تینون صحابی جلیل القدر
عظیم الشان ہین اور عمل ہی اونکا یہی تہا تو بیشک اخفا راجح ہی اور پروے
اوسکی واجب اور بہتری وجہ یہہ ہی کہ ابت قرآن کی حدیث اخفا کی موافق ہی
اسواسطی کہ قران مین آیا ہی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین
دعا کرو تم خدای تعالی سی عاجزی اور پوشیدہ کی سی بی شک خدائی دوست نہین
رکہتا ہی حد سی گذرنیوالون کو یعنی اللہ تی دعا مین عاجزی اور اخفا کو حد کیا تو جو
کوی عاجزی اور اخفا نکرے اوسپر رحم نہین کرتا ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہے
اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول یاد کرو اپنے
پروردگار کو اپنی دل مین عاجزی اور ڈری بلند آواز کر کی نہین اور تیسیر الوصول
کی باب التفسیر مین ہی قال اصحابہ اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فنناديہ
فنزلت اذا سالک عبادی عنی فانی قریب پوچہا اصحاب نی پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہ پروردگار ہمارا نزدیک ہے تو چپکی دعا کرین یا دور ہے

یعنی امت کو تعلیم کے لئی تو لوگ جانتی ہین کہ فاتحہ کی بعد آمین کہنا چاہی جیسا کہ
مروی ہی کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز مین کبھی آواز بلند کر کی قرات
فرماتی ہتی تاکہ لوگ قرارت کی مقدار کو معلوم کرلین یعنی کس وقت مین کس قدر
قران پڑہنا چاہی جیسا کہ تیسر الوصول کی فصل صلوۃ الظہر والعصر مین ہی عَنْ
اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَاُ فِی الظُّہْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ
بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ
اَحْیَانًا وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ
فَنَسْمَعُ مِنْہُ الْاٰیَۃَ بَعْدَ الْاٰیَاتِ مِنْ لُقْمَانَ وَالذَّارِیَاتِ اور بخلاف حدیث اخفا
کی کہ وہ مطلق احوال اور اکثر اوقات مین ہتی تو اس واسطی حدیث اخفا کی غالب ہی جیسا
کہ ملا علی قاری محدث نی شرح مختصر الوقایہ مین لکہا ہی اِنَّ الْجَہْرَ بِہَا فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ
کَانَ لِلتَّعْلِیْمِ فَلَا کَمَا وَرَدَ وَکَانَ یُسْمِعُنَا الْاٰیَۃَ اَحْیَانًا لِئَلَّا یَکُوْنَ سُنَّۃً مُسْتَمِرَّۃً
وَلِاَنَّہٗ لَمَا تَرَکَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہم اور کافی مین ہی وَالْجَہْرُ
الْمَرْوِیُّ مَحْمُوْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ کَانَ اِتِّفَاقًا لَا قَصْدًا اَوْ کَانَ لِتَعْلِیْمِ النَّاسِ اَنَّ الْاِمَامَ
یُؤَمِّنُ کَمَا یُؤَمِّنُ الْمُقْتَدِیْ دوسری وجہ یہہ ہی کہ اخفا کی راوی عمر ابن الخطاب اور
علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن مسعود رض اور اونکی مانند ہین جیسا کہ لمعات التنقیح
اور شرح سفر السعادۃ مین ہی اور جہر کی راوی بہ نسبت جہر کی بڑی فاضل ہین اور
قاعدہ ہی کہ جس حدیث کا راوی بڑا فقیہہ اور فاضل ہو تو دوسرے حدیث پر جسکا راوی
ویسا نہو غالب ہے جیساکہ اصول کی کتابون مین مذکور ہی اور یہان بہی رفع
یدین کی مسئلہ مین مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی خصوصا روایت اور مذہب عمر
رضی اللہ عنہ کا کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی امت کو فرمایا ہی کہ ہمارے

مین ہی قال عبد اللہ ابن مسعود رض ترک الناس الجہر بالتامین وما ترکوا الا
لعلمہم یعنی بالشیخ فرمایا ہی عبد اللہ ابن مسعود رض نی کہ لوگون نی آمین سورسی کہنا چہوڑ
دیا اور نہ چہوڑا اوسی کر جب یقین حاصل ہوا اون سب کو اوسکی منسوخیت کا اور جیسا
کہ مسئلہ رفع یدین کا کہ عدم رفع اور رفع دونون مین حدیثدار ہی لیکن عدم رفع
کی حدیث کو بہت وجہ سی غلبہ ہے وجہ اول یہہ ہی کہ حدیث عدم رفع کی راوے
زیادہ معتمد اور معتبر اور بڑی فقیہ اور بڑی فاضل مین جیسا کہ عبد اللہ ابن مسعود رض
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر مین ملازم رہتی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی احوال پر کمال مطلع رہتے اور اس واسطی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نی فرمایا ہی کہ دین کی امر مین جو عبد اللہ ابن مسعود کہی اوسکی پیروی کرو اور اصحاب
عشرہ مبشرہ یعنی دس صحابی جنکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی بہشت کی خوشخبری
دی ہی اور یہہ سب صحابی حضرت کی صحبت مین اکثر حاضر رہا کرتی اور حضرت کی مجلس
مین حضور نماز کی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بہت نزدیک رہتی تہی اور
حضرت صلعم کی احوال پر خوب واقف تہی بخلاف حدیث رفع کی راوی کہ اس مرتبہ
مین نہتی قوی شبہ حدیث عدم رفع کی راجح ہی جیسا کہ فتح القدیر اور لمعات التنقیح
مین ہی واعلم ان الآثار عن الصحابۃ والطرق عن النبی صلعم کثیرۃ جدا و
القدر المحقق بعد ذلک کلہ ثبوت روایۃ کل من الامرین عنہ علیہ
السلام یحتاج الی الترجیح لقیام المعارض ویترجح ما فیہ بانہ کانت
افعالہ مباحۃ فی الصلوۃ وافعال من جنس ھذا الرفع وقد علم نسخہا
فلا یعمل بہا ولو ثبت ھو ایضا منسوخا بالشیخ خصوصا وقد ثبت ما یعارضہ
ثبوتا کاملا مرۃ لہ وکذا یا فضلیۃ الرواۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تو سورسی پکارین تب نازل ہوی یہہ آیت جب پوچہین بچہسی میرے بندی میرے حال کو
تو کہو کہ بی شبہہ مین نزدیک ہون پھر اون تین آیتون سی معلوم ہوا کہ ہر دعا
اخفا واجب ہے مگر جس دعا مین کہ جہر کرنا اوسکا دلیل یقینی اور اجماع سے اور اسی اخفا
کی ثابت ہوتو البتہ وہان جہر جایز ہی جیسا کہ حج کی تلبیہ وغیرہ مین اور جب کہ لفظ آمین
کا بہی دعا ہے کیونکہ معنی اسکی ہین قبول کر اور جہر اوسکا دلیل یقینی سے اور اجماع
سے ہرگز ثابت نہوا بلکہ حدیث مین تعارض واقع ہوا تو حدیث اخفا کی کہ جو کلام
اللہ کی موافق ہی راجح ہوی جیسا کہ نہایہ مین ہی وَاَصَحُّ اَصْحَابُنَا بِاَنَّ التَّامِيْنَ دُعَاءٌ
فَاِنَّ مَعْنَاهُ اَللّٰهُمَّ اَجِبْ وَالسُّنَّةُ فِي الدُّعَاءِ اَلْمُخَافَتَةُ لِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الدُّعَاءِ اَلْخَفِيُّ اور
عنایہ اور کافی مین بہی ایسا ہی لیکن عبارت مین کچہہ اختلاف ہی طوالت کی خوف
سی نہین لکہا گیا اور جو یہی وجہ یہہ ہے کہ حدیث جہر کی جو وائل بن حجر سے
مروی ہی ضعیف ہے جیسا کہ بہی ابن معین نی کہ سردار محدثون کی اور شیخ او
استاد ہین امام محمد بخاری کی جنکا حال تیسیر الوصول کی خطبی مین لکہا ہی ضعیف کہا
ہی اور اس وجہ کو امام زیلعی نے تبیین الحقایق مین لکہا ہی قَالَ الشَّافِعِيُّ يَجْهَرُ
بِهَا عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ بِاِنْفِرَادِهِ بِحَدِيْثِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنَّهُ قَالَ اٰمِيْنَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ وَمَا رَوَاهُ ضَعَّفَهُ يَحْيٰى بْنُ مَعِيْنٍ فَاَيُّ لَهُمْ
حُجَّةٌ اور محدث شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے اس حدیث کو معلول کہا ہی چنانچہ
اس بات کو شیخ عبد الحق دہلوی نی لمعات التنقیح مین اور شرح سفر السعادۃ مین نقل
کیا ہی اور پانچوین وجہ یہہ ہی کہ جہر آمین کا متقدم اور اخفا اسکا موخر ہی یہہ حدیث
اختیار راجح ہے حدیث جہر کی اسواسطی کہ جہر منسوخ ہے جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور نہایہ

اختلاف ظاہر ہو تو قول کو ترجیح ہی جیسا کہ اصول کی کتابون مین ہی اَلْقَوْلُ مُقَدَّمٌ
عَلَی الْفِعْلِ اور دوسری مقام مین ہی حِکَایَةُ الْفِعْلِ لَا تَعُمُّ اور حضور صاحبکہ
منع حضرت کا وارد ہوا یعنی حضرت نی لوگون کو نماز مین رفع یدین کرنیکو منع فرمایا
ہو تو بی شک حدیث عدم رفع کی غالب ہوئی جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہوچکی ہے
کہ ترفع الایدی الا فی سبع مواطن الحدیث اور دوسری حدیث نہایہ مین ہی وَعَنِ
رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَعِنْدَ
رَفْعِ الرَّاْسِ مِنَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّھَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمْسٍ
اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ اور یہی حدیث بحر الرایق اور تبیین الحقایق اور شرح مختصر الوقایہ
مین بھی ہی لیکن عبارت مین کچھہ اختلاف ہی اور چونکہ وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین
مقدم ہی یعنی ابتدای اسلام مین بہا پھر منسوخ ہوا تو ضرور عدم رفع کی حدیث راجح
ہوئی جیسا کہ کفایہ اور عنایہ اور کافی اور نہایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی مَا رَوَاہُ
مَحْمُوْلٌ عَلَی الْاِبْتِدَاءِ اَیْ اَنَّہٗ کَانَ ثُمَّ نُسِخَ عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَرْفَعُ
یَدَیْہِ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ فَقَالَ مَہْ فَاِنَّ ھٰذَا شَیْءٌ فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ تَرَکَہٗ اور کافی اور نہایہ اور کفایہ اور شرح سفر السعادۃ مین ہی قَالَ ابْنُ
مَسْعُوْدٍ رَضِیَ رَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعْنَاہُ ثُمَّ تَرَکَ فَتَرَکْنَاہُ اَلْعِزُّ
رفع یدین کا منسوخ ہونا بہت سی کتابون سی ثابت ہی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر اور
اور نور الانوار اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق رح اور کفایہ اور عنایہ اور کافی اور
نہایہ اور شرح سفر السعادت لیکن طوالت کی خوف سی ہر ایک کے عبارت جدا
جدا نہین لکھی گئی اور یہ امر یعنی جاننا کہ ہم اس حکم مین داخل ہین اور اس بات
کو جاننا بھی بہت سی چیز کی جاننی پر موقوف ہی اس مقام مین مثال کی واسطی تھوڑا کر

فقد حدث من لا يحصى عن عبد الله ابن مسعود رض وهو عالم بشرايع الاسلام
وحدوده ومتفقد لاحوال النبي صلى الله عليه وسلم ملازم له في اقامته و
اسفاره فيكون لاخذه به عند التعارض اولى من اقران مقابله اور نہایہ اور عنایہ
اور ذخیرۃ العقبی مین ہی وروی اخبارنا البدریون من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
الذين كانوا يلون النبي صلى الله عليه وسلم في الصلوة وعبد الله ابن عمر وواثل ابن حجر
كانوا يفوتون بعد منه صلى الله عليه وسلم واما خذ بقول الاقرب اولى وروى عن
ابن عباس رض انه قال ان العشرة الذين بشرهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة
لم يكونوا يرفعون ايديهم الا عند افتتاح الصلوة اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ بعضی
صحابی حضرت کی رفع یدین کو روایت کیا اور بعضی نی عدم رفع یعنی ارسال کو روایت
کیا لیکن قول حضرت کا عدم رفع کی موافق ہی اور رفع کی مخالف اور قاعدہ ہے
کہ جب حضرت کا دو فعل مختلف مروی ہو تو جو فعل اوسکی موافق ہو تو اوس فعل کو
غلبہ ہی جیسا کہ کفایہ اور کافی اور نہایہ مین ہی لانا لما تعارضت روايتا فعله
وجب المصير الى قوله وهو الحديث المشهور لا ترفع الايدي الا في
سبع مواطن عند افتتاح الصلوة وتكبيرات الوتر وتكبيرات العيدين والاربع
في الحج اور یہی حدیث طحاوی اور طبرانی اور مسند امام ابو حنیفہ حدیث کے کتابون
مین ہی اور ہدایہ اور فتح القدیر اور عنایہ اور تبیین الحقائق مین بہی ہی لیکن
عبارت مین ان سب کتابون کی کچھہ کچھہ اختلاف ہی اور مضمون سب کا ایک
ہی تیسرے وجہ یہہ ہی کہ رفع یدین صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے
ثابت ہوا ہی قول اور حکم سے ثابت نہین ہے بلکہ قول حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا عدم رفع مین وارد ہی اور قاعدہ ہی کہ جب حضرت کی فعل اور قول مین

للشمس وصلوة قبل غروبها اخرجه ابو داود عبد الله بن فضالہ نی روایت کیا
ہی اپنی باپ سی کہ کہا اوسنی تعلیم کیا مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی اور جس بات کو
کہ حضرت نی ہمکو سکہلایا تہا اون مین سی ایک یہہ تہا کہ حفاظت کرو پانچ وقت کے
نماز کو پہر کہا اوسنی کہ عرض کیا مینی کہ ان سب وقت مین میری واسطی بہت کام
رہتا ہی سو مجکو حکم کیجئی ایسی ایک عبادت کا کہ جب مین اوسکو کرلون تو کفایت کرے
مجکو سو فرمایا حضرت نی کہ حفاظت کرو عصرین کی اور لفظ عصرین کا میری بولی سی نہ تہا
اسو اسطی مینی اوسکو نہ سمجہا پہر مینی پوچہا تب فرمایا حضرت نی کہ نماز پہلی طلوع آفتاب
کی اور نماز پہلی غروب اوسکی اور مجملہ اوسکی یہہ جانی کہ یہہ حدیث کون سی شہر
والون کی حق مین وارد ہی اس واسطی کہ بہت احکام باعتبار شہرون کی مختلف
ہوتی ہین اور حدیث کی عبارت مین اوس شہر کا کچہہ ذکر نہین ہوتا ہی جب وہ شخص
اس بات کو جانیگا تب سمجہیگا کہ یہہ حکم ہمپر ہے یا دوسرے پر اور اگر یہہ فرق نجانیگا
تو سخت خرابی مین پڑیگا جیسا کہ مشکوۃ کی باب آداب الخلا مین ہی عن ابی ایوب رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلۃ
ولا تستدبروہا ولکن شرقوا او غربوا متفق علیہ یعنی جب تم پائخانہ مین آؤ
تو قبلہ کی طرف موہنہ یا پیٹہہ نکرو ولیکن پچہم یا پورب کے طرف موہنہ کرو تو یہہ حکم
مدینی والون کی حق مین اور مانند انکی ہی اس واسطی کہ مدینہ مطہرہ اور مکہ معظمہ
کی ہی تو جب پچہم یا پورب کی طرف منہہ کریگا تو قبلہ کی جانب مین منہہ نہوگا جیسا کہ
تیسیر الوصول کی باب آداب الاستنجا مین ہی قولہ شرقوا او غربوا اما اہل المدینۃ
ومن قبلتہ علی ذلک استمتد اما من کان قبلتہ الی الشرق او الغرب فلا یستقبلہا
یعنی قول حضرت کا شرقوا اور غربوا احکم ہے اہل مدینہ کی لئی اور جو لوک کہ قبلہ

کیا جاتا ہی منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جانی کہ یہہ حدیث مکلف کی حق مین ہی یا خاص بعضی کردہ
کی حق مین کیونکہ بہت سی احکام بلحاظ اشخاص کے مختلف ہوتی ہین ایک کی حق مین
درست اور دوسری کی حق مین نادرست توجب واس بات کو جانیگا تب سمجھی گا کہ خود
کس جنس مین ہی اور اوسکی حقیقت کیا حکم ہی اور اگر یہہ فرق نہ جانیگا تو بڑی گمراہی مین
پڑیگا جیسا کہ میسر الوصول کی باب العقد والمباشرۃ مین ہی وعن ابی ھریرۃ رض
قال سال رجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المباشرۃ للصائم فرخص لہ
فاتاہ اخر فسالہ فنھاہ وکان الذی رخص لہ شیخا کبیرا والذی نھاہ شابا
اخرجہ ابو داود یعنی ابو ہریرہ رض نی کہا کہ سوال کیا ایک مرد نی حضرت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ روزہ دار کو مباشرت یعنی لگانا اپنی بدن کو عورت کی
بدن سی درست ہی یا نہین آپ نی اوسکی واسطی درست رکہا پہر دوسرے نی یہہ
ایسی ہی سوال کیا سو اوسکو حضرت نی منع فرمایا تو جس شخص کی واسطی درست رکہا
تہا وہ بڑا بوڑہا تہا اور جسکو منع کیا وہ جوان تہا اور منجملہ اوس کی یہہ ہے کہ جانے
یہہ کہ حکم خاص ایک شخص معین کی حق مین تہا یا عام تہا سب مکلف کی لئی کیونکہ
بعضا حکم کسی سبب سے یا کسی مصلحت کے روی حضرت علیہ السلام ایک شخص خاص
کی حق مین درست رکہتی تہے اور دوسری کی حق مین نادرست اور حضرت
کی بعد سب مکلف کی حق مین برابر ہوا جیسا کہ میسر الوصول کی باب وجوب الصلوۃ مین
ہی عن عبد اللہ ابن فضالہ عن ابیہ قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وقیما کان علمنی حافظا علی الصلوات الخمس قال قلت ان ھذہ الساعات
لی فیھا اشغال فمرنی بامر جامع اذا انا فعلتہ اجزاعنی فقال حافظ علی
العصرین وما کانت من لغتنا فقلت وما العصران قال صلوۃ قبل طلوع

توان برتنون کا استعمال بہی حرام ہوا تا کہ لوگون کو شراب یاد نہ پڑے اور الفت
اوسکی ترہی اور کمال نفرت اور اجتناب آجاوی اور جب لوگ خوب شرعکی حکمون
مین مضبوط ہوئی تو یہہ حکم منسوخ ہوا اور منجملہ اوس کی یہہ جاننا کہ وہ حدیث
مطلق احوال مین وارد ہی یا کسی عذر کی حالت مین واقع ہی کیونکہ بہت سی حدیثین
ہین کہ عبارت اونکی مطلق ہی اور حقیقت مین سو رد اونکا حالت عذر ہے اور
جس شخص کو عذر ہو اوسکی حق مین وہ حکم نہین ہے تو جب تک اس بات کو نہ
سمجہیگا نجائیگا کہ یہہ حکم ہم پر ہی یا دوسرے پر جیسا کہ مشکوۃ کی باب صفہ
الصلوۃ مین ہی وعن مالک بن الحویرث رضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فاذا کان فی وتر من صلوتہ لم ینہض حتی یستوی قاعدا رواہ البخاری
روایت ہی مالک بن حویرث سی کہ دیکہا اوسنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہتے
پہر جب ہوتی حضرت طاق رکعت مین یعنی ایک رکعت کے یا تین رکعت کی بعد تو نہ
اوہہتے یہان تک کہ اچہی طرح سے بیٹہتے اور شیخ عبد الحق دہلوی نی اسکی
ترجمہ مین لکہا ہے کہ یہہ بیٹہنا حضرت کا بسبب عذر کی اور حاجت کی تہا جس
طرح بہاری اور ضعیف اور کمزور وغیرہ اور جس کو حیکو اوسکی حاجت اور ضرورت
ہو تو اوسکی حق مین وہ سنت ہین اور ہدایہ اور فتح القدیر اور بحر الرائق مین
بہی ایسیہی مذکور ہی خلاصہ اس جواب کا یہہ ہی کہ قران اور حدیث سی حکم نکالنی
کی واسطی بہت سی امور ضرور ہین کہ بغیر اون کی اس مقام مین نہین
ہوسکتی ہی اس واسطی صرف مثال کی لئی چند باتین کہ ہر عوام اور خواص اوسکو
بی تکلف سمجہین یہان بیان کی گئین اور اونکی سوا اور شرطین بہی ضرور ہین
کہ اونکی مضمون کو بہی سمجہنا ہر ایک عوام کو دشوار ہی جیسا کہ اصول فقہ اور اصول

اوکا اوسی جانب مین ہی اور جسکا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہو اون کی حق مین
یہہ حکم نہین ہے اور جیسا کہ تیسیر الوصول کی فصل استقبال القبلہ مین ہی عن
ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین المشرق والمغرب قبلۃ
اخرجہ الترمذی یعنی درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہی تو یہہ حکم بہی اہل مدینہ
اور مثل اون کی واسطے ہی اور منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ اوس حدیث کی مجلس کو جانے
کیونکہ بعضا حکم بسبب اختلاف مجلس کے مختلف ہوتا ہی جیسا کہ ایک حدیث لوکون
مین مشہور ہے اور فتاوی حمادیہ مین بہی ہی اکرموا الخبز فانھا من برکات السماء
والارض یعنی روٹی کی تعظیم کرو کیونکہ وہ برکت سی آسمان اور زمین کی ہے
یعنی روٹی جب آوی تو انتظار سالن کا مکرو تو یہہ حکم گہر کے کہانی مین ہی ضیافت
مین نہین کیون کہ ضیافت مین صاحب خانہ کی اذن کی انتظاری کری جیسا کہ اوکو
فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان مین ہی وھذا فی بیتہ واما فی الضیافۃ فینتظر
الاذن تو جسکو مورد اس حدیث کا معلوم ہوگا تو ضیافت کی مجلس مین جیسے لوکون
کی عادت ہی کہ پہلی روٹی لاتی ہین تو وہ شخص پہلی روٹی ہی توڑنے لگیگا اور سالن
کی لئی شور مچانی لگیگا اور میزبان کو انتظار مین ڈالیگا اور دوسرے مہمانون کو
انتظار سے اور تاخیر مین پہنچنیکا جیسا کہ اس طرح کی خرابیان اکثر مجلسون مین
واقع ہوتی ہین نعوذ باللہ منہم اور منجملہ اوسکی جانتا کہ یہہ حدیث کس وقت مین وارد
ہوئی تہی کیونکہ بہت سے حدیثین ہین کہ حکم اونکا ابتدائی اسلام مین تہا پہر وہ حکم منسوخ
ہوا تو جب منسوخیت کو معلوم کریگا تب جانیگا کہ ہم اوس حکم مین داخل نہین ہین جیسا
کہ مشکوۃ کی کتاب الایمان مین ہی نھاکم عن اربع الحنتم والدباء والنقیر والمزفت
یہہ چار نام اون برتون کی ہین کہ جسمین شراب رکہتی تہی سو جب شراب حرام ہو

اسی بات پر اتفاق کیا ہی جیسا سائل حواب مین سوال چوبیسوین کی بہت سے
کتابون سی مذکور ہوا ہی پہر بانہ تفصیل کی حاجت نہین ہی لیکن بطور نمونہ
کی صرف ایک کتاب سی اکہا تا ہی نہایۃ المراد شرح مقدمہ ابن عماد مین ہی
وفی زماننا قد انحصرت صحۃ التقلید فی ھذہ المذاھب الاربعۃ فی الحکم المتفق
علیہ بینہم وفی الحکم المختلف فیہ ایضا لا باعتبار ان مذاھب غیرھم من السلف
باطلۃ و انما باعتبار ان مذاھبھم وصلت الینا بالنقل المتواتر وقامت بھا تمام
بعد حجاتہ فی کل ساعۃ من زمانھم الی زماننا ھذا ۔ لا یمکن عدد الرواۃ
ولا بعضا ھم فی اقطار الارض و بلیت لنا شروط مذاھبھم و فصلت
مجملاتھا و قیدت مطلقاتھا بالنقل المتواتر بخلاف مذاھب غیرھم
من السلف فانھا نقلت الینا بطریق الاحاد فلو فرض ان حکما من احکام نقل عن
بعض مذاھب السلف بطریق التواتر یحتمل ان یکون مجملا لم یفصلہ ناقلہ و ان لہ
قیدا اخل بہ ناقلہ او شرطا بقی ذلک القول بصحتہ عند ذلک للمجتہد فیکون العمل
بہ باطلا فلھذا الامر حصرنا صحۃ التقلید فی اتباع المذاھب الاربعۃ لا غیر
خلاصہ مضمون اسکا یہہ ہی کہ اس زمانی مین تقلید منحصر ہی انہین چار کی ایک مذہب
مین اور ان چار کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید درست نہین ہی اسواسطی کہ ان چار
اماموں کا مذہب بنقل متواتر سی منقول ہوا ہی اور اونکی زمانی سی لیکر اس زمانی تک اس
قدر راوی ان مذہب کی گذری ہین کہ شمار کرنا اونکا ممکن نہین ہی اور ان مذہبون
کی شرطین اور تفصیل خوب بیان کی گئی ہین بخلاف اور اور مذہبون کی کہ تواتر
سی مروی نہین ہی اور تفصیل اونکی نہین ہوئی ہی تو شاید کوئی کلام مجمل ہو کہ
اوسکی تفصیل نہین ہوی ہو یا کوئی قید چھوٹہ گئی ہو یا کوئی شرط کہ جسپر صحت

حدیث کی کتابون مین مفصل اور مصرح ہے اور اون سب شرطون کا اس زمانہ
مین پایا جانا سخت مشکل اور بہت ہی آملکہ متعذر اور محال ہی چنانچہ سابق جو
شرطین بطور نمونہ کی مذکور ہوی ہین اوسکی مضامین مین غور کرنی سی صاف ظاہر
ہوتا ہی اسواسطے اس زمانہ مین بلکہ زمانہ دراز سی سب عالمون نی جب خوب دریافت
کیا کہ قران اور حدیث سی بالاستقلال حکم نکالنا نہین ہوسکتا ہی کیونکہ ہر حدیث
کو ثابت کرنا اور اوسکی راویون کا احوال دریافت کرنا اور صحیح اور حسن اور ضعیف
اور غریب کو تحقیق کرنا اور مجمل اور مأول اور ناسخ اور منسوخ کو تمیز دینا اور ہر ایک
کی غرض اور مراد کو پہنچنا بالاستقلال یعنی صرف اپنی تلاش اور جستجوی
حاصل نہو سکیگا بلکہ آخر کو لاچار ہو کر پشیمان بن کر اون سب شرطون کو
حاصل کرنیکی لئی کسی محدث یا مجتہد یا فقیہہ کی تقلید کرنی پڑیگی تو ابتدا سے
تقلید کسی مجتہد کی اپنی اوپر واجب کر لی ہی اور اسی واسطی سب علمانی اجماع کیا اس
بات پر کہ جس مجتہد کے اجتہاد پر تمام علما کا اتفاق ہو اور سب فاضلون کی نزدیک
اسکا اجتہاد مقبول ہو اور مذہب اوسکا نقل تواتری سی منقول ہو اور مسایل اور قواعد
اوس کی مذہب کے بی بسبہ مفصلا مروی ہون تو ایسی کے تقلید درست ہی
پھر کوئی مجتہد ان اوصاف کی ساتھہ سوای ان چار امام کی پایا نہین کیا اور کوئی
مذہب ان صفات کی ساتھہ سوا ان چار مذہب کے ثابت نہین ہوا اس واسطے
سب علما اور تمامی فضلا کا اجماع اس بات پر ہوا ہی کہ ان چار مذہب مین سی ایک
مذہب کے پیروی کرنی واجب ہے اور ان کی سوای اور کسی مجتہد کی تقلید
یا دوسرے کسی طریقہ کی پیروی جایز نہین ہی اور کوی یہہ گمان نکرے کہ صرف
علمای حنفی نی یہہ اجماع کیا ہی بلکہ دوسرے مذہب مختلف کی عمانی بہی اس

فتوحات الوہبیہ فی شرح الاربعین النوویہ ان اٹھائیسویں حدیث کی شرح میں لکھا ہی
ما عُرِفَ عَنْ هٰؤُلَاءِ الصَّحَابَةِ الْاَدَبِيَّةِ اَوْ عَنْ بَعْضِهِمْ اَوْلٰى بِالْاِتِّبَاعِ مِنْ بَقِيَّةِ
الصَّحَابَةِ اِذَا وَقَعَ بَيْنَهُمُ الْخِلَافُ اِلٰى قَوْلِهٖ وَهٰذَا فِي الْمَقَالَاتِ الظَّرْفِ فِي تِلْكَ الْاَزْمِنَةِ
الْقَرِيْبَةِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ اَمَّا فِيْمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَا يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ غَيْرِ الْاَئِمَّةِ
الْاَرْبَعَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَاَحْمَدَ رح لِاَنَّ هُوَ لَاءِ عُرِفَ قَوَاعِدُ
مَذَاهِبِهِمْ وَاشْتَهَرَتْ اَحْكَامُهَا وَخَدَمَهَا تَابِعُوْهُمْ وَاَحْرَرُوْهَا فَرْعًا فَرْعًا
وَحُكْمًا حُكْمًا غلاصہ اسکا یہہ ہی کہ جو حکم شرع کا کہ ان چار خلیفون سی یا بعض سی اونکے
معلوم ہوا ہی تو وہ معتدم ہی دوسری صحابی کی قول پہ اور یہہ بات اوس زمانہ
کی مقلد کی حق مین ہی لیکن اوس زمانی کی بعد جایز نہین ہی تقلید سوائی ان چار
امامون کی یعنی مالک ابوحنیفہ شافعی احمد رح کیونکہ اون کی مذہب کی قاعدی سب
معروف ہین اور مسائل اون کی خوب ثابت اور مشہور ہین اور تابعون نی اونکی خوب
ضبط کیا ہی اور ہر ایک بات کو مفصلا لکہا ہی آب حاصل اس سب کا یہہ ہوا کہ شریعت
کی علما اور ہر مذہب کی فضلا کا اجماع اور اتفاق اسی بات پہ ہو گیا ہی کہ اس زمانی مین
تقلید ایک امام کے ان چار امامون مین سی واجب ہے اور اون کی سوا اور کسی کی
تقلید درست نہین ہی اور کسی عوام کو بلکہ اس زمانی کی خواص کو بھی اپنی سمجھہ کی موافق
قران اور حدیث پر عمل کرنا اور اپنی دریافت پر اعتماد کرکی مسئلہ نکالنا جایز نہین اور
اگر کوی فاضل یا کوی درویش اس اجماع سی نکلا ہوا یا اوسنی اس اتفاق کی برخلاف
کیا ہو یا اوسکی مخالف کہا ہو تو اوس شخص کا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ اجماع
کہ حدیثون کی روسی پروی کرنی اوسکی واجب ہی وہ اس سی عبارت ہی کہ اکثر
علمای دین دار اور فضلای نیک کردار ایک بات پر اتفاق کرین پہر اگر کوئی

اوس قول کی موقوف ہو ترک ہوی ہو تو ان صورتون مین عمل اوسپر باطل ہوگا
اسواسطی انہین چار مذہب مین تقلید منحصر ہوی ہی اور شافعی علمانی بہی ایسی ہی کہا
ہی جیسا کہ حافظ ابن حجر شافعی المذہب کہ فاضل اور محدث اور مصنف کتاب بلوغ
المرام کا اور شافعیون کی نزدیک بڑا معتمد اور معتبری اوسنی فتح المبین فی شرح الاربعین
کی انہا مئسوین حدیث کی شرح مین لکہا ہی اما فی زماننا فقال اما فی زماننا فیمتنع لاجماع
الامۃ الاربعۃ الشافعی ومالک وابی حنیفۃ واحمد رضوان اللہ علیہم اجمعین
لان ہولاء عرفت قواعدہ مذاہبہم واستقرت احکامہا وحدہا تابعوہم
وحرروہا فرعا فرعا وحکما حکما فلا یوجد حکم الا وہو منصوص لہم اجمالا
او تفصیلا بخلاف غیرہم فان مذاہبہم لم تحرر ولم تدون لذلک فلا تعرف
لقائل قاعدۃ حتی تخرج علیہا احکامہا فلم یحرر تقلیدہم فیما حفظ عنہم منہا
لانہ قد یکون مشروطا بشروط لم تحرر وکلوہا الی فروعہم من قواعدہم فقلیت
الثقۃ بجملۃ ما لحفظ عنہم من قید او شرط فلم یحرر التقلید حینئذ خلاصہ ترجمہ
اوسکا یہہ ہی ہماری امامون نی یعنی شافعیون نی کہا ہی کہ اس زمانہ مین ان چار
امامون کی سوا اور کسی مجتہد کی تقلید جایز نہین ہی اسواسطی کہ ان امامون کی
مذہب اور اونکی قاعدہ خوب معلوم اور مشہور ہین اور مسئلہ اونکی خوب ثابت ہین او
تابعون نی اونکی مذہب کو خوب ضبط کیا ہی اور بالتفصیل ہر ایک کو لکہا ہی بخلاف
اور مجتہدون کی کہ اونکا مذہب لکہا ہوا نہین ہی اور قاعدہ اونکا معلوم نہین اور تفصیل
اون کی مذہب کی منقول نہین اور مسئلہ اون کی مذہب کی ضبط نہین اسواسطی
دوسرے مذہب پر خوب اعتماد نہین اور مالکی علمانی بہی ایسیہی کہا ہی کہ علامہ ابراہیم ابن
مرعی سرخسی کہ مالکی المذہب اور فاضل اور محدث اور مالکیون مین معتمد علیہ ہی اوسنے

تحفہ

الحمد للہ کہ یہہ رسالہ نظام الاسلام جیکی سوالون کو کئی شخصون نی کیا تہا اور جوابون کو اوسکی عالم باعمل فاضل بی بدل مولوی محمد وجیہہ صاحب درس اول مدرسہ کلکتہ نی بڑی محنت اور تلاش کر کی آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑی معتبر اور معتمد کتابون کی عبارت سی مدلل اور ثابت کیا اور بعد اتمام کی تمام علما اور فضلا و صلحا نی بنور و تامل اوسی دیکہہ موافق عقاید مذہب سنت و جماعت خصوصا مطابق طریقہ حنفی سمجہہ کی منظور اور پسند کر اپنی اپنی دستخط اور مہر سی مزین فرمایا اللہ تعالی اپنی فضل و کرم سی اس نسخہ کی مولف کو جزای خیر عطا فرماوی امین ثم آمین ۔ بتصحیح سی خیر خواہ خلق اللہ خاکسار سید عبد اللہ ابن سید بہادر علے عفی اللہ عنہما کی مطبع احمدی مین پہلی ۱۲۵۷ ہجری مین چہاپا گیا تہا اب وہ نسخہ کمیاب ہو گئی اور خواہش مند بہت رہی اس لئی دوسری بار پھر سید موصوف کی تصحیح سی اوسی مطبع مین چہاپا گیا ۱۲۵۹ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

بر نسخہ ہذا از اول تا آخر نظر کردم ظاہر شد کہ مسایل مندرجہ آن مطابق عقیدہ اہل سنت و جماعت و موافق طریقہ امام اعظم رحمہ اللہ علیہ است حنفی المذہب را اعتقاد و عمل بر طبق آن واجب و متحتم است

صلی اللہ علیہ وسلم — امین سلمہ کلکتہ — مفتی عدالت دیوانی کلکتہ

جوابہای این رسالہ ہمہ صحیح و درست بی کم و کاست موافق آیات قرآن و مطابق احادیث سید پیغمبران صلی اللہ علیہ وسلم و برحسب اجماع علمای راسخین و بر طبق اتفاق فضلای کاملین است

شخص اگرچہ عالم بھی ہو اس اجماع مین شریک نہو تو اوسکا کچھہ اعتبار نہین
ہی بلکہ وہ خود برخلاف ہوا اور جماعت کا مخالف بنا جیسا کہ مشکوۃ کی باب الاعتصام
مین ہی عن ابن عمر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد
الاعظم فانه من شذ شذ في النار یعنی پیروی کرو جماعت کی سو مقربون
ہی کہ جو جدا ہوا جماعت سی گرپڑا وہ جہنم مین اور عن معاذ بن جبل رض قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ
الشاذة والقاصية واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة یعنی بیشبہہ شیطان
آدمی کی حق مین جیسا بہیڑیا بکری کی حق مین ہی کہ پکڑتا ہی بکری بہڑکی ہوی اور دور پڑی
اور کنارے کری ہوئی کو تو واجب ہم پر ہی ہی کہ جماعت اور اکثر مسلمانون کے
پیروی کو لازم کرو وعن ابی ذر رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من فارق الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه یعنی جو کوئی جدا
ہوا جماعت سی ایک بالشت کی اندازی تو بی بیشبہہ اوسنی اسلام کا ڈور اپنی گردن سی
نکالا غرض ان حدیثون سی صاف ظاہر ہوا کہ اکثر مسلمان جس بات پر اتفاق کرین وہ
واجب ہوتا ہی اور بعضی کا خلاف کرنا کچھہ نہین ہی بلکہ جو اکثر کا مخالف ہو تو اوسپر
خوف ضلالت کا اور ڈر جہنم کا ہی نعوذ بالله منها ومنهم اور جو کوئی جماعت
کی پیروی کریگا تو وہ ہدایت پر رہیگا اور ضلالت سی بچیگا اللهم ثبت قلوبنا على شريعتك
ورضاك واقم اقدامنا على طريقتك وهداك وصل وسلم على رسولك سيد المرسلين وعلى
اله الطيبين واصحابه الراشدين وتابعي صحبه الهادين سيما على سيد المجتهدين
امامنا وامام المسلمين وعلينا وعلى جميع مقلديه الى يوم الدين وآخر دعوانا ان الحمد لله
رب العالمين فقط

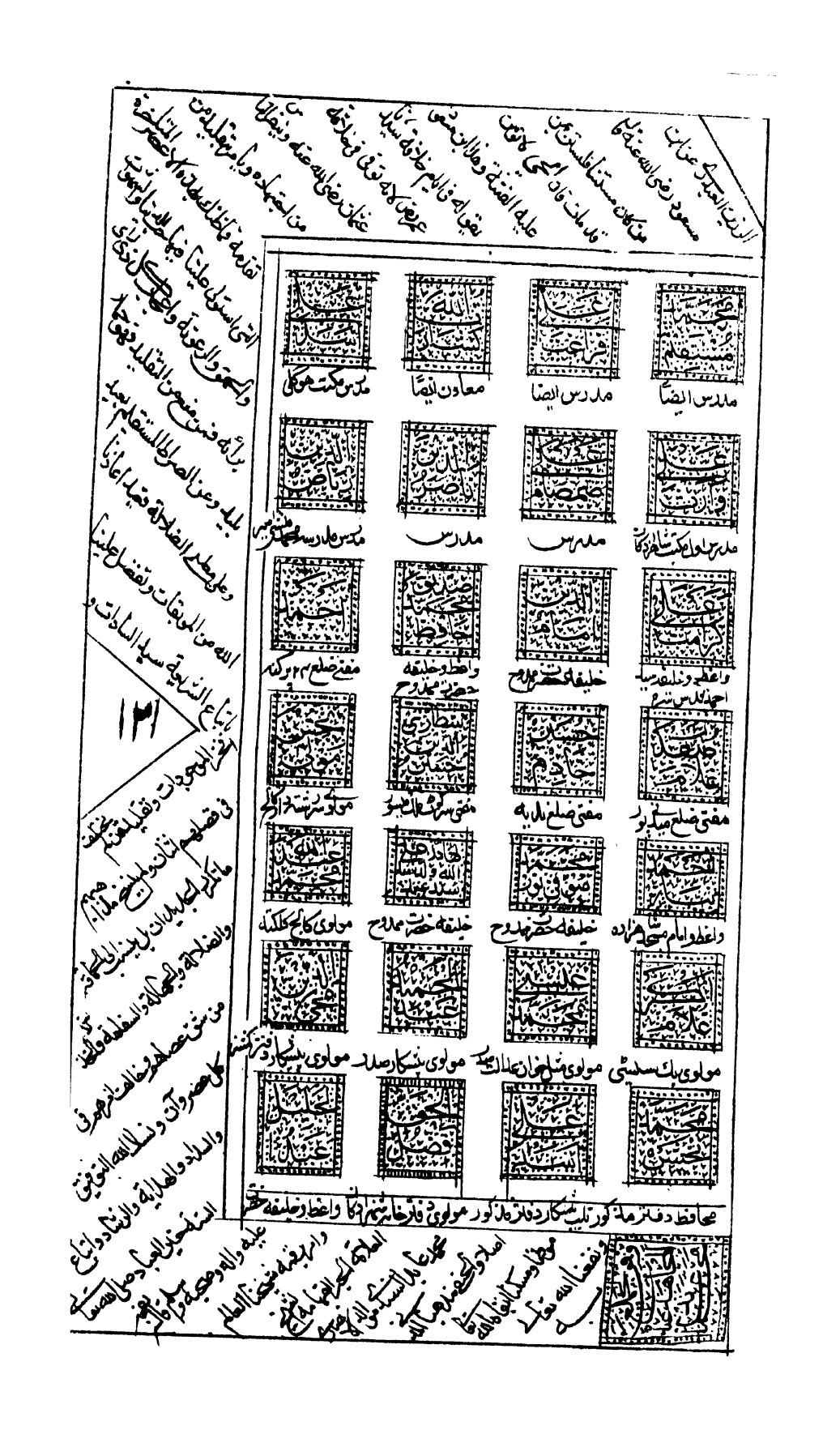

مخالف این همه سایل در حقیقت مخالف ان دلایل است

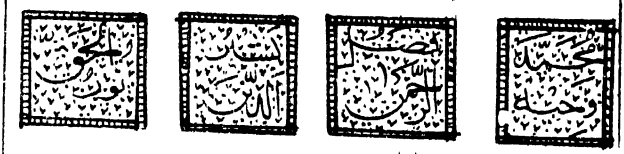

مدرس اول مدرسه مکه — مدرس اول مدرسه مرشد آباد — مدرس دوم — مدرس سیوم

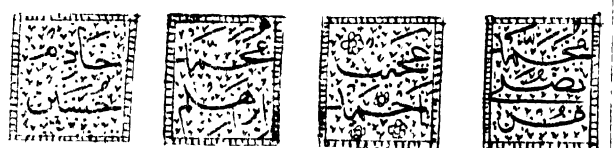

مدرس چهارم — مولوی کیسے — معاون اول — معاون دوم

این رساله را به نظر تامل دیدم از اول تا آخر فی الحقیقت هدایت بخش گمراهان اهل بدعت و رهنمای گم کشتگان بادیه ضلالت است علمای حنفیه را باید نور رانیت باطنی و فضای طرانیه را مسکی است

مشید المبانی

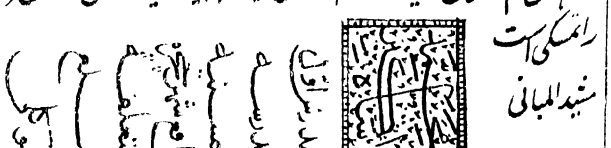

مدرس اول — مدرس دوم — مدرس سوم — مدرس چهارم

مدرس پنجم — مدرس ششم — مدرس هفتم — مدرس هشتم

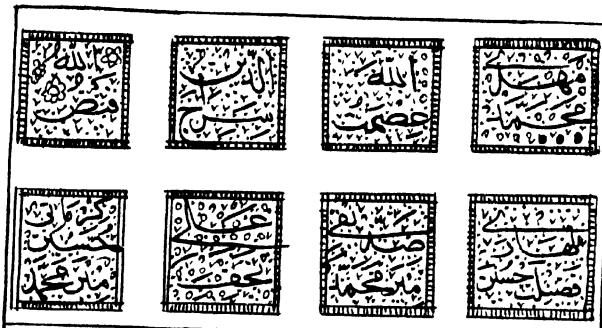

جانا چاہی کہ بعضی لوگ چارون مذہب کو انکار کرتی ہین اور کسی کی ان چارون سی تقلید نہین کرتی اور عوام حنفیون کو اپنی مذہب سی بداعتقاد کرواتی ہین اور مسلہ مین شک ڈالتی ہین اور اعتراضات بیجا کرتی ہین اور مخالف حدیث کی بنا کر کی عوام کو گمراہ کرتی ہین اسواسطی اکثر مسلمان سب اس دیار کی مسلمی پوچھنی کی لئی اور اپنی مذہب کی تحقیق کی جناب مستطاب مدرس صاحب حضرت محمد وجیہ صاحب جعلہ اللہ کاسمہ وجیہا فی الدنیا والاخرہ کی حضور مین آتی تہی اور جو لوگ کہ خود حاضر نہین ہوسکتی تہی فتوی لکہوا کر منگواتی تہی پھر جب مدرس صاحب نے دریافت کیا کہ اس صورت مین لوگون کو بہت تکلیف ہوتی ہی اس واسطی بہ نظر نفع عام اور ہدایت تام کی ایک رسالہ تالیف فرمایا اور اوسکا نام نظام الاسلام رکہا تاکہ لوگ اس رسالہ کو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط ہووین اور لوگون کی بہڑکانی سی گمراہ نہ بنین اسکی بعد جناب حاجی سید عبداللہ صاحب نی بلحاظ رفاہیت خلایق کی اوسکو چہپوایا پھر یہہ رسالہ اکثر ملکون مین منتشر ہوا اور بہت لوگ اسکو پڑہ کر اپنی مذہب مین مضبوط ہوگئی اور جو لوگ کہ ان قوم کی بہکانی سی شک مین پڑی تہی اس کتاب

ہمکو سب اور فرقون سی کیا
اللہ تعالی نی ہمکو کیا
کیا ہی اہل قرون کو اپنے کتاب
عزیزین اور رجوع کرنیکو رسول
کی طرف اور اولوالامر کے
جو اہل قرون کی ہین اس واسطے
کہ وہ جانتا تہا اون کو جو اوہن
کے مسئلہ بتلانین کی پس

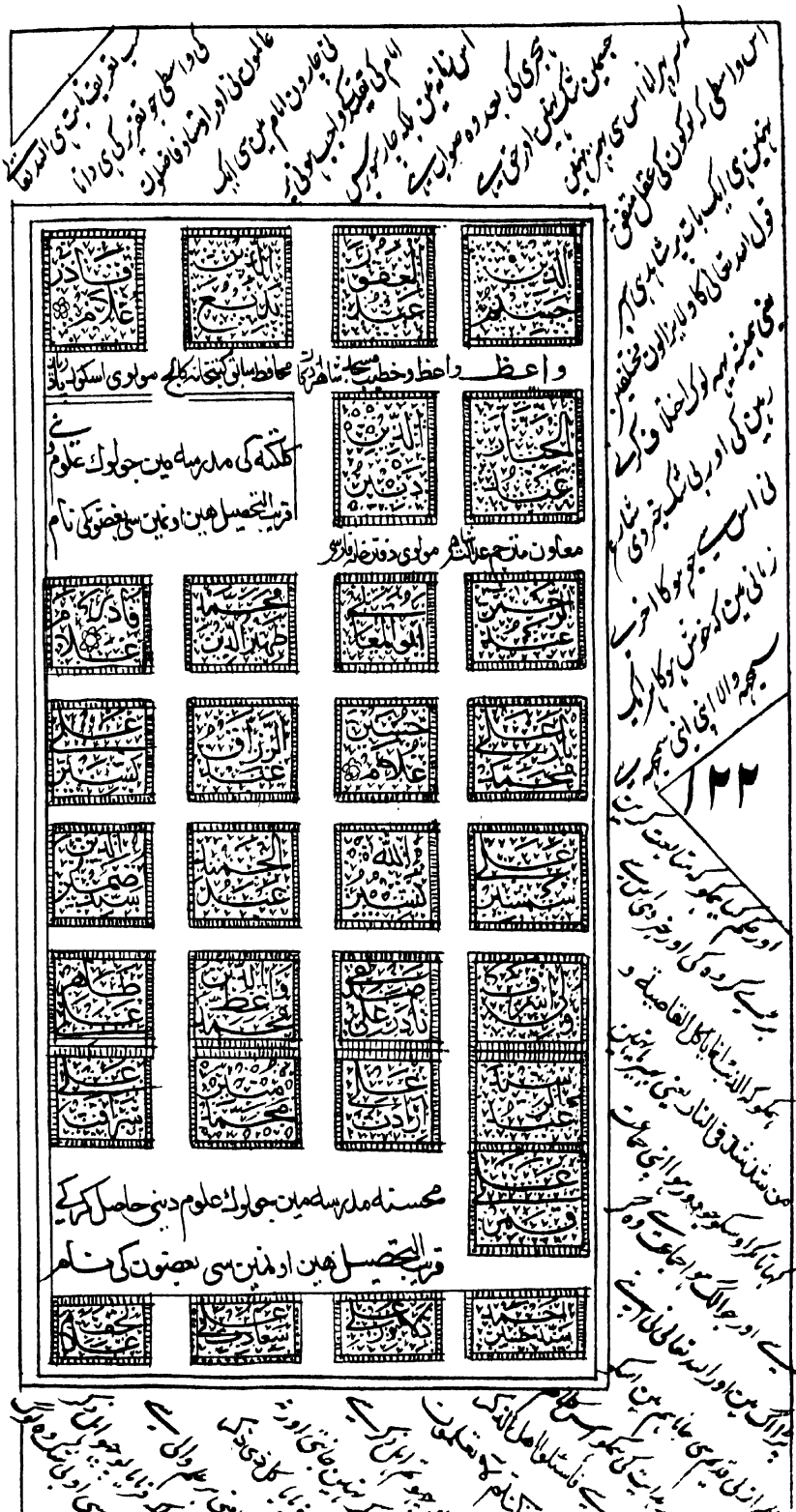
واعظ واعظ وخطیب مسجد شاہ ترکا
محافظ سابق کتبخانہ کالج مولوی اسکول یاد
کلکتہ کی مدرسہ مین جو لوگ علوم
اقرب التحصیل ہین اونمین سی بعضوں کی نام
معاون مترجم عدالت شرع مولوی دفتر عدالت فارسی
محسنہ مدرسہ مین جو لوگ علوم دینی حاصل کرکے
قریب التحصیل ہین اونمین سی بعضوں کی نام

علیہ وسلم اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ وفی روایۃ حتی یحاذی بھما

فروع اذنیہ اس حدیث کو سارا نہین لکھا ہی اور حدیث مین چوری کی ہی یعنے

مسلہ رفع یدین کا بعد رکوع کی جو اس حدیث مین مذکور ہی اس مقام مین اوسکو

نہین لکھا اس فریب کا دفع کئی طور سی لکھا جاتا ہی پہلا دفعہ یہہ ہے کہ اس

حدیث کا نشان تمام ذکر کیا ہی یعنی نام کتاب کا اور تعین مقام کا اور تعداد

صفحہ کا ذکر کیا ہی اسواسطی کہ جسکو اس حدیث کا تمام دیکھنا منظور ہو یا اسمین

کچھہ شک ہو تو وہ شخص اس کتاب مین دیکھہ لیوی تو اس صورت مین چوری

نہین ہوئی کیونکہ چوری مین تو جہانا منظور ہوتا ہے نہ ظاہر کرنا اور علامت

رکھنا چوری تو جب ہووی کہ نام کتاب کا ذکر نکرے یا نام ذکر کرے مقام

کو تعیین نہ کرے یا جو بات کہ جواب کی مخالف ہو اوسکو چھوڑ دیوی جیسا

کہ ان قوم دجالیون نی ایک مسلہ چھوڑیا ہے اور اوسمین فارسی عبارت سے

لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق دہلوی نی تعیین رفع یدین و ترجیح تامین بجہر فتہ

اور نام کتاب کا اور تعیین مقام کا دونون کو چوری کیا ہی اور حال یہہ ہی کہ شیخ

عبد الحق دہلوی نی سفر السعادت کی شرح رفع الیدین کی مسلہ کی مقام مین ۸۴ صفحی

مین اور مشکوۃ کی شرح مین باب الصفۃ الصلوۃ مین لکھا ہے کہ رفع الیدین

منسوخ ہے اور عدم رفع کو ترجیح ہی جسکو کچھہ شبہہ ہو تو ان کتابون مین

اسی مقام کی تپی سی دیکھہ لیوی اور اس قوم نی ایک کتاب رفع الیدین کی بنائی

ہی اور نام اوسکا تنویر العینین رکھا ہی اوسمین اکثر حدیثون کو نا تمام لکھا ہے

کسی کی اول سی کسی کی آخر سی کچھہ کچھہ عبارت چھوڑ دی ہی جیسا کہ مالک بن حویرث

کی حدیث کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سی نقل کیا ہے اور اوسمین رفع

گو پرسنی یا نسبی سی اونکا شبہہ دفع ہوگیا اور بعضی بچارے عوام اور ضعیف الاعتقاد کہ ان قوم کی کمراہی مین پڑی تہی اس رسالہ پر واقف ہوکر اپنی گمراہی سی توبہ کی بت ان قوم نی جب یہہ حال دیکہا اور دریافت کیا کہ جو کوی اس رسالہ سی واقف ہوتا ہی اون کی حق مین فساد اور فریب اونکا کچہہ تاثیر نہین کرتا ہی اور مسلون پر طعن کرنا اور شک ڈالنا اور تقلید پر اماموں کی اعتراض کرنا کچہہ فایدہ نہین دیتا ہی بت اس قوم نی اس طور کی فریبون کو جہوڑ کر اکثر نے دہرا انکا لالا اور وہ یہہ ہی کہ اس رسالہ کی مختصر کرنی لگی اور جابلونکی سامنی اس رسالہ پر اعتراض کرنی لگی تاکہ لوگ اس رسالہ سی بد اعتقاد ہووین اور اسکو نہ پڑہین اور نہ سنین پہر بعضی لوگ جناب مدرس صاحب کی حضور مین عرض کرنی لگی کہ ان قوم بدمذہب کے سوالکا جواب کچہہ لکہئی کہ چہپوا دیا جاوی تاکہ ان قوم کا فساد کچہہ نہ چلی اور لوگون کو اس رسالہ مین کچہہ شک نہ پڑی لیکن جناب مدرس صاحب اصلا اسکی طرف التفات نہین کرتی اور فرمائی کہ سوال بیجا کا جواب دینا ہی بیجا ہی کیونکہ جواب جاہلان باشد خموشی + پہر جب بندہ حقیر فقیر غلام قادر بیانی نی دیکہا کہ جاہلون کا کچہہ جواب ہی ندینا سبب اونکی جرات اور دلیری کا ہوتا ہی اس واسطی مختصر کرکی لکہا جاتا ہی تاکہ ہر کوئی اسکو دیکہہ کر یا سنکر اون قوم کی جہالت اور فساد پر واقف ہوا اور اون کی اعتراض اور اوسکی جواب کو دریافت کرکی معلوم کرے کہ اسی قیاس پر ہر اعتراض اور شبہہ انکا بی حقیقت ہی اور صرف فساد اور شرارت ہی اور ہر چیز مین خدا ہی توفیق ہی اور اوی کی عنایت سی تحقیق ان قوم کا اعتراض یہہ ہی کہ پہلی حدیث رسالہ نظام الاسلام کے یعنی عن مالک بن الحویرث قال کان رسول اللہ صلی اللہ

لکھا ہی اور ہاتھہ کانون تک اوٹھانی کو یہ اوس سی اوسکو غرض نہی ہی بالکل اوسکو چھوڑ
گیا تو یہہ بہی کیا چوری ہی مثل مشہور ہے کہ خود را فضیحت دیگراں را نصیحت اور
میسرا فرع یہہ ہی کہ مولف نی نظام الاسلام کی رفع الیدین کی مسئلہ کو چھوڑا
نہین ہی بلکہ اوسکو علیحدہ جدا کر کی بصورت سوال اور جواب کی لکھا ہی صفحہ مین
اور وہان مفصلا بیان کیا ہی کہ رفع الیدین منسوخ ہی اور مکروہ اور اوسکی
دلیلون کو بالتفصیل لکھا ہی تو پہر اس مقام مین کہ یہان صرف کان تک ہاتھہ
اوٹھانی کی دلیل کا ذکر ہی رفع الیدین کا ذکر کرنا محض بیجا ہی اور ایسی بیجا ذکر
کرنیوالی کو بلکہ جو ایسی ذکر کو تجویز کری اوسکو مرغ بی ہنگام کہتی ہین اور وہ
شخص مصداق ہی مثل مشہور مصرع سر بزیدن واجب ست ان مرغ بی ہنگام را
جیسا کہ مولف نی قرۃ العینین کی کان تک ہاتھہ اوٹھانی کی حدیث کو ترک کیا
اسواسطی کہ وہ رسالہ صرف رفع الیدین کی بیان مین ہی چوتھا دفع یہہ ہے
کہ رفع الیدین منسوخ ہی جیسا کہ اوسکی دلیلین مفصلا ۱۶ ۱۷ صفحہ مین مذکور
ہی اسواسطی اوسکو اس مقام سی حذف کیا کیونکہ کسی بات پر دلیل لانی کے
مقام مین اس عبارت کو کہ جسکا مضمون منسوخ ہوا ہی مطلب مین خلل والتا ہے
الغرض ہر مسلمان پر واجب ہی کہ ایسی لوگون سی احتراز کریں اور اونکو دشمن دین
کا سمجہین کہ یہہ سب دین مین مفسد ہین جیسا کہ کتاب مجمع الزوائد مین ہی اور یہہ
کتاب حدیث کی کتابون کا مجموعہ ہے جیسا کہ جامع الاصول چھہ کتاب کی حدیث
کی جامع ہی ویسا ہی کتاب مجمع الزوائد ان چھہ کتابون کی سوا اور کتابین حدیث
کی جو بڑی معتبر ہین اونکا مجموعہ ہی جیسا طبرانی نے اور بیہقی اور طحاوی وغیرہ
تو اس کتاب کی باب ماجاء فی الکذابین مین کہا ہے عن عبد اللہ

یدین کرنی کی مضمون کو لکھا ہی اور کانون تک ہاتھہ اوٹھانی کی مضمون
اوسی حدیث مین روایت ہی بالکل ترک کیا ہی اور تنویر العینین مین یون کہ
انه رای مالك بن حویرث اذا صلی کبر واذا اراد ان یرکع رفع یدیه
اذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلعم صنع
تو اس حدیث مین لفظ حتی یحاذی بهما اذنیه او فروع اذنیه کو چھوڑ
ہے دوسرا دفعہ یہہ ہے کہ یہہ کتاب کچھہ کتاب حدیث کی نہین ہی کہ
مقام مین تمام حدیث کو ذکر کرین یہہ فتوا ہی اور فتوی مین اوسی قدر ضرور
کہ جس قدر سوال ہو اسی قدر جواب اور اوس سی زیادہ کہنا حماقت اور جہالت
یہان سوال اوسی قدر لکھا گیا ہی کہ حنفی جو شروع نماز کی تکبیر مین کانون تک ہا
اوہٹاتی ہین اوسپر کیا دلیل ہے پس رفع الیدین کی مسئلہ کو اس مقام مین کی
علاقہ نہین ہی جیسا کہ اگر کوی پوچھی کہ نماز فرض ہونی کی دلیل کیا ہی تو اوسکو
اسی قدر کہنا چاہی کہ الله تعالی نے فرمایا ہے اقیموا الصلوة اور اگر کوی
اسکی جواب مین یون کہی کہ اقیموا الصلوة واتوا الزکوة تو اوسکو دیوانہ یا نادان
کہین کی مثال اوسکی فقہ کی کتابون مین بہت سی موجود ہی نمونہ کی واسطے یہان
ذکر کیا جاتا ہی کہ خرید اور فروخت کی مشروعیت کی دلیل مین لاتی ہین کہ احل الله
البیع باوجود اس بات کی کہ قران مین ایک آیت کی اندر یون ہی کہ احل الله البیع
وحرم الربوا لیکن چونکہ بیع کی مقام مین ربا کا ذکر کرنا محض بے جا ہے اسواسطے
صرف احل الله البیع لکھا ہی اور مثال اوسکی انہین نی مذہب والون کی کتاب
سی کہ جسکا نام تنویر العینین رکھا ہی مذکور ہوا کہ مولف تنویر العینین کے اس مقام
مین فقط رفع الیدین کی مضمون کو جو اوسکی غرض اور مقصود تہا اوسکو وہان

مولوی ہین دا ہین

مولوی ہین دا ہین

پولی خطرت جلال الدین کی

خلیفہ حضرت سید اسمٰعیل
قلاش سہ کی

خلیفہ
حضرت
ممدوح

مولوی ہین دا ہین

مولوی ہین دا ہین

صدر دی ہین

بن عمر رض روی الطبرانی انہ قال واللہ لقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقول لیکونن بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذا
بون او اکذبون قلنا ما ایاھم قال ان یاتوکم بسنۃ لم تکونوا علیھا
لیغیروا دینکم وتدینکم فاذا رایتموھم فاجتنبوھم وعادوھم

عبداللہ بن عمر رضی کی روایت کی ہی عبداللہ بن عمر رضی سی کہ کہا ان نی قسم خدا کی ہی کہ بی شک سنی
سنا مین خدا صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ فرماتی تہی کہ بی شک پیدا ہوگا نزدیک قیامت
کی دجال اور پہلی اوسکی ایک قوم جہوتی تیس بلکہ زیادہ پہر ہم صحابون سی حضرت نی
فرمایا کہ اون کذابون کی کیا علامتین ہین پہر فرمایا حضرت نی کہ سکہلادی کی وہ قوم
کذاب تم سب کو ایک سنت کہ تم سب اس سنت کو عمل ہر ہین
کرتی تہی یعنی ایک بات نئی کو سنت کہکر تم کو بتلاوین کی یا حقیقت مین سنت ہوگی
تم اوسکو نہین کرتی تہی بلکہ دوسری سنت کو عمل کرتی تہی تو وہ قوم کذاب اس نئی
سنت کو تمکو سکہاوین کی تاکہ جس سنت کو تم عمل کرتی تہی اوسکو بیغیر اور بدیل کر
اور تمہارے مذہب کو بہی بدیل اور تغیر دیوین پس جب تم اون قوم کذاب کو دیکہو
تب اونسی کنارہ کرو دور رہو اور اون کروہ کو دین کا دشمن جانو اور اونسی دشمنی
رکہو اور تم سب بہائی مسلمانون جانو کہ اگر یہہ کروہ کذاب کسیکو شک مین ڈالدین کہ

حدیث نہین یا اور کچہہ فریب کی باتین کہین تو وہ کتاب مجمع الزوائد

جناب مدرس صاحب ممدوح کی نزدیک موجود ہے

جسکا جی چاہی اسمین دیکہہ

لیوی فقط

در مطبع احمدی باہتمام اموجان مطبوع گردید

ہذا کتاب مستطاب
اول بار در ہندوستان
بطبع رسید